راہروانِ حرم کیلئے ایک قیمتی تحفہ

انوارِ حج وعُمرہ

فضائل — اعمال — مسائل

حج وعُمرہ کے فضائل، اَعمال اور مسائل پر مشتمل ایک جامع اور مرتب مجموعہ جسے پڑھ کر سنّت کے مطابق نہایت آسانی کے ساتھ حج وعُمرہ کی ادائیگی کی جاسکتی ہے۔

مرتب

مفتی محمدسلمان زاہد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

اُستاذ جامعہ انوارالعلوم شادباغ ملیر کراچی

مکتبہ اُمِّ احسن کراچی

جامعہ انوارالعلوم شادباغ ملیر کراچی

نام کتاب	☜	انوارِ حج و عُمرہ (فضائل-اَعمال-مسائل)
تالیف	☜	مفتی محمد سلمان زاہد
طبع اول	☜	جون 2019ء بمطابق شوال ۱۴۴۰ھ
کمپوزنگ	☜	اَبو محمد: 03333858577
ای میل	☜	salman.jduk@gmail.com
ناشر	☜	جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کراچی

ملنے کا پتہ

مکتبہ اُمِّ احسن

☎ 03333858577 – 03132020645

فہرست مضامین

﴿حج وعُمرہ سے متعلّق فضائل کا تفصیلی بیان﴾

﴿حج و عُمرہ کا طریقہ اور اُن کے افعال کا مرتب خاکہ﴾

﴿حج کے قبلیہ افعال﴾

﴿رَوانگی کے وقت کے افعال﴾

﴿عُمرہ کے افعال﴾

﴿قیامِ مکہ کے دَوران کیے جانے والے افعال﴾

حج کے افعال

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

حج اور عُمرہ کا سفر ”عشق و محبّت“ کا سفر کہلاتا ہے، جسے قدموں پر چلتے ہوئے ہی نہیں اگر پلکوں کے بل بھی کیا جائے تب بھی اِس سفر کا حق اداء نہیں ہو سکتا۔ قدیم زمانے میں جبکہ جانوروں کی پشت پر جھومتے ہوئے اور سمندری جہازوں میں ڈولتے ہوئے یہ سفر کیا جاتا تھا تو جو مشقتیں اور ریاضت و مُجاہدہ کی شکلیں پیش آتی تھیں اُنہیں آج کے اَسباب و وَسائل سے مالامال دَور کا حاجی یا عُمرہ کرنے والا بھلا کیسے اور کس طرح سمجھ سکتا ہے جو پُر سکون اور پر تعیّش سفر کرتے ہوئے ہواؤں کے دَوش پر اُڑتا ہوا محض چند گھنٹوں ہی میں بیت اللہ کے سامنے پہنچ جاتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے اِس سفر کو نہایت آسان اور سہل کر دیا ہے، اب اگر اِس میں کوئی محنت اور مشقت ہے تو بس یہی کہ جس قدر بھی ممکن ہو سنّت کے مطابق حج اور عُمرہ کیا جائے، مسائلِ شرعیہ کا بھرپور لحاظ رکھا جائے، فسق و فجور اور گناہوں سے پاک حج کیا جائے، اِحرام اور حَرَم کی جنایتوں سے حتی الامکان کلی اجتناب کیا جائے، مناسکِ حج و عُمرہ اور حرمین شریفین کے آداب کا خیال رکھا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب کوئی ایسے کام نہیں ہیں کہ جن کیلئے کوئی بہت زیادہ مشقتوں کو جھیلا اور مصائب کو برداشت کیا جائے، اِس کیلئے بس صرف اتنی سی بات کی ضرورت ہے کہ ”حج یا عُمرہ کو سنّت کے مطابق سیکھ کر کیا جائے“ اور اِس کیلئے اِس بات کی ضرورت ہے کہ اِس عبادت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے جانے سے پہلے اس کو سیکھا

جائے ،اِس کے مسائل و احکام سے آگاہی حاصل کی جائے ،کیونکہ شرعی مسئلہ کے مطابق جب تک کسی کام کو کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے ،اُس کا سیکھنا فرض کفایہ ہوتا ہے، لیکن جب کسی کام سے واسطہ پڑرہا ہو تو اُس کے مسائل کو سیکھنا فرض عین ہوجاتا ہے۔(مرقاۃ:1/301)پس اِس مسئلہ کے مطابق حج یا عُمرہ پر جانے سے پہلے اُس کو سیکھنا اور اُس کے مسائل سے آگاہی حاصل کرنا لازم اور ضروری ہے، کیونکہ اِس کے بغیر چلے جانے کی صورت میں وہاں بعض حجاج کرام بڑی فحش غلطیاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، بلکہ بسا اوقات اُن غلطیوں کی وجہ سے دَم بھی لازم ہوجاتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب بھی اِسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرتب کی گئی ہے، جسے جانے سے پہلے اگر ایک دفعہ اچھی طرح سے پڑھ لیا جائے بلکہ حج یا عُمرہ کے سفر میں یہ کتاب اپنے ساتھ رکھی جائے تو اِن شاء اللہ اِس کی مدد سے حج و عُمرہ کی ادائیگی سنّت کے مطابق کی جاسکتی ہے اور بہت سی غلطیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج و عُمرہ ہی نہیں بلکہ دین و دنیا کے ہر کام سنت و شریعت کے مطابق کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

اِس کتاب کو آسانی کیلئے دو بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(1)—پہلا باب: حج و عُمرہ سے متعلّق اُمور کے فضائل۔

(2)—دوسرا باب: حج و عُمرہ کا طریقہ اور اُن کے افعال کا مرتب خاکہ۔

پہلے باب میں مندرجہ ذیل اُمور کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں:

(1)حج و عُمرہ۔ (2)حج میں خرچ کرنا۔ (3)طواف۔

(4)سعی۔ (5)پیدل حج۔ (6)عرفہ کا دن ۔

(7)حج بدل۔ (8)سفرِ حج و عُمرہ میں مر جانا۔ (9)زمزم۔

(10)رکنِ یَمانی ۔ (11)حجرِ اَسوَد۔ (12)حجرِ اَسود کا اِستلام ۔

(13)مقامِ اِبراہیم۔(14)بیت اللہ کو دیکھنا۔ (15)بیت اللہ میں داخل ہونا۔

(16)مُلتَزم۔ (17)سر مُونڈوانا۔ (18)بیت اللہ شریف۔

(19)ایّامِ تشریق۔ (20)مزدلفہ کی شب۔ (21)واجب الطواف

(22)تلبیہ پڑھنا۔ (23)رمیِ جمار۔ (24)مسجدِ خیف۔

اور پھر آخر میں حج کو ترک کرنے کی سخت اور شدید وعیدیں ذکر کی گئی ہیں۔

دوسرے باب میں حج و عُمرہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے پانچ فصلوں میں اُن کے بالترتیب افعال ذکر کیے گئے ہیں

۱-پہلی فصل- قبلیہ افعال:یعنی حج یا عُمرہ سے پہلے کرنے کے کام۔

۲-دوسری فصل- رَوانگی کے وقت کے افعال:یعنی حج یا عُمرہ کیلئے رَوانگی کے کام۔

۳-تیسری فصل- عُمرہ کے افعال:یعنی عُمرہ میں کیے جانے والے بالترتیب اَفعال۔

۴-چوتھی فصل- قیامِ مکہ کے اَفعال:مکہ مکرّمہ میں رہتے ہوئے کرنے کے کام۔

۵-پانچویں فصل- حج کے افعال:یعنی حج میں کیے جانے والے اَفعال۔

اللہ تعالیٰ سے دُعاء ہے کہ اِس کتاب کو قبول فرمائے،نافع اور سودمند بنائے،کتاب کے مرتب اور اُس کے جُملہ اہلِ خانہ کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔آمین۔

بندہ محمد سلمان غفرلہ

13 شوال المعظّم 1440—17 جون 2019

پہلا باب:

﴿حج و عُمرہ سے متعلّق فضائل کا تفصیلی بیان﴾

حج دینِ اِسلام کا ایک اہم رکن اور اُس کا بنیادی ستون ہے جس پر اِسلام کی عمارت قائم ہے، نبی کریم ﷺ نے اِسے اَرکانِ اِسلام میں شمار کیا ہے، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

اللہ تعالیٰ کی وَحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رِسالت کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا زکوۃ اداء کرنا، حج کرنا، اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔(بخاری:8)

اِس لئے کسی بھی کلمہ گو مسلمان جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر تک پہنچنے کی طاقت و وسعت دی ہے، اُسے اِس فریضہ کی ادائیگی سے ہر گز غافل نہیں ہونا چاہیئے، تاکہ دینِ اِسلام کی عمارت میں کوئی کمی، کجی اور کمزوری نہ رہے۔

پھر اِس کے فضائل و فوائد اور اِس پر ملنے والے دنیا و آخرت کے اِنعامات اِس قدر کثرت سے ہیں کہ اگر یہ اِسلام کا ایک واجبی اور ضروری فریضہ نہ بھی ہوتا تب بھی کوئی ادنیٰ سی عقل و خِرد کا حامل اِس کے حصول سے ہر گز پیچھے نہ رہتا۔ ذیل میں اِس کے فضائل واِنعامات کا ایک تفصیلی جائزہ پیش کیا جارہا ہے، جسے پڑھ کر اِن شاء اللہ اِس عظیم الشان عبادت کی اہمیت بھی معلوم ہوگی اور اِس کے کرنے کا شوق اور جذبہ بھی بیدار ہوگا۔ حج پر جانے والے بھی اگر جانے سے پہلے اِن فضائل کا مطالعہ کرلیں تو اُنہیں شوق و رَغبت کے ساتھ جانا نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم مین سے کسی کو اِس فریضے کی ادائیگی سے محروم نہ کرے۔

حج چونکہ ایک مختلف جہت کی حامل عبادت ہے جس میں کئی طرح کے کام سر اَنجام دیے جاتے ہیں اِس لئے شریعتِ اِسلامیہ کے اندر اِس کے فضائل کو بیان کرتے ہوئے بھی بہت تفصیل کے ساتھ اُس کے مختلف افعال و اَعمال کے فوائد کو پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر ہر رکن اور فعل کو کرتے ہوئے اُس پر ملنے والے اِنعامات مستحضر رہیں۔

حج کے فضائل:

اِس میں حج کی عبادت کی ایک مجموعی حیثیت سے فضائل ذکر کیے جائیں گے، یعنی فریضہ حج کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کن عنایات سے نوازتے ہیں:

❶ حج افضل ترین اعمال میں سے ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: ”**أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟**“سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”**إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ**“ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر پوچھا گیا کہ اُس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”**الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ**“ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ پھر پوچھا گیا کہ اُس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”**حَجٌّ مَبْرُورٌ**“ مقبول حج کرنا۔(بخاری:26۔1519)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”**أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ عِنْدَ اللّٰهِ إِيمَانٌ لَا شَكَّ فِيهِ، وَ غَزْوٌ لَاغُلُولَ فِيهِ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ**“ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل عمل وہ ایمان ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہ ہو، دوسرا وہ جہاد جس میں کوئی خیانت نہ ہو، اور تیسرا وہ حج جو مبرور

ہو۔(یعنی اس میں کوئی معصیت نہ ہو)۔(ابن حبان:4597)(الترغیب:1678)

حضرت ماعِز رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کسی نے دریافت کیا: ”أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ“سب سے افضل عمل کون سا ہے ؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:”إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ، ثُمَّ الْجِهَادُ، ثُمَّ حَجَّةٌ بَرَّةٌ تَفْضُلُ سَائِرَ الْعَمَلِ كَمَا بَيْنَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ إِلَى مَغْرِبِهَا“ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانا، پھر جہاد کرنا، پھر مبرور (مقبول) حج کرنا جو تمام اعمال پر اتنی زیادہ فضیلت رکھتا ہے جیسے سورج کے طلوع اور غروب ہونے کی جگہ کے درمیان فاصلہ ہے۔(مسند احمد:19010)

حضرت عمرو بن عبسہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں:

ایک شخص نے آکر سوال کیا: یارسول اللہ !اِسلام کیا ہے ؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”أَنْ يُسْلِمَ قَلْبُكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ“ اِسلام یہ ہے کہ تمہارا دل اللہ تعالیٰ (کی اِطاعت) کیلئے جھک جائے اور یہ کہ تمہاری زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہو جائیں۔اُس شخص نے پھر دریافت کیا: اِسلام کے اعمال میں کون سا عمل سب سے افضل ہے ؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ایمان لانا،اُس نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے ؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ“ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر اور موت کے بعد اُٹھائے جانے پر ایمان لاؤ۔اُس نے پھر دریافت کیا کہ ایمان کے اعمال میں سب سے افضل عمل کیا ہے ؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ہجرت کرنا،اُس نے کہا: ہجرت کیا

ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ”تَهْجُرُ السُّوءَ“ ہجرت یہ ہے کہ تم بُرے کاموں کو چھوڑ دو۔ اُس نے پھر پوچھا کہ افضل ہجرت کون سی ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: جہاد کرنا، اُس نے پھر پوچھا: جہاد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ”أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيتَهُمْ“ یہ کہ جب تمہارا کافروں کا سامنا ہو تو اُن سے قتال کرو۔ اُس شخص نے پھر دریافت کیا: افضل جہاد کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ”مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ“ اُس شخص کا جہاد جس کے گھوڑے (سواری) کے پاؤں کاٹ ڈالے گئے ہوں اور خود اُس کا خون بھی بہادیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ”ثُمَّ عَمَلَانِ هُمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِهِمَا: حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ“ اُس کے بعد دو ایسے اعمال ہیں جو تمام اعمال میں افضل ہیں، جن تک وہی پہنچ سکتا ہے جو اِن جیسے اعمال سرانجام دے: ایک حج مبرور اور دوسرا عُمرہ کرنا۔(مسند احمد:17027)

❷ حج گناہوں کی مغفرت اور اُس کا کفارہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ“

جس نے اللہ (کی رضا اور خوشنودی) کیلئے حج کیا اور اس میں کوئی فحش کام اور گناہ نہیں کیا تو وہ (حج سے) اُس دن کی طرح (گناہوں سے پاک ہو کر) لوٹتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔(بخاری:1521)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ تُكَفِّرُ الْخَطَايَا سَنَةً“

حج مبرور سال بھر کے گناہوں کیلئے کفارہ بن جاتا ہے۔(ابن حبان:4597)

حضرت عبد اللہ بن جَراد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”حُجُّوا، فَإِنَّ الْحَجَّ يَغْسِلُ الذُّنُوبَ كَمَا يَغْسِلُ الْمَاءُ الدَّرَنَ“

حج کیا کرو اِس لئے کہ حج گناہوں کو اِس طرح سے دھوڈالتا ہے جیسے پانی گندگی کو دھو دیتا ہے۔(طبرانی اوسط:4997)

حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اِرشاد ہے:

”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ-لَا أَدْرِي ذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا-كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ“ جس نے رمضان کے روزے رکھے، پانچ نمازوں کا اہتمام کیا، بیت اللہ کا حج کیا _راوی کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ زکوۃ کو بھی ذکر کیا تھا یا نہیں_ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّہ لازم کرلیا ہے کہ اُس کی مغفرت کریں گے، میں نے کہا: کیا میں لوگوں کو اِس کی خبر دیدوں؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”ذَرِ النَّاسَ يَعْمَلُونَ“ لوگوں کو (ان کے حال پر) چھوڑدو تاکہ وہ عمل کرتے رہیں۔(مجمع الزوائد:136)(کشف الأستار عن زوائد البزار:36)

حضرت ابنِ شِماسہ مَہری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عَمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ اُن کی موت کا وقت قریب تھا، وہ دیوار کی جانب اپنا منہ کرکے دیر سے رو رہے تھے، اُن کے بیٹے کہنے لگے: ”يَا أَبَتَاهُ، أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا؟“ ابّا جان! (آپ کیوں روتے ہیں) کیا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کو اِن اِن چیزوں کی بشارت نہیں دی؟ حضرت عَمرو بن العاص

رَضِیَ اللہُ عَنْہُ متوجہ ہوئے اور فرمایا: "إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ" سب سے بہتر وہ چیز جو ہم نے (آخرت کیلئے) تیار کر رکھی ہے وہ اللہ کی وَحدانیت اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کی گواہی ہے۔ پھر اپنے بارے میں فرمایا: "إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي" میں نے تین مختلف دَور گزارے ہیں، (پہلا یہ کہ) مجھے اپنے بارے میں یاد ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سخت نفرت نہیں کرتا تھا اور مجھے اِس سے زیادہ کوئی بات محبوب نہ تھی کہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر قابو پالوں تو آپ کو (نعوذ باللہ) قتل کر ڈالو، پس اگر میں اُس وقت مر جاتا تو میں جہنمی ہوتا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اِسلام ڈال دیا تو میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دایاں ہاتھ پھیلایئے تاکہ میں بیعت کروں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اے عَمرو! کیا ہوا؟ میں عرض کیا: میں (اِسلام لانے سے پہلے) ایک شرط لگانا چاہتا ہوں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شرط پوچھی تو میں عرض کیا یہ شرط لگانا چاہتا ہوں کہ میری مغفرت کر دی جائے گی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: "أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟ وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟" اے عَمرو! کیا تم نہیں جانتے کہ اِسلام لانا پچھلے تمام گناہوں کو منہدم کرکے رکھ دیتا ہے، ہجرت کرنا پچھلے تمام گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے اور حج کرنا پچھلے تمام گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے۔

حضرت عَمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں (اُس کے بعد میری حالت ایسی ہو گئی تھی) کہ کوئی شخص میرے نزدیک میری نگاہ میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ محبوب اور معزز نہیں تھا، لیکن اِس کے باوجود میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت کی وجہ سے آپ کو نظر بھر نہیں دیکھ سکتا تھا، یہی وجہ ہے کہ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہیئت کو بیان کروں تو میں نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں نے آپ کو نظر بھر کر دیکھا ہی نہیں۔ اور یہ وہ حالت تھی کہ اگر میں اس حال میں مر جاتا تو مجھے اُمید تھی کہ میں اہلِ جنّت میں سے ہوں، اُس کے بعد مجھ پر ایسی اَشیاء آ لگیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس میں میرا کیا حال ہوا ہے (اِس لئے اب مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میرا کیا بنے گا)۔

(اس کے بعد اُنہوں نے وصیّت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا) "**فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ، وَلَا نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا، حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي**" پس اگر میں مر جاؤں تو (زمانہ جاہلیت کی طرح) کوئی نوحہ کرنے والی عورت اور آگ میرے ساتھ نہ جائے اور جب تم لوگ مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر (یعنی میری قبر پر) تھوڑا تھوڑا کر کے پانی چھڑکنا اور میری قبر کے گرد اتنی دیر کھڑے رہنا کہ جتنی دیر میں اُونٹ کو نحر کر کے اُس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے تاکہ میں تمہارے ذریعہ کچھ اُنسیت حاصل کر سکوں اور یہ دیکھ سکوں کو مجھے اپنے پروردگار کے فرشتوں کا کیا جواب دینا ہے۔ (مسلم:121)

حج کرنے والے کے گناہوں کی مغفرت کیوں نہ ہو گی جبکہ اُس کیلئے خود رحمتِ کائنات، مستجاب الدعوات حضرت محمدّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مغفرت کی دُعاء مانگی ہے، چنانچہ حضرت

ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ“

اے اللہ! حاجی کی مغفرت فرما اور اُس کی بھی مغفرت کردے جس کیلئے حاجی اِستغفار کرے۔(مستدرکِ حاکم:1612)

❸ حج مبرور کا بدلہ جنّت ہے:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ“ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے اُن تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان ہوئے ہوں اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنّت کے کچھ نہیں۔(بخاری:1773)

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوئِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيتِهِنَّ وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الْأَمَانَة، قَالُوا:يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ قَالَ:الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ“ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو ایمان کی حالت میں لیکر آنے والا جنّت میں داخل ہوگا:ایک وہ جو پانچوں نمازوں کو اُن کے اوقات میں (اچھی طرح)وضو،رکوع، سجدہ کے ساتھ اداء کرتا ہو ،دوسرا وہ جو رمضان کے روزے رکھے، تیسرا وہ جو بیت اللہ شریف کا حج کرے جبکہ اُس تک پہنچے کی استطاعت ہو، چوتھا

وہ جو دلی رضامندی کے ساتھ زکوۃ اداء کرے اور پانچواں وہ جو اَمانت (کو مستحقین تک) اداء کرے، لوگوں نے دریافت کیا اے ابودرداء! اَمانت کی ادائیگی کیا ہے ؟اُنہوں نے فرمایا: جنابت کا غسل (صحیح طریقے سے) کرنا۔(ابوداؤد:429)

④حج جہاد کی مانند ہے:

جہاد اِسلام کا ایسا عظیم الشان حکم ہے کہ اسے صعوبت و مشقت اور قربانی کی وجہ سے اِسلام کے کوہان کی بلندی کا درجہ دیا گیا ہے جس سے اِس کی عظمت اور رفعت معلوم ہوتی ہے، اور حج کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ اِسے جہاد کے برابر قرار دیا گیا ہے:

حضرت حسین بن علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا: ”**إِنِّي جَبَانٌ وَإِنِّي ضَعِيفٌ**“ یارسول اللہ! میں بزدل اور کمزور ہوں (اِس لئے میں جہاد پر نہیں جاسکتا، مجھے کوئی اور عمل بتادیجئے) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”**هَلُمَّ إِلَى جِهَادٍ لَا شَوْكَةَ فِيهِ، الْحَجُّ**“ آؤ ایک ایسے جہاد یعنی حج کی جانب جس میں کوئی کانٹا نہیں۔(طبرانی کبیر:2910)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”**إِنِّي رَجُلٌ جَبَانٌ، لَا أُطِيقُ لِقَاءَ الْعَدُوِّ**“ میں ایک بزدل شخص ہوں، دشمن کا سامنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا (مجھے کوئی عمل بتادیجئے) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”**أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى جِهَادٍ لَا قِتَالَ فِيهِ**“ کیا میں تمہیں ایسے جہاد کے بارے میں نہ بتاؤں جس میں قتال نہیں ہوتا؟ اُس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور بتائیے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”**عَلَيْكَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ**“ اپنے

اوپر حج اور عُمرہ لازم کرلو۔(مصنف عبد الرزاق:8810)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دریافت کیا:"نَرَى الجِهَادَ أَفْضَلَ العَمَلِ، أَفَلاَ نُجَاهِدُ؟"یارسول اللہ! ہم جہاد کو افضل عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم جہاد پر چلے جائیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:"لَا، لٰكِنَّ أَفْضَلَ الجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ"نہیں، بلکہ (تم عورتوں کیلئے) افضل ترین جہاد حج مبرور کرنا ہے۔(بخاری:1520)

ایک روایت میں ہے:"أَحْسَنُ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُهُ، حَجُّ الْبَيْتِ، حَجٌّ مَبْرُورٌ"
بہترین اور خوبصورت جہاد بیت اللہ شریف کا حج مبرور کرنا ہے۔(نسائی:2628)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:
"جِهَادُ الْكَبِيرِ، وَالصَّغِيرِ، وَالضَّعِيفِ، وَالْمَرْأَةِ: الْحَجُّ، وَالْعُمْرَةُ"
بوڑھوں، بچوں، کمزوروں اور عورتوں کا جہاد حج اور عُمرہ کرنا ہے۔(نسائی:2626)

حضرت اُکدر بن حمام فرماتے ہیں کہ مجھے ایک صحابیِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا قصہ سنایا: ہم ایک دن مسجدِ نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے اپنے میں سے ایک نوجوان کو کہا کہ جاؤ! نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جاکر دریافت کرو کہ کون سا عمل جہاد کے برابر ہے؟ وہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئے اور سوال کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کوئی عمل جہاد کے برابر نہیں، ہم نے جب یہ سنا تو دوبارہ اُنہیں وہی سوال دریافت کرنے کیلئے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بھیجا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دوبارہ وہی بات اِرشاد فرمائی کہ کوئی عمل جہاد کے برابر نہیں، ہم نے تیسری مرتبہ اُنہیں یہ کہہ کر بھیجا کہ اب اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہی بات اِرشاد فرمائیں تو اُن سے پوچھنا کہ یہ بتادیجئے کہ کون سا عمل جہاد کے قریب قریب ہے؟ وہ صحابی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئے اور وہی سوال کیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد

فرمایا: کوئی عمل جہاد کے برابر نہیں، اُنہوں نے پوچھا کہ اُس کے قریب قریب کون سا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

”طِيبُ الْكَلَامِ، وَإِدَامَةُ الصِّيَامِ ، وَالْحَجُّ كُلَّ عَامٍ، وَلَا يَقْرُبُ مِنْهُ شَيْءٌ بَعْدُ“ وہ اَعمال یہ ہیں: پاکیزہ اور عُمدہ کلام کرنا، دائمی روزے رکھنا اور ہر سال حج کرنا۔ پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ان چیزوں کے بعد کوئی عمل ایسا نہیں جو جہاد کے قریب ہو۔(شعب الایمان:3611)(سنن سعید بن منصور:2321)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ پاکیزہ گفتگو، مسلسل روزے اور ہر سال حج کرنا جہاد کے قریب قریب تک پہنچنے والے اَعمال ہیں۔

❺ حج کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں:

حج کی یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ حج کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان اور اللہ تعالیٰ اُن کا میزبان ہوتا ہے اور جس کا میزبان اللہ ہو خود سوچ لیجئے اُس کی خاطر تواضع کس قدر شاندار اور اُس کا اِکرام کتنا عظیم الشان ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”وَفْدُ اللهِ ثَلَاثَةٌ: الْغَازِي، وَالْحَاجُّ، وَالْمُعْتَمِرُ“ اللہ تعالیٰ کے مہمان تین افراد ہیں: جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عُمرہ کرنے والا۔(نسائی:2625)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”لَوْ يَعْلَمُ الْمُقِيمُونَ مَا لِلْحُجَّاجِ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ لَأَتَوْهُمْ حِينَ يَقْدَمُونَ حَتَّى يُقَبِّلُوا رَوَاحِلَهُمْ لِأَنَّهُمْ وَفْدُ اللهِ مِنْ جَمِيعِ النَّاسِ“

اگر مقیم لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حاجیوں کا اُن پر کیا حق ہے تو وہ اُن حاجیوں کی آمد کے موقع پر (اُن کے اِستقبال کیلئے) آئیں اور اُس کی سواریوں کے قدموں کو چوم لیں، اِس لئے کہ یہ حاجی تمام لوگوں میں اللہ کے مہمان ہیں۔(شعب الایمان:3815)

❻ حج اور عُمرہ فقر اور محتاجگی کو دور کردیتے اور عُمر کو بڑھادیتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد فرماتے ہیں:

”تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ، وَالْخَطَايَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ“ پَے دَر پَے حج اور عُمرہ کرتے رہا کرو اِس لئے کہ یہ عمل فقر و محتاجگی اور گناہوں کو اِس طرح سے دور کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دو کردیتی ہے۔(طبرانی کبیر:11428)

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں: ”فَإِنَّ مُتَابَعَةً بَيْنَهُمَا يَزِيدَانِ فِي الْأَجَلِ“ حج اور عُمرہ کا پَے در پَے کرنا عُمر میں اضافہ کردیتا ہے۔(شعب الایمان:3801)

حضرت صفوان بن سُلیم نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”حُجُّوا تَسْتَغْنُوا، وَاغْزُوا تَصِحُّوا“ حج کرو مالدار ہوجاؤ گے، جہاد کرو صحت مند ہوجاؤ گے۔(مصنف عبد الرزاق:8819)

حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا اِرشاد ہے وہ فرماتے ہیں: ”مَا أَمْعَرَ حَاجٌّ قَطُّ“ حاجی کبھی محتاج نہیں ہوتا۔(مصنف عبد الرزاق:8818)

❼ مسلسل حج اور عُمرے کرنا بُری موت اور فقر کو دور کردیتا ہے:

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اِرشاد ہے: ”حِجَجٌ تَتْرَى، وَعُمَرٌ نَسَقًا تَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ،

وَعَيْلَةَ الْفَقْرِ" لگاتار حج اور مسلسل عُمرے کرنا بُری موت اور فقر و محتاجی کو دور کر دیتا ہے۔(مصنف عبد الرزاق:8815)

❽ اللہ تعالیٰ حاجیوں کی وجہ سے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عُمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو دیکھ کر مُسکرانے لگے اور فرمایا:"يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، أَتَدْرِي بِمَا تَبَسَّمْتُ إِلَيْكَ؟" اے عُمر! کیا جانتے ہو کہ میں تمہیں دیکھ کر کیوں مسکرا رہا ہوں؟ حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:"إِنَّ اللهَ بَاهَى مَلَائِكَتَهُ لَيْلَةَ عَرَفَةَ بِأَهْلِ عَرَفَةَ عَامَّةً وَبَاهَى بِكَ خَاصَّةً" بیشک اللہ تعالیٰ عرفہ کی شب(یعنی مزدلفہ کی رات) کو اہلِ عرفہ (یعنی حاجیوں) کی وجہ سے عُمومی طور پر اور بطورِ خاص تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں۔(طبرانی کبیر:11430)

❾ حج اور عُمرہ کرنے والے کے ہر قدم پر نیکی، گناہ معاف اور درجہ بلند:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ يَؤُمُّ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ، لَمْ تَرْفَعْ رَاحِلَتُهُ خُفًّا وَلَمْ تَضَعْ خُفًّا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا" جو شخص اپنے گھر سے بیت اللہ کا اِرادہ لیکر نکلے اور اپنی سواری پر سوار ہو تو اُس کی سواری چلنے کیلئے جو پاؤں بھی اُٹھائے یا رکھے اُس کے(ہر ہر اُٹھنے اور رکھے جانے والے قدم کے) بدلے میں اللہ تعالیٰ اُس کیلئے اجر لکھدیتے ہیں۔(فضائل الأعمال لابن شاهين:320)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حاجیوں کے ایک قافلے کا اِستقبال کرتے ہوئے اُن سے دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ اُنہوں نے عرض کیا: عراق سے، پوچھا: عراق کے کس شہر سے؟ اُنہوں نے عرض کیا بصرہ سے، پوچھا: کس کام کیلئے آئے ہو؟ اُنہوں نے عرض کیا: بیت اللہ شریف کا اِرادہ لیکر آئے ہیں، پوچھا: کیا اِس کے علاوہ کوئی تجارت وغیرہ کی نیت تو نہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا: نہیں اور کوئی نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر خوشخبری سن لو، میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "**مَنْ جَاءَ يَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ، وَرَكِبَ بَعِيرَهُ فَمَا يَرْفَعُ الْبَعِيرُ خُفًّا وَلَا يَضَعُ خُفًّا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا، وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَقَ أَوْ قَصَّرَ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، فَهَلُمَّ نَسْتَأْنِفُ الْعَمَلَ**" جو بیت اللہ کا اِرادہ لیکر نکلے اور اپنے اُونٹ پر سوار ہو تو اُونٹ جو پاؤں بھی اُٹھاتا یا رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس (کے ہر ہر قدم) کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دیتے ہیں، ایک گناہ مٹادیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کردیتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ بیت اللہ تک پہنچ کر طواف کرے اور صفا مروَہ کے درمیان سعی کرکے حلق یا قصر کروالے تو وہ اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔ اُس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قافلہ والوں سے اِرشاد فرمایا: "**فَهَلُمَّ نَسْتَأْنِفُ الْعَمَلَ**" پس آؤ! ہم نئے سرے سے عمل شروع کرتے ہیں۔ (شعب الایمان: 3820)

⓾ حج اِسلام کے بنیادی اَرکان میں سے ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں؛

"بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمدّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللہ تعالی کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا، اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔(بخاری:8)

حضرت زیاد بن نُعیم بن حضرمی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"أَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَمَنْ جَاءَ بِثَلَاثٍ، لَمْ يُغْنِينَ عَنْهُ شَيْئًا، حَتَّى يَأْتِيَ بِهِنَّ جَمِيعًا الصَّلَاةُ، وَالزَّكَاةُ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَحَجُّ الْبَيْتِ" چار (بنیادی) چیزیں اللہ تعالیٰ نے اِسلام میں فرض کی ہیں، جس نے اُن میں سے تین پر بھی عمل کیا(اور ایک ترک کر دیا)تب بھی وہ اُسے کوئی فائدہ نہیں دیں گی جب تک کہ وہ ان چاروں پر عمل نہ کرلے اور وہ نماز، زکوۃ، روزہ اور بیت اللہ شریف کا حج ہے۔(مسند احمد:17789)

⓫ حج کرنے والا نئے سرے سے عمل کرے:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے مناسکِ حج سے فارغ ہو کر حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس سے گزرا، حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اُس سے دریافت کیا: **"أَحَجَجْتَ؟"** کیا تم نے حج کرلیا؟ اُس نے کہا: جی ہاں! حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے پوچھا:

"اجْتَنَبْتَ مَا نُهِيتَ عَنْهُ؟" کیا تم (حج میں) اللہ کی منع کردہ چیزوں سے بچے تھے؟ اُس نے کہا: میں نے اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی، حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: "اِسْتَقْبِلْ عَمَلَكَ" جاؤ اب نئے سرے سے عمل کرو (کیونکہ تمہارے پچھلے گناہ معاف ہوچکے ہیں)۔ (شعب الایمان: 3823)

⓬ کسی کو حج کیلئے تیار کرنے والے کو حاجی کی طرح اَجر ملتا ہے:

حضرت زید بن خالد جُہنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ جَهَّزَ حَاجًّا، أَوْ خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أُجُورِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ"

جس نے کسی غازی کو (جہاد کیلئے) یا حاجی کو (حج کیلئے) تیار کیا اور اُس کے پیچھے اُس کے گھر والوں کی دیکھ بھال کی یا کسی روزہ دار کو روزہ اِفطار کرایا تو اُس کیلئے اُن (مجاہد، حاجی اور روزہ دار لوگوں) کے جیسا اَجر ہوگا اور اُن لوگوں کے اجر میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔ (صحیح ابن خزیمہ: 2064)

⓭ حاجی کی دُعاء قبول ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ"

اے اللہ! حاجی کی مغفرت فرما اور اُس کی بھی مغفرت کردے جس کیلئے حاجی اِستغفار کرے۔ (مستدرکِ حاکم: 1612)

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: "الْحَاجُّ، وَالْغَازِي، وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ

اللهِ سَأَلُوا اللهَ فَأَعْطَاهُمْ، وَدَعَاهُمْ فَأَجَابُوهُ" حاجی، مجاہد اور عُمرہ کرنے والے اللہ کے ایسے مہمان ہیں کہ اگر اللہ سے کسی چیز کا سوال کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کو عطاء کر دیں اور دعاء کریں تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں۔(شعب الایمان:3814)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حج اور عُمرہ کرنے والوں کے بارے میں اِرشاد فرماتے ہیں:"أُولَئِكَ الَّذِينَ يَسْأَلُونَ اللهَ فَيُعْطِيهِمْ سُؤَالَهُمْ"

یہ وہ (خوش نصیب) لوگ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں عطاء کرتے ہیں۔(شعب الایمان:3812)

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عُمرہ کیلئے جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے اُنہیں اِجازت مرحمت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

"يَا أُخَيَّ أَشْرِكْنَا فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِكَ، وَلَا تَنْسَنَا "اے میرے بھائی! ہمیں بھی اپنی دُعاء میں شریک کرلینا اور ہمیں بھول نہ جانا۔(سنن ابن ماجہ:2894)

⓮ حج کیلئے گھر سے نکلنے والا اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

"إِذَا خَرَجَ الْحَاجُّ مِنْ بَيْتِهِ كَانَ فِي حِرْزِ اللهِ، فَإِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ نُسُكَهُ، غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ"

جب حاجی اپنے گھر سے (حج کیلئے) نکلتا ہے تو وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے، پس اگر وہ مناسکِ حج کی ادائیگی سے پہلے ہی مر جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں۔(الترغیب فی فضائل الاعمال:321)

⑮حاجی اپنی قوم کے چار سو گھرانوں کے حق میں شفاعت کرے گا:

حضرت ابو موسیٰ اَشعری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے کسی نے حاجی کی فضیلت پوچھی تو اُنہوں نے اِرشاد فرمایا: ”إِنَّ الْحَاجَّ يَشْفَعُ فِي أَرْبَعِ مِائَةِ بَيْتٍ مِنْ قَوْمِهِ“ بیشک حاجی اپنی قوم کے چار سو گھرانوں کے حق میں سفارش کرے گا۔(مصنف عبد الرزاق:8807)

⑯اہل اور اولاد کے ساتھ حج کرنا صالحین کا طریقہ ہے:

حضرت طلحہ بن مصرّف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”مِنْ أَخْلَاقِ الصَّالِحِينَ أَنْ يَحُجُّوا بِأَهْلِيهِمْ وَأَوْلَادِهِمْ“ اپنے اہل اور اولاد کے ساتھ حج کرنا اللہ کے نیک بندوں کا طریقہ ہے۔(شعب الایمان:3836)

حج میں خرچ کرنے کے فضائل:

عبادات کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں:

(1)— جانی: جیسے نماز روزہ وغیرہ

(2)— مالی: جیسے زکوۃ، صدقہ، قربانی وغیرہ

(3)— جانی ومالی: جیسے حج اور عُمرہ۔(ہدایہ، باب الحج عن الغیر)

حج کی عبادت میں یہ نمایاں شان پائی جاتی ہے کہ اِس میں جان اور مال دونوں کی قربانی دی جاتی ہے، چنانچہ انسان کا زرِ کثیر بھی خرچ ہوتا ہے اور جسمانی مشقت بھی اُٹھانی پڑتی ہے اِسی لئے یہ دوسری بہت ساری عبادتوں سے ممتاز اور ایک جداگانہ حیثیت کی حامل عبادت ہے۔اور جو مال اِس فریضے کی ادائیگی میں لگتا ہے وہ بھی کوئی رائیگاں اور بے کار نہیں جاتا بلکہ اُس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بے شمار اجر وثواب اور اِنعامات کے وعدے کیے گئے ہیں، ذیل میں اِس تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

❶ حج یا عُمرہ کرنے والوں کو اُن کے خرچ کا بدل مل جاتا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"**الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ إِنْ سَأَلُوا أُعْطُوا، وَإِنْ دَعَوْا أُجِيبُوا، وَإِنْ أَنْفَقُوا أُخْلِفَ لَهُمْ**" حج کرنے اور عُمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، اگر اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کریں تو اُنہیں دیا جاتا ہے، دُعاء مانگیں تو قبول کی جاتی ہے اور اگر وہ خرچ کریں تو اُنہیں اس کا بدل دیا جاتا ہے۔(شعب الایمان:3809)

❷ حج میں خرچ کرنے سے سات سو گنا بڑھا کر اجر ملتا ہے:

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"**النَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ**" حج کے اندر مال خرچ کرنا اللہ کے راستے (جہاد) میں خرچ کرنے کی طرح ہے یعنی سات سو گنا بڑھا کر اجر ملتا ہے۔(مسند احمد:2300)

❸ ایک درہم خرچ کرنے کا اَجر دس لاکھ کے برابر:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

"**وَإِنْفَاقُهُ الدِّرْهَمَ الْوَاحِدَ فِي ذَالِكَ الْوَجْهِ يَعْدِلُ أَلْفَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فِيمَا سِوَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ**" حج کے سفر میں حاجی کا ایک درہم اس کے علاوہ اللہ کے راستے میں دس لاکھ خرچ کرنے کے برابر ہے۔(الترغیب فی فضائل الاعمال:321)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"**الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، يُعْطِيهِمْ مَا سَأَلُوا، وَيَسْتَجِيبُ**

لَهُمْ مَا دَعَوْا، وَيُخْلِفُ عَلَيْهِمْ مَا أَنْفَقُوا الدِّرْهَمَ أَلْفَ أَلْفٍ" حج کرنے اور عُمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، وہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگیں اللہ اُنہیں دیتے ہیں، جو دُعاء مانگیں اللہ اُن کی دُعاء قبول کرتے ہیں، وہ جو خرچ کریں اللہ اُنہیں اس کا بدلہ ایک درہم کے دس لاکھ (نیکیاں) دیتے ہیں۔(شعب الایمان:3810)

عُمرے کے فضائل:

حج کی طرح عُمرہ بھی ایک عظیم الشان عبادت ہے، جس میں اگرچہ حج کی طرح مشقت تو نہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس کے اندر بھی بڑے فضائل اور فوائد رکھے ہیں۔

آنے والی روایات میں ان فضائل کو ملاحظہ فرمائیں:

❶ عُمرہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةُ" ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے اُن تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان ہوئے ہوں اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنّت کے کچھ نہیں۔(بخاری:1773)

❷ عُمرہ افضل ترین اعمال میں سے ہے:

حضرت عمرو بن عبسہ رَضِیَ اللہُ عَنہُ سے مَروی ایک طویل حدیث جو ماقبل گزر چکی ہے، اُس میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے کچھ اَعمال کا تذکرہ کرنے کے بعد اِرشاد فرمایا: "ثُمَّ عَمَلَانِ هُمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِهِمَا: حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ" اُس کے بعد دو ایسے اعمال ہیں جو تمام اعمال میں افضل ہیں، جن تک وہی پہنچ سکتا ہے جو اِن

جیسے اعمال سر اَنجام دے: ایک حج مبرور اور دوسرا عُمرہ کرنا۔(مسند احمد:17027)

❸ عُمرہ جہاد کے قائم مقام ہے:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”جِهَادُ الْكَبِيرِ، وَالصَّغِيرِ، وَالضَّعِيفِ، وَالْمَرْأَةِ: الْحَجُّ، وَالْعُمْرَةُ“

بوڑھوں، بچوں، کمزوروں اور عورتوں کا جہاد حج اور عُمرہ کرنا ہے۔(نسائی:2626)

❹ عُمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں:

حج کی طرح عُمرہ میں بھی یہ شَرف اور مقام حاصل ہوتا ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی مہمانی نصیب ہوتی ہے، حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:”وَفْدُ اللهِ ثَلَاثَةٌ: الْغَازِي، وَالْحَاجُّ، وَالْمُعْتَمِرُ“اللہ تعالیٰ کے مہمان تین افراد ہیں: جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عُمرہ کرنے والا۔(نسائی:2625)

❺ عُمرہ فقر اور محتاجگی کو دور کردیتا ہے اور عُمر کو بڑھادیتا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد فرماتے ہیں:

”تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ، وَالْخَطَايَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ“ پَے دَر پَے حج اور عُمرہ کرتے رہا کرو اِس لئے کہ یہ عمل فقر و محتاجی اور گناہوں کو اِس طرح دور کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دو کردیتی ہے۔(طبرانی کبیر:11428)

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں: ”فَإِنَّ مُتَابَعَةً بَيْنَهُمَا يَزِيدَانِ فِي الْأَجَلِ“حج اور عُمرہ کا پَے در پَے کرنا عُمر میں اضافہ کردیتا ہے۔(شعب الایمان:3801)

❻ عُمرہ کرنے والے کے ہر قدم پر نیکی، گناہ معاف اور درجہ بلند:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ يَؤُمُّ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ، لَمْ تَرْفَعْ رَاحِلَتُهُ خُفًّا وَلَمْ تَضَعْ خُفًّا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا“ جو شخص اپنے گھر سے بیت اللہ کا اِرادہ لیکر نکلے اور اپنی سواری پر سوار ہو تو اُس کی سواری چلنے کیلئے جو پاؤں بھی اُٹھائے یا رکھے اُس کے (ہر ہر اُٹھنے اور رکھے جانے والے قدم کے) بدلے میں اللہ تعالیٰ اُس کیلئے اجر لکھدیتے ہیں۔ (فضائل الأعمال لابن شاھین:320)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے حاجیوں کے ایک قافلے کا اِستقبال کرتے ہوئے اُن سے دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ اُنہوں نے عرض کیا: عراق سے، پوچھا: عراق کے کس شہر سے؟ اُنہوں نے عرض کیا بصرہ سے، پوچھا: کس کام کیلئے آئے ہو؟ اُنہوں نے عرض کیا: بیت اللہ شریف کا اِرادہ لیکر، پوچھا: کیا اِس کے علاوہ کوئی تجارت وغیرہ کی نیت تو نہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا: نہیں اور کوئی نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: تو پھر خوشخبری سن لو، میں نے ابو القاسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”مَنْ جَاءَ يَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ، وَرَكِبَ بَعِيرَهُ فَمَا يَرْفَعُ الْبَعِيرُ خُفًّا وَلَا يَضَعُ خُفًّا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا، وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَقَ أَوْ قَصَّرَ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، فَهَلُمَّ نَسْتَأْنِفُ الْعَمَلَ“ جو بیت اللہ کا اِرادہ لیکر نکلے اور اپنے اُونٹ پر سوار ہو تو اُونٹ جو پاؤں بھی اُٹھاتا یا رکھتا ہے اللہ تعالیٰ

اُس (کے ہر ہر قدم) کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دیتے ہیں، ایک گناہ مٹا دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ بیت اللہ تک پہنچ کر طواف کرے اور صفا مروَہ کے درمیان سعی کر کے حلق یا قصر کروالے تو وہ اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔ اُس کے بعد حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے قافلہ والوں سے اِرشاد فرمایا: ”**فَهَلُمَّ نَسْتَأْنِفُ الْعَمَلَ**“ پس آؤ! ہم نئے سرے سے عمل شروع کرتے ہیں۔ (شعب الایمان:3820)

❼ مسجدِ اقصیٰ سے احرام باندھنے پر مغفرت اور جنّت کا حصول:

حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں: ”**مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَا تَأَخَّرَ-أَوْ -وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ**“ جس نے مسجدِ اقصیٰ سے مسجد حرام تک کیلئے حج یا عُمرے کا اِحرام باندھا اُس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں یا اُس کیلئے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد:1741)

ایک اور روایت میں ہے:

”**مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، كَانَتْ لَهُ كَفَّارَةً، لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ**“ جس نے بیت المقدس سے عُمرہ کا اِحرام باندھا تو یہ اُسکے گزشتہ گناہوں کیلئے کفارہ ہو جائے گا۔ (ابن ماجہ:3002)

طواف کے فضائل:

حج و عُمرہ کی عبادت میں سب سے اہم عمل بیت اللہ شریف کا دیوانہ وار چکر لگانا ہے جسے اصطلاح میں طواف کہا جاتا ہے، اِس کے بغیر نہ حج ہوتا ہے اور نہ عُمرہ، اور صرف ایک

دفعہ ہی نہیں بلکہ اِس مبارک سفر میں تو بیسیوں مرتبہ طواف کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ یہ عبادت کتنی اہم ہے اور اِس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا کچھ ملتا ہے، ذیل کی روایات میں ملاحظہ فرمائیں:

❶ غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب:

حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتَاقِ رَقَبَةٍ“

جس نے بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے سات چکر لگائے اور پھر (واجب الطواف کی) دو رکعتیں پڑھیں اُس نے گویا ایک غلام آزاد کیا۔(شعب الایمان:3451)

حضرت محمد بن مُنکدر اپنے والد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ طَافَ حَوْلَ الْبَيْتِ أُسْبُوعًا لَا يَلْغُو فِيهِ كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ يَعْتِقُهَا“ جس نے بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر لگائے (یعنی طواف کیا) اور اُس میں اُس نے کوئی لغو (بات یا کام) نہیں کیا تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہو جائے گا۔(مستدرکِ حاکم:5925)

مذکورہ فضیلت کے حصول کیلئے حدیث میں دورانِ طواف لغو اور فضول کاموں اور باتوں سے بچنے کی شرط لگائی گئی ہے، اِس شرط کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے، آج کل فضولیات اور لہو و لعب کی سب سے بڑی اور خطرناک شکل موبائل فون ہیں جن سے طواف کے دوران بھی لہو لعب کے وہ سنگین کام کیے جارہے ہیں کہ اُنہیں صرف فضولیات ہی نہیں بلکہ اِس سے بھی آگے بڑھ کر مُنکرات اور فسق و فجور اور اللہ کی نافرمانی کا نام دینا چاہیئے، خود سوچیۓ! کیا طواف کے دوران سیلفیاں لینا، تصویر اور

ویڈیو سازی کو صرف فضول اور لغو کام کہا جائے گا؟ اِس پر تو ڈرنا چاہیئے کہ کہیں اللہ کا عذاب ہی نازل نہ ہو جائے۔

❷ طوف کے ہر قدم پر نیکی، معافی اور درجہ کی بلندی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ طَافَ الْبَيْتَ سَبْعًا يُحْصِيهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةً وَمُحِيَتْ عَنْهُ سَيِّئَةٌ، وَرُفِعَتْ لَهُ بِهِ دَرَجَةٌ وَكَانَ لَهُ عِدْلُ رَقَبَةٍ“

جس نے بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے گن کر سات چکر لگائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اُٹھے ہوئے ہر قدم پر اُس کیلئے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں، اُس کا ایک گناہ معاف کردیتے ہیں، اُس کا ایک درجہ بلند کردیتے ہیں اور یہ عمل اُس کیلئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہو جاتا ہے۔(شعب الایمان:3450)

❸ طواف کرنے والوں پر ساٹھ رحمتوں کا نزول:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُنْزِلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عِشْرِينَ وَمِائَةَ رَحْمَةٍ يَنْزِلُ عَلَى هٰذَا الْبَيْتِ سِتُّونَ لِلطَّائِفِينَ،وَأَرْبَعُونَ لِلْمُصَلِّينَ،وَعِشْرُونَ لِلنَّاظِرِينَ“

اللہ تعالیٰ روزانہ بیت اللہ شریف پر 120 رحمتیں نازل کرتے ہیں جن میں سے 60 رحمتیں طواف کرنے والوں پر، 40 رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور 20 رحمتیں بیت اللہ کو (صرف) دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔(طبرانی کبیر:11248)

حضرت حسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”فَنَظَرْنَا فَإِذَا هِيَ كُلُّهَا لِلطَّائِفِينَ، هُوَ يَطُوفُ وَيُصَلِّي وَيَنْظُرُ“

ہم نے اِس روایت کے مطابق جب غور کیا تو ہمیں نظر آیا کہ یہ ساری ایک سو بیس رحمتیں تو طواف کرنے والوں کو نصیب ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ طواف بھی کرتے ہیں، (طواف کے بعد) نماز بھی پڑھتے ہیں اور بیت اللہ شریف کی جانب دیکھنا بھی اُنہیں نصیب ہوتا ہے۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:2/8)

ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے:

”يُنَزِّلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ رَحْمَةٍ سِتُّونَ مِنْهَا عَلَى الطَّائِفِينَ بِالْبَيْتِ وَعِشْرُونَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَعِشْرونَ عَلَى سَائِرِ النَّاسِ“

اللہ تبارک و تعالیٰ روزانہ (روئے زمین پر) 100 رحمتیں نازل کرتے ہیں، جن میں سے 60 رحمتیں بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والوں پر، 20 رحمتیں مکہ مکرمہ کے رہنے والوں پر اور 20 رحمتیں دنیا بھر کے لوگوں پر نازل ہوتی ہیں۔(شعب الایمان:3760)

❹ بیت اللہ کا طواف نماز پڑھنے کی مانند ہے:

”الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ إِلَّا أَنَّ اللهَ أَحَلَّ لَكُمْ فِيهِ الْكَلَامَ، فَمَنْ يَتَكَلَّمُ فَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِخَيْرٍ“ بیت اللہ شریف کا طواف نماز کی طرح ہے، البتہ اِس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بات کرنے کو حلال کیا ہے، پس اس میں جو بات کرے تو اُسے چاہیئے کہ خیر و بھلائی ہی کی بات کرے۔(مستدرکِ حاکم:1686)

❺ طواف کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ فخر فرماتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بالطَّائِفِينَ“

بیشک اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں پر فخر فرماتے ہیں۔(شعب الایمان:3802)

طواف کرنے والوں کے کیا نصیب ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے ایسے محبوب اور پسندیدہ بندوں پر فخر فرماتے ہیں جو جذبہ عشق سے سرشار ہوکر بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔اِس لئے حج و عُمرہ کے سفر میں سب سے زیادہ طواف کی کثرت کی کوشش کرنی چاہیئے۔

❻ پچاس طواف کرنے پر گناہوں سے بالکل پاک ہوجانا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ طَافَ بِالبَيْتِ خَمْسِينَ مَرَّةً خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ“

جس نے بیت اللہ شریف کے پچاس طواف کیے وہ اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح (پاک ہوکر) نکل جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔(ترمذی:866)

صفا و مَروَہ کے درمیان سعی کے فضائل:

حج اور عُمرہ کے طواف کے بعد صفا اور مَروَہ کے درمیان سعی کی جاتی ہے،جو حج اور عُمرہ کے واجبات میں سے ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِسے ”شعائر اللہ“ میں سے قرار دیا ہے،حدیث کے مطابق سعی کرنا ستر غلام ازاد کرنے کے برابر ہے،اِس طرح سعی کا ہر چکر دس غلام آزاد کرنے کے برابر بنتا ہے۔

یہ عمل حضرت بی بی ہاجرہ کے اُس دوڑنے کی یاد گار ہے جو اُنہوں نے اپنے بیٹے کی پیاس کو دیکھ کر صفا اور مَروَہ کے درمیان لگائی تھی،اللہ تعالیٰ کو اُن کی یہ اداء ایسی پسند آئی کہ اِسے مناسک کا حصہ بنادیا۔ذیل میں اس بابرکت عمل کے فضائل ملاحظہ کیجئے:

❶ صفاومَروَہ اللہ کے شعائر (نشانیوں) میں سے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾۔(البقرۃ:158)

بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہذا جو شخص بھی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس کے لیے اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان چکر لگائے۔(آسان ترجمہ قرآن)

❷ صفاومَروَہ کے درمیان سعی ستر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے:

ایک اَنصاری صحابی کو نبی کریم ﷺ نے حج کے اعمال کے فضائل بیان کرتے ہوئے صفااور مَروَہ کے درمیان سعی کرنے کی فضیلت یہ اِرشاد فرمائی:

”وَأَمَّا طَوَافُكَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَعْدَ ذَالِكَ كَعِتْقِ سَبْعِينَ رَقَبَةً“

طواف کے بعد تمہارا صفا و مَروَہ کے درمیان (سعی کے سات) چکر لگانا ستر غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔(مسند البزار:6177)

گویا سعی کے ہر چکر میں دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

پیدل حج کرنے کے فضائل:

حج جیسی عظیم عبادت جو بذاتِ خود بہت بڑے بڑے فضائل اوراجر وثواب کے حصول کا ذریعہ ہے پھر اگر اِس کے ساتھ پیدل حج کرنے کی کچھ مشقت اور تھوڑی سی قربانی بھی شامل ہوجائے تو اِس کی عظمت ورفعت اور اَجر وثواب کے اَندر غیر معمولی اِضافہ ہوجاتا ہے، کیا یہ کم ہے کہ ہر ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں، ایسے حج کے ثواب کی کوئی حد بیان نہیں کی جاسکتی۔ روایاتِ ذیل میں اس کا فضائل ملاحظہ فرمائیں:

❶ پیدل حج کرنے والے کے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَّةَ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ، كُلُّ حَسَنَةٍ مِثْلُ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ، قِيلَ: وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟ قَالَ:بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ“

جس نے مکہ مکرّمہ سے پیدل حج کیا یہاں تک کہ (پیدل حج کرتا ہوا) مکہ مکرّمہ واپس لوٹ آیا تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے ہر ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھتے ہیں اور ہر نیکی حرم کی نیکیوں کی طرح ہوتی ہے، کسی نے پوچھا حرم کی نیکی کتنی ہوتی ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر۔(پس اِس طرح گویا کہ پیدل حج کے والے کو ہر ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں)۔(مستدرکِ حاکم:1692)

❷ پیدل حج کرنے والوں کو فرشتوں کا گلے لگانا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتُصَافِحُ رُكَّابَ الْحُجَّاجِ، وَتَعْتَنِقُ الْمُشَاةَ“

بیشک فرشتے سوار حاجیوں سے مُصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والے حاجیوں سے گلے ملتے ہیں۔(شعب الایمان:3805)

عرفہ کے دن کے فضائل:

حج کے دنوں میں 9 ذی الحجہ یعنی ”عرفہ کا دن“ بہت اہم ہے اِس دن حج کا رکنِ اَعظم یعنی وقوفِ عرفہ کیا جاتا ہے، تمام دنیا بھر سے حجاج کرام میدانِ عرفات میں آکر جمع ہوتے ہیں اور اللہ کے حضور دُعاء اور گریہ و زاری کرتے ہیں، اس دن اللہ تعالیٰ کی

رحمت جوش میں ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر جو اللہ کے حکم کو پورا کرنے اور فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوتے ہیں، فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں، اس دن سب سے زیادہ لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے، سب سے زیادہ جہنم سے لوگوں کی گردنیں آزاد کی جاتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ شیطان کیلئے یہ دن غزوۂ بدر کے بعد سب سے زیادہ ذلّت ورُسوائی کا باعث ہوتا ہے۔

❶ یومِ عرفہ ایک عظمت والا دن ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس دن کی قسم کھائی ہے، چنانچہ سورۃ الفجر کی ابتدائی آیات میں اللہ تبارک و تعالی کا اِرشاد ہے: ﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ﴾ ترجمہ: قسم ہے فجر کے وقت کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب وہ چل کھڑی ہو۔

فائدہ: جفت سے مراد دس ذوالحجہ کا دن اور طاق سے مراد عرفے کا دن ہے جو نو ذی الحجہ کو آتا ہے۔ ان ایّام کی قسم کھانے سے ان کی اہمیت اور فضیلت کی طرف اِشارہ ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

سورۃ البروج کی ابتدائی آیات میں اِرشاد فرمایا: ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ﴾ قسم ہے بُرجوں والے آسمان کی اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور حاضر ہونے والے کی اور اُس کی جس کے پاس لوگ حاضر ہوں۔

فائدہ: اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

❷ یومِ عرفہ ایک محترم اور حرمت والا دن ہے:

نبی کریم ﷺ نے عرفہ کے دن حجۃ الوداع کے موقع پر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا: ”أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟“ یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: ”يَوْمُ عَرَفَةَ الْيَوْمُ الْحَرَامُ“ یہ عرفہ کا محترم اور حرمت والا دن ہے۔

آپ ﷺ نے پھر دریافت کیا: ”فَأَيُّ شَهْرٍ؟“ یہ کون سا مہینہ ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: حرمت والا محترم مہینہ (ذی الحجہ) ہے۔

آپ ﷺ نے پھر دریافت کیا: ”فَأَيُّ بَلَدٍ؟“ یہ کون سا شہر ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ”الْبَلَدُ الْحَرَامُ“ حرمت والا محترم شہر (مکہ مکرمہ) ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”فَإِنَّ أَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، وَدِمَاءَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَيَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا“ بیشک تمہارے مال، تمہاری عزتیں اور تمہاری جانیں ایک دوسرے پر اِسی طرح محترم ہیں جیسے تمہارا وہ دن، تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ (طبرانی کبیر: 7632)

❸ عرفہ کا دن دینِ اِسلام کی تکمیل کا دن ہے:

ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین تم ایک آیت قرآن مجید میں پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بناتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے کہا: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم

پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:
”اِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ“ مجھے اس دن اور جگہ کا بھی علم ہے، جب یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں تھے۔(ترمذی:3043)

❹ عرفہ کا دن عید کا دن ہے:

اگرچہ عید الاضحیٰ دس ذی الحجہ کو ہوتی ہے لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نو ذی الحجہ بھی مسلمانوں کیلئے عید کے دن کی طرح خوشی اور مسرّت کا دن ہوتا ہے، چنانچہ حضرت عمار بن ابی عمار فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿اليَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ کی آیت تلاوت فرمائی، اُن کے قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک یہودی نے کہا: اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے کے دن کو عید کا دن بنالیتے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:
”فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، وَيَوْمِ عَرَفَةَ“ یہ آیت دو عید والے دن یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن نازل ہوئی تھی۔(ترمذی:3044)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: ”يَوْمُ عَرَفَةَ، وَيَوْمُ النَّحْرِ، وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ، عِيدُنَا أَهْلَ الإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ“ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ)، یوم النحر (یعنی دس ذی الحجہ) اور ایّام التشریق (یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ) یہ سب ہم مسلمانوں کے عید کے ایّام ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔(ترمذی:773)

❺ عرفہ کا روزہ گناہوں کا کفارہ اور ایک ہزار دن روزہ رکھنے کے برابر ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: ”صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ“۔ مجھے اللہ تعالی سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے (صغیرہ) گناہوں کو مٹادے گا۔(ترمذی:749)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُ سَنَتَيْنِ مُتَتَابِعَتَيْنِ“ جس نے عرفہ کے دن روزہ رکھا اُس کے مسلسل دو سال کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں ۔(طبرانی کبیر:5923)

سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اِرشاد فرمایا کرتے تھے: ”صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ كَصِيَامِ أَلْفِ يَوْمٍ“ عرفہ کے دن کا روزہ ایک ہزار دن روزہ رکھنے کے برابر ہے۔(شعب الایمان:3484)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”مَا مِنْ يَوْمٍ مِنَ السَّنَةِ أَصُومُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ“ سال کا کوئی دن ایسا نہیں جس میں مجھے عرفہ کے دن سے زیادہ روزہ رکھنا محبوب اور پسندیدہ ہو۔(شعب الایمان:3484)

تنبیہ: اگرچہ عرفہ کا روزہ مسنون ہے اور بہت ہی فضیلت والا روزہ ہے جیسا کہ ماقبل احادیث میں گزرا، لیکن حاجیوں کیلئے یہ روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے تاکہ وقوف میں کسی قسم کی کمزوری اور ضعف نہ ہو، نبی کریم ﷺ اور خلفاءِ راشدین نے بھی حج میں عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا تھا۔(ترمذی:750)

❻ عرفہ میں سب سے زیادہ لوگ جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: "مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو، ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمِ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟" کوئی دن ایسا نہیں جس میں عرفہ کے دن سے زیادہ اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہوں (یعنی سب سے زیادہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کی گردنیں جہنم سے آزاد کرتے ہیں) اور بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب آتے ہیں پھر بندوں کے بارے میں فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟۔(مسلم:1348)

ایک اور روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "فَمَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ عَتِيقًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ" کوئی دن ایسا نہیں جس میں عرفہ کے دن سے زیادہ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہوں۔(مشکوۃ المصابیح:2601)

❼ عرفہ کی دن کی مانگی جانے والی دُعاء بہترین دُعاء:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: "خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ" بہترین دعاء عرفہ کے دن کی دُعاء ہے۔اُس کے بعد فرمایا: بہترین وہ کلمات جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے کہے وہ یہ ہیں: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کیلئے بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔(ترمذی:3585)

❽ عرفہ کے سے زیادہ کسی دن شیطان ذلیل اور رُسوا نہیں ہوتا:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: ”مَا رُؤِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيهِ أَصْغَرُ، وَلاَ أَدْحَرُ، وَلاَ أَحْقَرُ، وَلاَ أَغْيَظُ مِنْهُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا يَرَى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ، وَتَجَاوُزِ اللهِ عَنِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ، إِلَّا مَا رُأِىَ من يَوْمَ بَدْرٍ، فَقِيلَ: وَمَا رَأَى مِن يَوْمَ بَدْرٍ؟ فقَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَزَعُ الْمَلآئِكَةَ“

عرفہ کے دن کے مقابلے میں کوئی دن ایسا نہیں جس میں شیطان اتنا زیادہ ذلیل، دھتکارا ہوا، حقیر، اور غصے سے بھرا ہوا نظر آئے، کیونکہ وہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول، اور بڑے بڑے گناہوں کی معافی دیکھتا ہے، ہاں! صرف غزوہ بدر کے دن نظر آیا تھا اِس لئے کہ اُس نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا کہ وہ ملائکہ کو (کفار کے مقابلے میں) تقسیم کررہے تھے۔(مؤطامالک:1461)

❾ عرفہ کا دن رحمتِ الٰہی اور عمومی مغفرت کا دن ہے:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:

”إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ إِنَّ اللهَ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ:انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي أَتَوْنِي شُعْثًا غُبْرًا ضَاجِّينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُولُ الْمَلَائِكَةُ:يَا رَبِّ فُلَانٌ كَانَ يُرَهَّقُ وَفُلَانٌ وَفُلَانَةُ قَالَ: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ“ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (یعنی رحمت کے

ساتھ قریب ہوتا ہے) اور پھر فرشتوں کے سامنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ذرا میرے بندوں کی طرف تو دیکھو، یہ میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود اور لبیک و ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے ہوئے دور دور سے آئے ہیں، میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا، (یہ سن کر) فرشتے کہتے ہیں کہ پروردگار ان میں فلاں شخص وہ بھی ہے جس کی طرف گناہ کی نسبت کی جاتی ہے اور فلاں شخص اور فلاں عورت بھی ہے (جو گنہ گار ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے انہیں بھی بخش دیا۔ (مشکوۃ المصابیح:2601)

ایک اَنصاری صحابی کو نبی کریم ﷺ نے حج کے اعمال کے فضائل بیان کرتے ہوئے حج کے رکنِ اَعظم یعنی وقوفِ عرفہ کی فضیلت یہ اِرشاد فرمائی:

”وَأَمَّا وُقُوفُكَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَهْبِطُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ يَقُولُ: عِبَادِي جَاءُونِي شُعْثًا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ يَرْجُونَ رَحْمَتِي فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكُمْ كَعَدَدِ الرَّمْلِ، أَوْ كَقَطْرِ الْمَطَرِ، أَوْ كَزَبَدِ الْبَحْرِ لَغَفَرَهَا، أَوْ لَغَفَرْتُهَا، أَفِيضُوا عِبَادِي مَغْفُورًا لَكُمْ وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ لَهُ“ اور تمہارا وقوفِ عرفہ کرنا پس اُس کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانِ دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتے ہیں اور تمہارے ذریعہ فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں: میرے بندے میرے پاس دور دراز کے راستوں سے پراگندہ حالت میں آئے ہیں، میری رحمت کی اُمید رکھتے ہیں، (پس اے بندو!) اگر تمہارے گناہ ریت کی تعداد کے برابر یا بارش کے قطروں یا سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو میں اُنہیں معاف کر دوں گا، پس اے میرے

بندو! یہاں سے اِس حال میں واپس جاؤ کہ تم سب کی بھی اور تمہارے سفارش کردہ لوگوں کی بھی مغفرت کردی گئی ہے۔(مسند البزار:6177)

⓾ عرفہ کا دن عہدِ اَلست کا دن ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی ذریت سے عرفہ کے دن میثاق لیا اور آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پشت سے ساری ذریت نکال کر ذرّوں کی مانند اپنے سامنے پھیلا دی اور ان سے آمنے سامنے بات کرتے ہوئے فرمایا:﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ﴾ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں، تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ تم تو اس محض بے خبر تھے، یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، تو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟۔(مسند احمد:2455)

حجِ بدل کے فضائل:

اللہ تعالیٰ نے حج میں یہ بھی آسانی رکھی ہے کہ اگر کوئی صاحبِ وسعت شخص جو کسی دائمی عُذر کی وجہ سے خود بیت اللہ شریف تک جاکر حج کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا مرنے سے پہلے کوئی اپنے حج کی وصیّت کر جائے تو اُس کی جانب سے دوسرا شخص حج کرتا ہے، اِسے حج بدل کہا جاتا ہے۔ یہ حج کرنے والا اگرچہ کسی دوسرے زندہ یا مُردہ شخص کی طرف سے حج کر رہا ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس حج کرنے والے کو بھی اِس کا ثواب

عطاء فرماتے ہیں، اور جس کی جانب سے وہ حج کرتا ہے اُسے بھی حج کا ثواب ملتا ہے اور اِس وصیّت کو جس نے لکھا اور جس نے وصیّت کو نافذ کیا ہے اِن سب کو اِس کا پورا پورا اجر ملتا ہے۔ آنے والی روایات میں اِس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

❶ حج بدل کی وجہ سے تین یا چار افراد کا حج:

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ بِالْحَجَّةِ الْوَاحِدَةِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ:الْمَيِّتَ وَالْحَاجَّ عَنْهُ وَالْمُنَفِّذَ ذَالِكَ“

بیشک اللہ تعالیٰ ایک حج کی وجہ سے تین افراد کو جنّت میں داخل فرمائیں گے: ایک میّت کو (جس کی جانب سے حج کیا گیا) دوسرا اُس میّت کی جانب سے حج کرنے والے کو اور تیسرا وہ شخص جو اُس وصیّت کو نافذ کرنے والا ہے۔ (سنن کبریٰ بیہقی:9855)

اِس روایت میں تین جبکہ ایک اور روایت میں چار افراد کا بھی تذکرہ ملتا ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حج کی وصیّت کرنے والے کے بارے میں اِرشاد فرمایا:

”كُتِبَتْ لَهُ أَرْبَعُ حِجَجٍ حَجَّةٌ لِلَّذِي كَتَبَهَا وَحَجَّةٌ لِلَّذِي أَنْفَذَهَا وَحَجَّةٌ لِلَّذِي أَخَذَهَا وَحَجَّةٌ لِلَّذِي أَمَرَ بِهَا“ اُس کی وجہ سے چار حج لکھے جاتے ہیں: ایک اُس شخص کا حج جس نے وہ وصیّت لکھی ہے، دوسرا اُس کا جس نے وہ وصیّت نافذ کی ہے، تیسرا اُس کا جس نے وہ حج کیا اور چوتھا اُس شخص کا حج جس نے وصیّت کی ہے۔ (سنن کبریٰ بیہقی:9855)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی زندگی میں حج نہ کرسکا ہو تب بھی کم از کم اُسے وصیّت ضرور کردینی چاہیئے تاکہ زندگی کی یہ حج سے محرومی موت کے بعد کی ہمیشہ کی محرومی نہ بن جائے اور کم از کم زندگی میں نہ سہی، مرنے کے بعد ہی اُسے اس کا ثواب مل جائے، نیز اِسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کی وصیّت لکھنے اور اُسے نافذ کرنے والے بھی حج کے ثواب سے محروم نہیں رہتے، اِس لئے اگر کسی نے وصیّت کی ہو تو ورثاء کو چاہیئے کہ اُس وصیّت کو ضرور نافذ کریں، اگرچہ ایسی وصیّت بھی ترکہ کے تہائی حصہ کے اندر اندر نافذ العمل ہوتی ہے، یعنی اگر حج کروانے میں ترکہ کے ایک تہائی سے زیادہ خرچہ آرہا ہو تو ورثاء میّت کی جانب سے حج کرانے کے پابند نہیں ہوتے، لیکن اگر ورثاء سب عاقل و بالغ ہوں اور دلی رضامندی سے اِجازت دیدیں تو تہائی سے زیادہ مال کے ذریعہ بھی حج کروایا جاسکتا ہے۔(الدر المختار مع الرّد :6/656)

اگر کوئی مرنے سے پہلے حج کی وصیّت بھی نہ کرسکا ہو تب بھی یہی مسئلہ ہے کہ ورثاء اُس کی طرف سے حج کرانے کے پابند تو نہیں ہیں، لیکن اگر تمام ورثاء عاقل و بالغ ہوں اور دلی طور پر میّت کی جانب سے حج کرانے پر راضی ہوجائیں یا کوئی وارث اپنے ذاتی مال سے مرحوم کی جانب سے حج بدل کروادے تب بھی درست ہے، اور اُسے اِس کا اجر ملے گا، بالخصوص معاملہ اگر والدین کا ہو تو مرحوم ماں یا باپ کی جانب سے حج کروانا اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔

❷ والدین کی جانب سے حج کرنے والے کی جہنم سے آزادی:

حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَيْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا كُتِبَ لَهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ“

جس نے اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کی جانب سے حج کیا اُس کیلئے جہنم سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔(شعب الایمان:7534)

③ والدین کی جانب سے حج کرنے والے کا اَبرار میں شامل ہوجانا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَيْهِ، أَوْ قَضَى عَنْهُمَا مَغْرَمًا بَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَبْرَارِ“ جس نے اپنے والدین کی جانب سے حج کیا یا اُن کی جانب سے قرض اداء کردیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے ”اَبرار“ یعنی نیک لوگوں کے ساتھ اُٹھائیں گے۔(طبرانی اوسط:7800)

حج یا عُمرے کے سفر میں اِنتقال کر جانے کے فضائل:

حج یا عُمرے کے سفر میں یا جہاد کے سفر میں مر جانا اگرچہ دنیا کے اعتبار سے گھر والوں کیلئے کسی بڑے غم اور حادثہ سے کم نہیں ہوتا لیکن احادیثِ طیّبہ کے مطابق یہ کسی بڑی سعادت اور خوش نصیبی سے کم نہیں ، یہ موت تو نصیبوں اور قسمت والوں کو ملتی ہے ، ایسے خوش نصیب لوگوں کو قیامت تک کیلئے حج و عُمرہ کا ثواب ملتا رہتا ہے، اُس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، قیامت کے دن بغیر کسی حساب و کتاب کے اُسے جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔ آنے والی روایات میں اِس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:

① حج و عُمرے کے سفر میں مرنے والے کا قیامت تک کیلئے حج و عُمرہ:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ

خَرَجَ غَازِيًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْغَازِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"جو حج کے اِرادے سے نکلا اور مر گیا اُس کیلئے قیامت کے دن تک حج کا اَجر لکھا جائے گا، جو عُمرے کے اِرادے سے نکلا اور مر گیا اُس کیلئے قیامت کے دن تک عُمرے کا اَجر لکھا جائے گا، جو جہاد کے اِرادے سے نکلا اور مر گیا اُس کیلئے قیامت کے دن تک جہاد کا اَجر لکھا جائے گا۔(طبرانی اوسط:5321)

❷ حرمین شریفین میں مرنے والے کیلئے اَمن اور شفاعت کی بشارت:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ اسْتَوْجَبَ شَفَاعَتِي، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْآمِنِينَ"جو دونوں حرمین میں سے کسی ایک حرَم میں اِنتقال کر جائے وہ میری شفاعت کا مستحق ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن وہ "آمنین" یعنی امن والے لوگوں میں سے ہو گا۔(طبرانی کبیر:6104)

❸ حج یا عُمرے کے سفر میں مرنے والے کا بغیر حساب کے جنّت میں داخلہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

"مَنْ مَاتَ فِي هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَاجٍّ أَوْ مُعْتَمِرٍ لَمْ يُعْرَضْ وَلَمْ يُحَاسَبْ وَقِيلَ لَهُ: أُدْخُلِ الْجَنَّةَ"جو شخص حج یا عُمرے کے اِس سفر میں مر جائے (قیامت کے دن حساب و کتاب کیلئے) اُس کی پیشی نہ ہو گی اور نہ ہی اُس کا حساب لیا جائے گا اور اُس سے یہ کہا جائے گا کہ جنّت میں داخل ہو جاؤ۔(دار قطنی:2779)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے:

"مَن مَاتَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فِي الْبَدَاءَةِ أَو فِي الرَّجْعَةِ وَهُوَ يُرِيْدُ الْحَجَّ أَو الْعُمْرَةَ لَم يُعْرَضْ لَهُ وَلَمْ يُحَاسَبْ وَ دَخَلَ الْجَنَّةَ"

جو مکہ مکرّمہ کے راستے میں حج یا عُمرہ کیلئے جاتے ہوئے اِنتقال کر جائے خواہ شروع میں یا واپس لوٹتے ہوئے تو اُس کی پیشی نہ ہوگی اور نہ ہی اُس کا حساب لیا جائے گا اور وہ جنّت میں (بے حساب) داخل ہو جائے گا۔(کنز العمّال:11850)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"اَلْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَالْغَازِي ضَمَانُهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ مَاتَ أَحَدُهُمْ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ انْقَلَبُوا انْقَلَبُوا مَغْفُورًا لَهُمْ"

حج، عُمرہ یا جہاد کرنے والے اللہ کی ضمان میں ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنّت میں داخل فرما دیتے ہیں اور اگر یہ واپس آجائیں تو بخشے بخشائے ہو کر لوٹتے ہیں۔(اَخبارِ مکہ للفاکہی:901)

④ اِحرام کی حالت میں مرنے والا قیامت میں تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھے گا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (حج کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرتے ہوئے میدانِ عرفات میں) ایک شخص اپنے اونٹ سے گر پڑا جس کی وجہ سے اُس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" اسے پانی میں بیری کے پتے ملا کر غسل دو، دو کپڑوں میں کفن دو، اس کا سر مت ڈھانکو اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے

ہوئے اُٹھائیں گے۔(مسلم:1206)(بخاری:1850)

⑤حج کے سفر میں مرنے والے کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”إِذَا خَرَجَ الْحَاجُّ مِنْ بَيْتِهِ كَانَ فِي حِرْزِ اللّٰهِ، فَإِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ نُسُكَهُ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، وَإِنْفَاقُهُ الدِّرْهَمَ الْوَاحِدَ فِي ذَالِكَ الْوَجْهِ يَعْدِلُ أَلْفَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فِيمَا سِوَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ“ جب حاجی اپنے گھر سے نکلتا ہے تو وہ اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے، پس اگر وہ مناسکِ حج کی ادائیگی سے پہلے مر جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں اور اُس کا اِس حج کے سفر میں ایک درہم خرچ کرنا اس کے علاوہ اللہ کے راستے میں دس لاکھ خرچ کرنے کے برابر ہے۔(الترغیب فی فضائل الاعمال:321)

زمزم کے فضائل:

زَم زَم کا پانی وہ عظیم اور بابرکت پانی ہے جسے روئے زمین کا سب سے بہتر پانی ہونے کا شرَف حاصل ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے بیماریوں سے شفاء کا باعث بنایا ہے، جسے کسی بھی مقصد میں کامیابی کی نیت لے کر پینے والے کو کامیابی حاصل ہوتی ہے، جسے سیر ہو کر پینا ایمان کی نشانی اور نفاق سے بری ہونے کی علامت قرار دیا گیا، جو پانی ہونے کے باوجود پینے اور کھانے دونوں طرح کا کام کرتا ہے، جو حضرت جبریل علیہ السلام کا کھودا ہوا چشمہ ہے، جو حضرت اِسماعیل علیہ السلام اور بی بی ہاجرہ علیہما السلام کیلئے لق و دَق صحرا میں جاری کیا گیا، جہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، اور یہی وہ بابرکت پانی ہے جس کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کے سینہ اَطہر کو شقِ صدر کے موقع پر دھو کر اُسے حکمت و ایمان سے

بھر دیا گیا تھا، اور یہی وہ پانی ہے جو باطنی و روحانی فوائد پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہری اعتبار سے بھی یہ حیثیت حاصل ہے کہ دنیا کا کوئی پانی صحت افزا اور طاقتوَر و مُفید ہونے میں اِس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اب آیئے! مذکورہ بالا فضائل کی تفصیلات کو احادیثِ طیّبہ کی روشنی میں ملاحظہ کریں:

❶ زمزم ایک بابرکت پانی ہے:

حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ يَعْنِي زَمْزَمَ“ یہ زمزم ایک بابرکت پانی ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ: 14132)

زمزم کے پانی میں ظاہری و باطنی دونوں طرح کی برکتیں رکھی گئیں ہیں، ظاہری برکتیں یہ ہیں کہ یہ بیماریوں سے شفاء کا باعث ہے، کھانے اور پینے دونوں طرح کے مقاصد میں کار آمد ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ، اور باطنی برکتیں یہ ہیں کہ اِس کے ذریعہ قلب و باطن کی صفائی ہوتی ہے، چنانچہ شقِ صدر میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سینہ اَطہر اِسی سے دھویا گیا تھا، پس اِس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پینے والے کو بھی اپنے قلب و باطن کی صفائی کا اِرادہ کرلینا چاہیئے۔

❷ زمزم نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا پاکیزہ و مستعمل پانی ہے:

زمزم کے پانی میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کلی فرمائی جس سے قیامت تک آنے والوں کو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا مستعمل پانی پینے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں:

”جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى زَمْزَمَ فَنَزَعْنَا لَهُ دَلْوًا، فَشَرِبَ،

"ثُمَّ مَجَّ فِيهَا، ثُمَّ أَفْرَغْنَاهَا فِي زَمْزَمَ" نبی کریم ﷺ زمزم کے کنوئیں کے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کو ایک ڈول نکال کر پیش کیا، آپ ﷺ نے اُسے نوش فرمایا اور پھر اُسی ڈول میں کلی فرمائی، ہم نے وہ ڈول لے کر اُسے زمزم کے کنوئیں میں اُنڈیل دیا۔(مسند احمد: 3528)

ایک اور روایت میں ہے:

آپ ﷺ نے اُس ڈول کے پانی سے اپنا منہ بھرا اور پھر ڈول میں کلی کی اور اِرشاد فرمایا: "أَفْرِغْهُ فِي الْبِئْرِ" اسے کنوئیں میں اُنڈیل دو۔(طبرانی اوسط: 5680)

مُحسنِ اِنسانیت سرکارِ دو عالَم ﷺ کا قیامت تک کے آنے والے اِنسانوں پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اُنہوں اپنا مستعمل اور مبارک پانی پینے کیلئے یہ سلسلہ قیامت تک کیلئے جاری و ساری فرمایا۔ فجزاہ اللہ عنّا وعن سائر المسلمین ماھو أھلہ۔

❸ زمزم جس مقصد کیلئے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے:

زمزم کی یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ اُسے پیتے ہوئے جو مقصد اور مراد ذہن میں رکھی جائے اللہ تعالیٰ اِس پانی کی برکت سے اُسے پورا کر دیتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" زمزم کا پانی جس مقصد کیلئے پیا جائے وہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔(ابن ماجہ: 3062)(مسند احمد: 14849)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ، إِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِي بِهِ شَفَاكَ اللهُ , وَإِنْ

شَرِبْتَهُ لِشِبَعِكَ أَشْبَعَكَ اللهُ بِهِ، وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِيَقْطَعَ ظَمَأَكَ قَطَعَهُ اللهُ، وَهِيَ هَزَمَةُ جِبْرِيلَ وَسُقْيَا اللهِ إِسْمَاعِيلَ"

زمزم کا پانی جس مقصد کیلئے پیا جائے وہ مقصد حاصل ہوتا ہے، اگر تم اِس لئے پیو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شفاء عطاء فرمائیں تو اللہ تعالیٰ تمہیں شفاء دیدیں گے، اور اگر تم اپنے سیر ہونے (پیٹ بھرنے) کیلئے پیو تو اللہ تعالیٰ تمہیں سیر کر دیں گے، اور اگر اِس لئے پیو کہ تمہاری پیاس ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پیاس ختم کر دیں گے، اور یہ زمزم حضرت جبریل علیہ السلام کا کھودا ہوا چشمہ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت اِسماعیل علیہ السلام (کی پیاس دور کرنے) کیلئے پانی کا اِنتظام تھا۔ (دار قطنی: 2739)

❹ زمزم حضرت جبریل علیہ السلام کا کھودا ہوا چشمہ ہے:

زمزم کے پانی کی یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ یہ براہِ راست حضرت جبریل علیہ السلام کا کھودا ہوا چشمہ ہے، اور اس کا مقصد بھی کتنا اعلیٰ تھا کہ اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے جو کہ خود ایک جلیل القدر نبی ہیں اُن کی پیاس کو دور کرنے کیلئے یہ چشمہ جاری کیا گیا۔ چنانچہ ماقبل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مذکور ہے:

"هِيَ هَزَمَةُ جِبْرِيلَ وَسُقْيَا اللهِ إِسْمَاعِيلَ"

یعنی یہ زمزم کا پانی حضرت جبریل علیہ السلام کا کھودا ہوا چشمہ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت اِسماعیل علیہ السلام (کی پیاس دور کرنے) کیلئے پانی کا اِنتظام تھا۔ (دار قطنی: 2739)

❺ زمزم سیر ہو کر پینا ایمان کی نشانی اور نفاق سے براءت کی علامت ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے کسی کو زمزم کا پانی پینے کا طریقہ بتاتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

”إِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا، فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَتَنَفَّسْ ثَلَاثًا، وَتَضَلَّعْ مِنْهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ، فَاحْمَدِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ إِنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ زَمْزَمَ“

جب تم زمزم کا پانی پیو تو قبلہ کی جانب رُخ کرکے بسم اللہ پڑھو اور تین سانس میں خوب اچھی طرح پیٹ بھر کر پیو، اور جب فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو، کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا ہے: بیشک ہمارے اور منافقوں کے درمیان یہ نشانی ہے کہ (ہم زمزم پیٹ بھر کر پیتے ہیں جبکہ) وہ زمزم پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔(ابن ماجہ:3061)

فائدہ: حدیثِ مذکور سے زمزم کے پینے کا طریقہ بھی معلوم ہوا کہ قبلہ رُخ ہو کر ، بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں پینا چاہیئے، نیز یہ پتہ چلا کہ مؤمن کے دل میں چونکہ زمزم کے پانی کی محبت اور اُس کا حد درجہ ادب و احترام ہوتا ہے اِس لئے ہر صاحبِ ایمان اِس کو دولتِ گراں مایہ اور قدرت کی جانب عطاء کردہ قیمتی تحفہ سمجھتے ہوئے صرف پیتا ہی نہیں بلکہ پیٹ بھر کر اور خوب سیر اب ہو کر پیتا ہے اور پھر بھی اُس کا جی نہیں بھرتا اور اِس کی یہی تمنّا ہوتی ہے کہ کسی طرح اور بھی پی لوں، جبکہ منافق کے دل میں چونکہ اِس بابرکت پانی کی قدر و منزلت اور محبّت و عقیدت نہیں ہوتی اِس لئے وہ اِسے ایک عام پانی کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں دیتا۔

❻ زمزم کھانے والے کیلئے کھانے کی حیثیت رکھتا ہے:

زمزم کے پانی کی ایک اہم خصوصیت اور برکت یہ ہے کہ یہ کھانے اور پینے دونوں کا فائدہ دیتا ہے، چنانچہ پورے یقین کے ساتھ بھوک میں پینے سے بھوک بھی رفع ہوتی ہے اور پیاس میں پینے سے سیر ابی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "**إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ يَعْنِي زَمْزَمَ، طَعَامُ مَنْ طَعِمَ** " یہ زمزم کا پانی ایک بابرکت پانی ہے، جو کھانے والے کے لئے کھانے کی حیثیت رکھتا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ : 14132)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت پیچھے گزر چکی ہے جس میں زمزم کے پانی کو ہر مقصد کے حصول میں مفید بتلایا گیا ہے، اُس میں یہ موجود ہے:

"**إِنْ شَرِبْتَهُ لِشِبَعِكَ أَشْبَعَكَ اللهُ بِهِ، وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِيَقْطَعَ ظَمَأَكَ قَطَعَهُ اللهُ**" اگر تم اپنے سیر ہونے (یعنی پیٹ بھرنے) کیلئے پیو تو اللہ تعالیٰ تمہیں سیر کر دیں گے، اور اگر اِس لئے پیو کہ تمہاری پیاس ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پیاس ختم کر دیں گے۔(دار قطنی: 2739)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "**خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ، فِيهِ طَعَامٌ مِنَ الطُّعْمِ، وَشِفَاءٌ مِنَ السَّقَمِ**" روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم کا ہے، اِس میں کھانے (کی طرح پیٹ بھرنے) کا فائدہ بھی ہے اور بیماری سے شفاء کا فائدہ بھی۔(طبرانی اوسط: 3912)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرّمہ نبی کریم ﷺ کو دیکھنے اور آپ

سے ملاقات کرنے کیلئے آیا، تو میں وہاں خانہ کعبہ میں تیس دن اور تیس راتوں تک رہا، میرے پاس سوائے زمزم کے پانی کے کوئی کھانا نہ تھا(جب بھوک لگتی تو میں اسی کو پیتا)۔ میں اسی کو پی پی کر موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی سِلوَٹیں (موٹاپے کی وجہ سے) جھک گئیں اور میں نے اپنے کلیجہ میں بھوک کی کمزوری نہیں پائی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی جب اُن سے ملاقات کی اور اُنہیں اِس حال میں دیکھا تو آپ نے حیرت سے پوچھا کہ تم یہاں کب سے موجود ہو، اُنہوں نے کہا کہ تیس دن اور تیس راتوں سے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے کھانے کا کیا ہوتا تھا، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ" میرا کھانا زمزم کے پانی کے سوا کچھ نہ تھا، لیکن وہی میرے لئے اتنا کافی تھا کہ اُسے پی پی کر میں موٹا ہو گیا ہوں یہاں تک کہ میرے پیٹ کی سِلوَٹیں (موٹاپے کی وجہ سے) جھک گئیں اور میں نے اپنے کلیجہ میں بھوک کی ناتوانی نہیں پائی۔ آپ ﷺ نے یہ سنا تو اِرشاد فرمایا: "إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ" یہ تو بڑا بابرکت پانی ہے، بیشک یہ کھانے (کی طرح پیٹ بھرنے) کا فائدہ دیدیتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اِجازت دیجئے کہ آج کی رات میں اِنہیں کھانا کھلاؤں، پھر نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے تو میں بھی اُن کے پیچھے چلا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا دروازہ کھولا اور طائف کی سوکھی ہوئی کشمش نکال کر ہمارے سامنے رکھیں، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں آنے کے بعد کھایا۔(مسلم:2473)

فائدہ: مسلم شریف میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اِسلام لانے کا یہ دلچسپ واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہے، یہاں قصہ کے صرف وہ اَجزاء نقل کیے گئے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کس طرح صرف زمزم کے پانی کے ذریعہ ایک مہینہ تک بغیر زندہ رکھا، اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ زمزم پی پی کر موٹے ہوگئے اور پیٹ پر بَل پڑنے لگے۔ اللہ اَکبر۔

❼ زمزم کا پانی ہر بیماری کیلئے شفاء ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”**فِيهِ طَعَامٌ مِنَ الطُّعْمِ، وَشِفَاءٌ مِنَ السَّقَمِ**“ اِس میں کھانے (کی طرح پیٹ بھرنے) کا فائدہ بھی ہے اور بیماری سے شفاء کا فائدہ بھی۔ (طبرانی اوسط: 3912)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: ”**مَاءُ زَمْزَمَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ**“ زمزم کا پانی ہر بیماری کیلئے شفاء ہے۔ (کنز العمال: 34777) (دیلمی: 6471)

حضرت وَہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”**مَنْ شَرِبَ مِنْهَا حَتَّى يَتَضَلَّعَ أَحْدَثَتْ لَهُ شِفَاءً، وَأَخْرَجَتْ لَهُ دَاءً**“ جس نے زمزم کا پانی پیا اور سیر ہوکر پیا تو یہ اُس کیلئے شفاء کا باعث بن جائے گا اور اُس کی بیماری نکال دے گا۔ (مصنف عبد الرزاق: 9121)

❽ زمزم روئے زمین کا سب سے بہترین کنواں اور پانی ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”**خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ**“

روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم کا ہے۔ (طبرانی اوسط: 3912)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”خَيْرُ بِئْرٍ فِي النَّاسِ بِئْرُ زَمْزَمَ “لوگوں میں سب سے بہترین کنواں زمزم کا کنواں ہے۔(کنز العمال:38045)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”خَيْرُ مَاءٍ فِي الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ، وَشَرُّ مَاءٍ فِي الْأَرْضِ مَاءُ بَرَهَوْتَ - شِعْبٌ مِنْ شِعَابِ حَضَرَمَوْتَ - وَخَيْرُ بِقَاعِ الْأَرْضِ الْمَسَاجِدُ، وَشَرُّ بِقَاعِ الْأَرْضِ الْأَسْوَاقُ“ روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم کا ہے اور روئے زمین پر سب سے بد ترین پانی برھوت کا پانی ہے جو حضر موت کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی ہے۔اور روئے زمین کی سب سے بہترین جگہ مساجد اور سب سے بد ترین جگہ بازار ہیں۔(مصنّف عبد الرزاق:9119)

❾ نبی کریم ﷺ کا سینہ اَطہر اور قلبِ سلیم زَمزَم کے پانی سے دھویا گیا:

زَم زَم کے پانی کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس کے ذریعہ اِمام الانبیاء محبوبِ کبریاء سرورِ کائنات حضرت محمّد ﷺ سینہ اَطہر اور آپ کے قلبِ مبارک کو دھویا گیا،اور یہ اِس کی عظمت اور فضیلت کی دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ سب سے بہتر ہونے کی بھی دلیل ہے کیونکہ اگر اِس سے زیادہ افضل کوئی پانی ہوتا تو نبی کریم ﷺ کے قلبِ اَطہر کو دھونے کیلئے اُسی کو اِستعمال کیا جاتا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے معراج کا یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:”فُرِجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ

بِيَدِي فَعَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا" میں مکہ مکرّمہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی، حضرت جبریل علیہ السلام اُترے اُنہوں نے میرا سینہ کھولا اور پھر اُسے زمزم کے پانی سے دھویا، پھر ایک سونے کا تھال لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اُسے میرے سینہ میں اُنڈیل دیا پھر اُس سینہ کو (جو کھلا ہوا تھا، سی کر) بند کر دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے چلے۔ (بخاری:1636)

ترمذی شریف کی روایت میں ہے: "فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي، فَغُسِلَ قَلْبِي بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ، ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً" پس میرا دل نکال کر اُسے زمزم کے پانی سے دھو کر اُسے واپس اُسی جگہ رکھ دیا گیا، پھر اُسے ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔ (ترمذی:3346)

⓾ زمزم کا پانی اللہ کے نیک بندوں کا مشروب ہے:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"صَلُّوا فِي مُصَلَّى الْأَخْيَارِ، وَاشْرَبُوا مِنْ شَرَابِ الْأَبْرَارِ"

بہترین لوگوں کے مُصلّیٰ (یعنی نماز پڑھنے کہ جگہ) میں نماز پڑھا کرو اور اَبرار یعنی نیک لوگوں کا مشروب پیا کرو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ بہترین لوگوں کا مصلّیٰ اور نیک لوگوں کا مشروب سے کیا مراد ہے تو اُنہوں نے فرمایا: بہترین لوگوں کا مصلّیٰ میزابِ رحمت کے نیچے کی جگہ ہے اور نیک لوگوں کا مشروب زمزم کا پانی ہے۔ (اخبارِ مکہ للأزرقی:2/52)

⓫ زمزم کا پانی سر کے درد کیلئے مفید ہے:

حضرت ضحاک بن مُزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے: "التَّضَلُّع مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ، وَأَنَّ مَاءَهَا يَذْهَبُ بِالصُّدَاعِ، وَأَنَّ الْإِطِّلَاعَ فِيهَا يَجْلُو الْبَصَرَ وَأَنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْهِ زَمَانٌ يَكُونُ أَعْذَبَ مِنَ النِّيلِ وَالْفُرَاتِ"

زمزم کا پانی سیر ہو کر پینا نفاق سے بری ہونے کی علامت ہے اور بیشک اس کا پانی سر کے درد کو ختم کر دیتا ہے، اور اِس کے کنوئیں میں جھانکنا نگاہوں کو تیز کر دیتا ہے، اور عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ یہ زمزم کا پانی دریائے نیل اور فرات سے زیادہ میٹھا ہو جائے گا۔(اخبارِ مکہ للأزرقی:2/54)

⓬ حجاج کرام کا زمزم لیکر آنا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے:

حجاج کرام کی اِس مبارک پانی کے ساتھ محبّت وعقیدت ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ واپسی میں اپنے ساتھ کچھ لیکر جائیں یا نہیں لیکن زمزم کا پانی لیکر ضرور جاتے ہیں، اور لیکر جانا بھی چاہیئے، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے:

"أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ فِي الْقَوَارِيرِ" یعنی وہ شیشیوں (بوتلوں) میں زمزم کا پانی اپنے ساتھ لے جایا کرتی تھیں۔(شعب الایمان: 3834)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ بھی اپنے ساتھ زمزم لیکر جایا کرتے تھے۔(ترمذی: 963)

حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عَطاء رحمۃ اللہ علیہ سے زمزم لے جانے کے بارے میں دریافت کیا: "أَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ؟" کیا میں زمزم لے جاؤں؟ تو اُنہوں نے اِرشاد فرمایا: "قَدْ حَمَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَمَلَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا" ہاں! ضرور لے جاؤ، کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی زمزم کا پانی لیکر گئے ہیں اور حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی لے کر گئے ہیں۔(طبرانی کبیر: 2566)

⑬ زمزم کسی کو دینے کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے:

ماءِ زمزم کسی کو دینے کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے، یہی وجہ ہے کہ حجاج کرام حج یا عُمرہ سے واپسی پر اپنے اقارِب اور اَحباب کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ کے تبرّکات میں زمزم اور کھجور کا تحفہ دیتے ہیں، یقیناً یہ صرف تحفہ ہی نہیں بلکہ بڑا قیمتی اور بابرکت تحفہ ہوتا ہے اِسی لئے بڑی محبّت اور خوشی کے ساتھ یہ تحفہ وصول کیا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُتْحِفَ الرَّجُلَ بِتُحْفَةٍ سَقَاهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ" نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب کسی شخص کو تحفہ دینا چاہتے تو اُسے زمزم کا پانی پلاتے۔(حِلیۃ الاولیاء:3/304)

رکنِ یمانی کے فضائل:

رکنِ یَمانی بیت اللہ شریف کا وہ کونا ہے جو طواف میں حجرِ اَسوَد کے بعد تیسرے نمبر پر آتا ہے، اِس کو رکنِ یمانی کہتے ہیں، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم طواف کے دوران اِس کا اِستلام کرتے تھے۔ واضح رہے کہ اِس کے اِستلام کا طریقہ یہ ہے کہ طواف میں اگر قریب

سے گزر رہے ہوں اور ہاتھ لگانا ممکن ہو تو صرف دایاں ہاتھ یا دونوں ہاتھ لگا کر اِسے چھولیا جائے، رکنِ یمانی کو چومنا یا ہاتھ لگا کر ہاتھوں کو چومنا درست نہیں، اِسی طرح صرف بایاں ہاتھ لگانا یا رکنِ یمانی تک ہاتھ نہ پہنچنے کی صورت میں دور ہی سے اِشارہ کر دینا جیسا کہ بعض لوگ نادانی میں کر رہے ہوتے ہیں، یہ بھی درست نہیں ہے، ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیئے۔

❶ رکن یمانی کو چھونا گناہوں کو مٹادیتا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ مَسْحَ الرُّكْنِ الْيَمَانِي وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ يَحُطُّ الْخَطَايَا حَطًّا“

رکنِ یمانی اور حجرِ اَسود کا چھونا گناہوں کو گرادیتا ہے۔(مسند احمد:5621)

❷ رکن یمانی کو چھو کر دُعاء مانگنے سے دُعاء قبول ہوتی ہے:

حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کسی شخص سے اِرشاد فرمایا:

”مَا وَضَعَ أَحَدٌ يَدَهُ عَلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ ثُمَّ دَعَا إِلَّا كَادَ أَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ“

جو شخص بھی رکنِ یمانی کو چھوئے اور پھر دعاء کرے تو اُس کی دُعاء قریب ہے کہ قبول کرلی جائے (یعنی اُس کی قبولیت کی اُمید ہوتی ہے)۔

اُس کے حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”فَهَلُمَّ فَلْنَضَعْ أَيْدِيَنَا ثُمَّ نَدْعُو“ پس چلو آؤ ہم بھی اُس پر اپنے ہاتھ رکھتے ہیں، پھر دُعاء کریں گے۔(مصنف عبد الرزاق:8881)

❸ رکن یمانی پر ستر فرشتوں کا مقرر ہونا اور اُن کا آمین کہنا:

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: رکنِ یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں، پس جو شخص بھی وہاں یہ دُعاء پڑھتا ہے تو وہ ستر فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں، اور وہ دُعاء یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے اللہ ! میں آپ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (ابن ماجہ:2957)

حضرت سالم اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے نقل فرماتے ہیں:

"عَلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ مَلَكَانِ مُوَكَّلَانِ يُؤَمِّنَانِ عَلَى دُعَاءِ مَنْ يَمُرُّ بِهِمَا" رکنِ یَمانی پر دو (خاص) فرشتے مقرر کیے گئے ہیں جو وہاں سے گزرنے والوں کی دُعاء پر آمین کہتے ہیں۔ (أخبار مکہ للأزرقی: 1 / 341)

اِس سے معلوم ہوا کہ رکنِ یَمانی کے پاس سے گزرتے ہوئے دُعاء کا اہتمام کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ قبولیت کا اہم مقام ہے، اور اس کیلئے کوئی بھی دُعاء مانگی جاسکتی ہے، مذکورہ بالا دُعاء جو دنیاو آخرت کی بھلائی اور عافیت کے حصول کی بہترین دُعاء ہے اِسے خاص طور پر اِس مقام پر مانگنا چاہیئے۔ حدیث کے مطابق ستر فرشتے اِس دُعاء پر آمین کہتے ہیں۔ فرشتوں کا آمین کہنا اس دعاء کے قبول ہونے کی نشانی ہے۔

❹ رکن یمانی پر فرشتوں کے سردار حضرت جبریل علیہ السلام کا موجود ہونا:

ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: میں جب بھی رکنِ یمانی کے پاس پہنچا ہوں تو میں نے وہاں حضرت جبریل علیہ السلام کو موجود پایا ہے، حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے پڑھنے کا کہا، میں نے کہا: کیا کہوں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَاقَةِ، وَمَوَاقِفِ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ اے اللہ! میں کفر، ذلّت، فقر اور دنیا و آخرت میں ذلّت و رُسوائی کے مقام پر کھڑا ہونے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: رکنِ یمانی اور حجرِ اَسود کے درمیان ستر ہزار فرشتے ہیں، جب بندہ یہ دُعاء مانگتا ہے تو وہ فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں۔(مرقاۃ المفاتیح:5/1797)

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ یارسول اللہ! آپ اتنے اہتمام سے رکنِ یمانی کا اِستلام کرتے ہیں؟(اِس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

”مَا أَتَيْتُ عَلَيْهِ قَطُّ إِلَّا وَجِبْرِيلُ قَائِمٌ عِنْدَهُ يَسْتَغْفِرُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ“

میں جب بھی رکنِ یمانی کے پاس آیا تو میں نے وہاں حضرت جبریل علیہ السلام کو کھڑا پایا، جو اُس کا اِستلام کرنے والوں کیلئے مغفرت کی دُعاء کرتے ہیں۔(اَخبارِ مکہ للأزرقی:1/338)

❺ رکن یمانی کا جنّت کا دروازہ ہونا:

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رکنِ یمانی کے قریب لے چلو، کیونکہ اس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے:

”إِنَّهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ“ یہ رکنِ یمانی جنّت کے دروازوں میں سے ایک

دروازہ ہے۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:1/338)

❻ رکن یمانی اور حجرِ اَسوَد کے درمیان ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں:

حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بَلَغَنِي أَنَّ بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يُفَارِقُونَهُ، هُمْ هُنَالِكَ مُنْذُ خَلَقَ اللهُ سُبْحَانَهُ الْبَيْتَ“

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رکنِ یمانی اور حجرِ اَسود کے درمیان ستر ہزار فرشتے ہیں جو وہاں سے ہٹتے نہیں ہیں اور جب سے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو پیدا کیا ہے وہ فرشتے وہاں موجود ہیں۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:1/339)

حجرِ اَسود کے فضائل:

حجرِ اَسوَد نام اور ظاہری اعتبار سے تو”اَسوَد“یعنی کالا ہے لیکن دنیا میں اِس سے زیادہ روشن اور منوّر اور بابرکت پتھر کوئی نہیں ،اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ یہ جنّت سے نازل ہونے والا وہ عظیم الشان پتھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے،اور اِبتداء میں یہ دودھ اور برف سے زیادہ سفید اوراپنی اَصل کے اعتبار سے روشن اور منوّر ہی تھا بنی آدم کی خطاں نے اِسے سیاہ کرڈالا، قیامت کے دن اُحد پہاڑ سے بڑا ہونے کی حالت میں اسے اُٹھایا جائے گا اور یہ ہر اُس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے ایمان کی حالت میں اِس کا اِستلام کیا ہوگا،حدیث کے مطابق یہ زمین پر اللہ کے ہاتھ کی مانند ہے جس کے ذریعہ بندوں کو اللہ تعالیٰ سے شرَفِ ملاقات نصیب ہوتا ہے،اِس کی عظمتِ شان کے کیا کہنے کہ اِس کے پاس جتنا کثرت سے لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اس سے کئی گنا زیادہ ہجوم اُن لاتعداد فرشتوں کا ہوتا ہے جو اللہ کی طرف سے اِس کے پاس

مقرر کیے گئے ہیں، اِس کا اِستلام کرنے والے کتنی محبّت اور عقیدت کے ساتھ اِس سے چمٹتے ہیں اِس کو چومتے اور بوسہ لیتے ہیں اور کیوں نہ لیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے اِس کو چوما اور بوسہ لیا ہے، نیز اِس کا بوسہ لینا یا کم از کم دور ہی سے اِستلام کرلینا بھی گناہوں کی مغفرت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

مذکورہ تمام باتوں کیلئے آنے والی احادیثِ طیّبہ ملاحظہ فرمائیے:

❶ حجرِ اَسوَد جنّت سے نازل ہوا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”نَزَلَ الحَجَرُ الأَسْوَدُ مِنَ الجَنَّةِ“ حجرِ اَسود جنّت سے نازل ہوا ہے۔(ترمذی:877)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”لَيْسَ فِي الْأَرْضِ شَيْءٌ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ، وَإِنَّهُمَا جَوْهَرَتَانِ مِنْ جَوْهَرِ الْجَنَّةِ“ روئے زمین پر حجرِ اَسود اور مقامِ اِبراہیم کے علاوہ جنّت کی کوئی چیز نہیں، اور بیشک یہ دونوں جنّت کے جوھر ہیں۔(اخبارِ مکہ للفاکہی:967)

❷ حجرِ اَسوَد اصل میں روشن اور سفید تھا:

حجرِ اَسوَد اصل میں انتہائی روشن اور سفید پتھر تھا، سفید اِتنا کہ دودھ اور برف کی سفیدی بھی اِس کے سامنے ماند پڑجائے اور روشن اِتنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اِس کی روشنی ختم نہ کی ہوتی تو اِس کی کرنیں مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو رشن کرنے کیلئے کافی تھیں۔مذکورہ دونوں باتوں کیلئے مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ“ حجرِ اَسود (شروع میں) دودھ سے زیادہ سفید تھا، بنی آدم کی خطاؤں نے اُسے سیاہ کر دیا۔(ترمذی:877)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ يَاقُوتَةٌ بَيْضَاءُ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّمَا سَوَّدَتْهُ خَطَايَا الْمُشْرِكِينَ“ حجرِ اَسود جنّت کا ایک سفید یاقوت کا پتھر ہے، اسے مشرکین کی خطاؤں نے سیاہ کر دیا۔(صحیح ابن خزیمہ:2734)

بعض روایات میں ”أَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ“ کے الفاظ بھی منقول ہیں یعنی حجرِ اَسود برف سے زیادہ سفید تھا۔(صحیح ابن خزیمہ:2733)

حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ الرُّكْنَ، وَالمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الجَنَّةِ، طَمَسَ اللَّهُ نُورَهُمَا،وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ“ بیشک حجرِ اَسود اور مقامِ اِبراہیم کا پتھر جنّت کے دو یاقوت کے پتھر ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کا نور ختم کر دیا ہے، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ اُن کا نور ختم نہ کرتے تو یہ دونوں مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتے۔(ترمذی:878)

❸ حجرِ اَسوَد قیامت کے دن جبلِ اُحُد اور جبلِ ابو قبیس سے بھی بڑا ہوگا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ أُحُدٍ يَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ، وَقَبَّلَهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا“ حجرِ اَسوَد قیامت کے دن اُحُد پہاڑ کے برابر ہونے کی حالت میں اُٹھایا جائے گا

اور دنیا بھر کے ہر اُس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے اِس کا اِستلام کیا ہو گا یا بوسہ دیا ہو گا۔(صحیح ابن خزیمہ:2734)

مسند احمد کی روایت میں "أَعْظَمَ مِنْ أَبِي قُبَيْسٍ" کے الفاظ آئے ہیں یعنی حجرِ اَسود قیامت کے دن "جبلِ ابی قبیس" سے زیادہ بڑا ہو گا۔(مسند احمد:6978)

❹ حجرِ اَسوَد اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"وَهُوَ يَمِينُ اللهِ الَّتِي يُصَافِحُ بِهَا خَلْقَهُ" حجرِ اَسود اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے، اللہ تعالیٰ اِس کے ذریعہ اپنی مخلوق سے مُصافحہ کرتے ہیں۔(مستدرکِ حاکم:1681)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:"مَنْ فَاوَضَهُ، فَإِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمَنِ" جو (طواف کے دوران) حجرِ اَسود کے سامنے (اِستلام کرنے کیلئے) آئے تو وہ رحمان کے ہاتھ کے سامنے آتا ہے۔(ابن ماجہ:2957)

❺ حجرِ اَسوَد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ زم زم کے کنوئیں کے پاس بیٹھے لوگوں کو دیکھ رہے تھے جو حجرِ اَسود کے پاس ہجوم لگائے ہوئے تھے، اُنہوں نے اپنے پاس موجود لوگوں سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ حجرِ اَسود ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"قَدْ أَدْرِي وَلَكِنَّهُ مِنْ حِجَارَةِ الْجَنَّةِ الَّتِي خَلَقَهَا اللهُ بِيَدِهِ" یہ تو میں بھی جانتا ہوں، لیکن (میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ) یہ جنّت کے پتھروں میں سے وہ پتھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ (قدرت) سے

پیدا کیا ہے۔(مصنّف عبد الرزاق:8883)

❻ حجرِ اَسوَد کے پاس بے شمار فرشتے موجود ہوتے ہیں:

حضرت سالم اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے نقل فرماتے ہیں:

”عَلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ مَلَكَانِ مُوَكَّلَانِ يُؤَمِّنَانِ عَلَى دُعَاءِ مَنْ يَمُرُّ بِهِمَا، وَإِنَّ عَلَى الْأَسْوَدِ مَا لَا يُحْصَى“ رکنِ یمانی پر دو فرشتے مقرر ہیں جو اپنے پاس سے گزرنے والوں کی دُعاء پر آمین کہتے ہیں اور بیشک حجرِ اَسود پر تو اتنے فرشتے ہیں کہ اُن کو شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔(أخبار مکہ للأزرقی:1/341)

حجرِ اَسود کا اِستلام کرنے کے فضائل:

حجرِ اَسود کا اِستلام طواف کے مسنون اعمال میں سے ہے، طواف کے سات چکروں میں آٹھ اِستلام کیے جاتے ہیں اِبتداء بھی اِستلام سے ہوتی ہے اور سات چکروں کا اختتام بھی اِستلام پر ہی ہوتا ہے، اِن اِستلاموں کو نہایت اہتمام اور پوری توجہ اور خشوع و خضوع سے اِتباعِ سنّت کی نیت سے اداء کرنا چاہیئے، تاکہ اللہ کے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنّت بھی پوری ہو اور اِن اِستلاموں کے جو مندرجہ ذیل فضائل احادیثِ طیّبہ میں وارِد ہوئے ہیں اُن کو بھی مکمل طور پر حاصل کیا جاسکے۔

❶ حجرِ اَسوَد اپنے اِستلام کرنے والے کے حق میں قیامت کے دن گواہی دے گا:

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَلَهُ لِسَانٌ ذَلْقٌ يَشْهَدُ لِمَنْ يَسْتَلِمُهُ بِالتَّوْحِيدِ“ قیامت کے دن حجرِ اَسود کو اِس طرح لایا جائے گا کہ اُس کی صاف بولتی ہوئی زبان ہوگی، وہ ہر اُس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے توحید

کے ساتھ اُس کا اِستلام کیا ہو گا۔(شعب الایمان:3749)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"إِنَّ لِهَذَا الْحَجَرِ لَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ يَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَقٍّ" بیشک اس حجرِ اَسود کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں، قیامت کے دن یہ ہر اُس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے اِس کا اِستلام کیا ہو گا۔(شعب الایمان:3745)

❷ حجرِ اَسوَد کے اِستلام کے وقت دُعاء قبول ہوتی ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں:

"مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، ثُمَّ دَعَا أُسْتُجِيبَ لَهُ" جس نے حجرِ اَسوَد کا اِستلام کیا پھر دُعاء مانگی اُس کی دُعاء قبول ہو جاتی ہے۔ کسی نے پوچھا کہ اگرچہ (چلتے چلتے) بہت جلدی سے اِستلام کیا ہو تب بھی دُعاء قبول ہوتی ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے فرمایا: "وَإِنْ كَانَ أَسْرَعَ مِنَ الْبَرْقِ الْخَاطِفِ" ہاں! اگرچہ جھپٹ لینے والی بجلی سے بھی تیزی سے اِستلام کیا ہو تب بھی۔(مصنّف عبد الرزاق:8880)

ایک اور روایت میں حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کا یہی قول قسم کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"وَالَّذِي نَفْسُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِيَدِهِ، مَا حَاذَى بِالرُّكْنِ عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ"

قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں ابنِ عباس کی جان ہے! جو مسلمان بندہ بھی حجرِ اَسود کے سامنے آئے اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اُسے وہ چیز ضرور عطاء

کرتے ہیں۔(مصنّف عبد الرزاق:8878)

❸ حجرِ اَسوَد کا اِستلام گناہوں کو مٹادینے والا ہے:

مشہور تابعی حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"إِنَّ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ وَالرُّكْنِ يَمْحَقُ الْخَطَايَا" بیشک حجرِ اَسوَد اور رکن یمانی کا اِستلام گناہوں کو مٹادینے والا ہے۔(مصنف عبد الرزاق:8876)

مقامِ اِبراہیم کی فضیلت:

حجرِ اَسوَد کی طرح یہ بھی ایک نہایت قیمتی اور بابرکت پتھر ہے جو بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور اُن کے فرزندِ اَرجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلئے جنّت سے نازل کیا گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اِس پر کھڑے ہوکر بیت اللہ شریف کی تعمیر کی، اللہ تعالیٰ اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کو اِس پتھر میں محفوظ کردیا تاکہ بعد میں آنے والوں کو اِس بابرکت پتھر کے ساتھ ساتھ حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے قدموں کے آثار کی زیارت بھی نصیب ہو۔

یہ پتھر بھی حدیث کے مطابق حجرِ اَسود کی طرح اِتنا روشن اور منوّر تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اِس کی روشنی ختم نہ کی ہوتی تو سارے عالَم کو روشن کرنے کیلئے اِس کی روشنی کافی تھی، نیز یہ ایسا بابرکت اور قیمتی پتھر ہے کہ حدیث کے مطابق اگر مشرکین نے اِسے ہاتھ نہ لگایا ہوتا تو اِسے بیمار و مصیبت زدہ یا کوئی مادر زاد اَندھا یا برص میں مبتلاء شخص بھی ہاتھ لگاتا تو اللہ کے حکم سے اُسے شفاء مل جاتی۔

حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"إِنَّ الرُّكْنَ وَالمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الجَنَّةِ، طَمَسَ اللّٰهُ نُورَهُمَا

وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ"

بیشک حجرِ اَسود اور مقامِ اِبراہیم کا پتھر جنّت کے دو یاقوت کے پتھر ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کا نور ختم کر دیا ہے ، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ اُن کا نور ختم نہ کرتے تو یہ دونوں مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتے۔(ترمذی:878)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"لَيْسَ فِي الْأَرْضِ شَيْءٌ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ، وَإِنَّهُمَا جَوْهَرَتَانِ مِنْ جَوْهَرِ الْجَنَّةِ، وَلَوْلَا مَا مَسَّهُمَا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ مَا مَسَّهُمَا ذُو عَاهَةٍ إِلَّا شَفَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ"

حجرِ اَسود اور مقامِ اِبراہیم کے علاوہ روئے زمین پر جنّت کی کوئی چیز نہیں، اور بیشک یہ دونوں جنّت کے جوہر ہیں، اگر اہلِ شرک نے اِسے نہ چھوا ہوتا تو جو بھی مصیبت زدہ اسے ہاتھ لگا تا اُسے شفاء حاصل ہو جاتی۔(اخبارِ مکہ للفاکہی:967)

ایک روایت میں "لَأَبْرَأَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ" کے الفاظ آئے ہیں یعنی مادر زاد اندھا اور برص میں مبتلاء شخص بھی صحیح ہو جاتا۔(اخبارِ مکہ للفاکہی:968)

بیت اللہ شریف کو دیکھنے کے فضائل:

کعبہ شریف بظاہر دیکھنے میں سادہ سی ایک چھوٹی سی مربع عمارت ہے، کوئی پُر شکوہ اور دیو ہیکل عمارت نہیں، اور نہ ہی اس میں تزیین و آرائش کیلئے کوئی گلکاریاں کی گئی ہیں، لیکن اپنی تمام تر سادگی کے باوجود اِس قدر حسین و جمیل اور جاہ و جلال کی حامل ہے کہ دنیا کے سارے حسن اِس کے سامنے پھیکے اور ماند پڑ گئے ہیں، جسے دیکھتے اور تکتے ہوئے کبھی دل نہیں بھرتا، جس کا مسحور کُن نظارہ کرتے ہوئے آنکھیں جھپکنا بھول جاتی

ہیں، جس کی زیارت کرتے ہوئے دل میں ہیبت اور محبت کی وہ ملی جُلی کچھ ایسی عجیب سی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ لفظ اور زبان اُس کو بیان کرنے سے قاصر اور عاجز ہیں۔

❶ بیت اللہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے:

مشہور اور جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اَلنَّظَرُ إِلَى الْبَيْتِ عِبَادَةٌ وَالنَّاظِرُ إِلَى الْبَيْتِ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الْمُخْبِتِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ“

بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور بیت اللہ کی طرف دیکھنے والا اُس شخص کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھنے والا، راتوں کو عبادت کرنے والا، عاجزی اختیار کرنے والا اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:2/9)

حضرت زُہیر بن محمّد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اَلْجَالِسُ فِي الْمَسْجِدِ يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ لَا يَطُوفُ بِهِ وَلَا يُصَلِّي أَفْضَلُ مِنَ الْمُصَلِّي فِي بَيْتِهِ لَا يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ“ مسجد حرام میں بیٹھ کر بیت اللہ کو دیکھنے والا جو طواف نہ کر رہا ہو اور نماز بھی نہ پڑھ رہا ہو یہ اپنے گھر میں نماز پڑھنے والے اُس شخص سے بہتر ہے جو بیت اللہ کو نہ دیکھ رہا ہو۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:2/9)

❷ کعبہ کی طرف صرف دیکھنے والوں پر بھی ساٹھ رحمتیں نازل ہوتی ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُنْزِلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عِشْرِينَ وَمِائَةَ رَحْمَةٍ يَنْزِلُ عَلَى هٰذَا الْبَيْتِ سِتُّونَ لِلطَّائِفِينَ،وَأَرْبَعُونَ لِلْمُصَلِّينَ،وَعِشْرُونَ لِلنَّاظِرِينَ“

اللہ تعالیٰ روزانہ بیت اللہ شریف پر120رحمتیں نازل کرتے ہیں جن میں سے 60 رحمتیں طواف کرنے والوں پر ،40رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور20رحمتیں بیت اللہ کو (صرف) دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔(طبرانی کبیر:11248)

❸ بیت اللہ کی طرف دیکھنا خالص ایمان کی نشانی ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں:

”النَّظَرُ إِلَى الْكَعْبَةِ مَحْضُ الْإِيمَانِ“کعبہ شریف کی طرف (محبّت و عقیدت کے ساتھ) دیکھنا خالص ایمان کی نشانی ہے۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:9/2)

❹ کعبہ شریف کی زیارت گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے:

حضرت سعید بن مسیّب رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ فرماتے ہیں:

”مَنْ نَظَرَ إِلَى الْكَعْبَةِ إِيمَانًا وَتَصْدِيقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَايَا كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ“ جس نے کعبہ کو ایمان اور تصدیق کی حالت میں دیکھا وہ گناہوں سے اُس دن کی طرح (پاک) نکل جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:9/2)

حضرت محمّد بن علی رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ فرماتے ہیں کی مجھے یہ روایت پہنچی ہے:

”مَنْ جَاءَهُ زَائِرًا لَهُ، تَعْظِيمًا لَهُ، وَمَعْرِفَةً لَهُ، تَحَاتَّتْ ذُنُوبُهُ حِينَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ كَمَا يَتَحَاتُّ الْوَرَقُ عَنِ الشَّجَرِ“

جو بیت اللہ شریف کے حق کو پہچانتے ہوئے تعظیم کے ساتھ اُس کی زیارت کیلئے آئے تو جب وہ بیت اللہ کی جانب دیکھ رہا ہوتا ہے تو اُس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے (خزاں کے موسم میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔(مصنّف عبد الرزاق:9172)

❺ کعبہ شریف پر پڑنے والی ہر نگاہ پر ایک نیکی اور ایک گناہ کی معافی:

حضرت محمّد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کی مجھے یہ روایت پہنچی ہے:

"مَنْ نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ تَعْظِيمًا لَهُ وَمَعْرِفَةً لِحَقِّهِ، كُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، وَمُحِيَ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ" جو بیت اللہ شریف کے حق کو پہچانتے ہوئے اُس کی جانب تعظیم کے ساتھ ایک نگاہ ڈالے تو اُس کیلئے اُس نگاہ کے بدلہ میں ایک نیکی لکھدی جاتی ہے، ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔(مصنّف عبد الرزاق:9172)

حضرت محمّد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"بَلَغَنِي أَنَّ لِكُلِّ نَظْرَةٍ تُنْظَرُ إِلَى الْبَيْتِ حَسَنَةً" مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ بیت اللہ شریف کی جانب پڑنے والی ہر نگاہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نیکی ملتی ہے۔(مصنّف عبد الرزاق:9175)

❻ کعبہ شریف کی زیارت کرنے والے کیلئے فرشتوں کی دُعاء:

مشہور اور جلیل القدر دو تابعی حضرت عطاء اور حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

"اَلنَّظَرُ إِلَى الْبَيْتِ عِبَادَةٌ، وَتُكْتَبُ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، وَتُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَآئِكَةُ مَا دَامَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ"

بیت اللہ شریف کی جانب دیکھنا عبادت ہے اور اُس کیلئے اس کے بدلہ میں نیکی لکھی جاتی ہے اور جب تک وہ بیت اللہ شریف کی جانب دیکھ رہا ہوتا ہے فرشتے اُس کیلئے رحمت کی دُعاء کررہے ہوتے ہیں۔(مصنّف عبد الرزاق:9173)

بیت اللہ شریف کے اَندر داخل ہونے کی فضیلت:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ دَخَلَ الْبَيْتَ دَخَلَ فِي حَسَنَةٍ وَخَرَجَ مِنْ سَيِّئَةٍ مَغْفُورًا لَهُ"

جو بیت اللہ شریف میں داخل ہوا وہ نیکی میں داخل ہوا اور گناہ سے بخشا ہوا ہونے کی حالت میں نکلا۔(صحیح ابن خزیمہ:3013)

مُلتزم کی فضیلت:

مُلتزم چمٹنے کی جگہ کو کہتے ہیں، اور یہ حجرِ اَسود سے لے کر کعبہ شریف کے دروازہ تک کے حصہ کو کہا جاتا ہے، یہاں اللہ کے نبی ﷺ اپنا سینہ اطہر، چہرہ، گال اور دونوں ہاتھوں کو بیت اللہ سے لگا کر بیت اللہ سے چپکے تھے۔اِس مقام کی اِس سے بڑی کیا فضیلت ہوگی کہ یہاں اِمام الانبیاء سرورِ دو عالَم ﷺ کا سینہ اَطہر لگا ہے۔حدیث کے مطابق یہاں جو بھی دُعاء مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔موقع مل جائے تو اِس مقام پر چمٹ کر دُعائیں کرنی چاہیئے۔

حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْزِقُ وَجْهَهُ وَصَدْرَهُ بِالْمُلْتَزِمِ" میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے چہرے اور سینہ کو مُلتزم سے چپکایا ہوا تھا۔(دار قطنی:2740)

حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر حجرِ اَسود کا اِستلام کیا پھر حجرِ اَسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کھڑے ہوئے اور اپنے سینے کو، چہرہ (یعنی گال) کو، دونوں بازوؤں کو اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اِس طرح سے رکھا اور دونوں ہاتھوں کو (کعبہ کی دیوار پر) پھیلا دیا، پھر فرمایا: "هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ"

اِسی طرح سے میں نے نبی کریم ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(ابوداؤد:1899)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حجرِ اَسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان (مُلتَزم پر) لپٹا کرتے تھے اور یہ فرماتے:

"مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ يُدْعَى الْمُلْتَزَمَ لَا يَلْزَمُ مَا بَيْنَهُمَا أَحَدٌ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ" حجرِ اَسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کا حصہ مُلتَزم کہلاتا ہے، اس جگہ جو شخص بھی لپٹ کر کوئی دُعاء مانگے اللہ تعالیٰ اُسے وہ ضرور عطاء کر دیتے ہیں۔(شعب الایمان:3769)

فائدہ: حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میرے حضرت نوّر اللہ مَرقدہ سے لے کر حضور ﷺ تک ہر اُستاذ حدیث سناتے وقت اپنا ذاتی تجربہ یہ بتاتا ہے کہ میں نے اِس جگہ دُعاء کی اور وہ قبول ہوئی اور اِس ناپاک کا بھی ذاتی تجربہ ہے۔(فضائل حج، چھٹی فصل:102)

سر مُونڈوانے کے فضائل:

احرام سے فارغ ہونے کیلئے سر کو حلق یا قصر کیا جاتا ہے، عورتوں کیلئے تو قصر ہی کا حکم ہے جبکہ مَردوں کیلئے جبکہ اُن کے بال ایک پورے سے بڑے ہوں تو حلق یا قصر دونوں کا اختیار ہوتا ہے، اور اگر بال ہی ایک پورے کے برابر نہ ہوں تو مَردوں کیلئے بھی حلق کروانا ضروری ہوتا ہے۔ مَردوں کیلئے دونوں صورتیں جائز تو ہیں لیکن حلق کروانا زیادہ افضل ہے، قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح کے اندر حلق اور قصر دونوں کا تذکرہ کیا ہے لیکن حلق کو پہلے اور قصر کو بعد میں ذکر کیا ہے، جس سے حلق کی فضیلت کی طرف اِشارہ ملتا ہے، نیز اللہ کے نبی ﷺ نے بھی حلق کروانے والوں کیلئے اِبتداءً

تین مرتبہ مغفرت اور رحمت کی دُعاء فرمائی اور پھر چوتھی مرتبہ میں قصر کرنے والوں کو بھی اپنی دُعاء میں شامل فرمایا۔

ذیل میں حلق یعنی سر کو مونڈنے کے فضائل ملاحظہ کیجئے:

❶ نبی کریم ﷺ نے حج میں حلق کرایا تھا:

حلق کی بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے حج میں حلق کو اختیار کیا اور یہ بذاتِ خود حلق کے افضل ہونے کی ایک بڑی دلیل ہے۔(بخاری:1726)

❷ نبی کریم ﷺ کی رحمت و مغفرت کی خصوصی دُعاء:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حلق کرانے والوں کو دُعاء دی اور فرمایا: "اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِینَ" اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔لوگوں نے عرض کیا: "وَالْمُقَصِّرِینَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ" یارسول اللہ! قصر کرنے والوں کیلئے بھی دُعاء فرمادیجئے، آپ ﷺ نے پھر وہی دُعاء فرمائی: "اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِینَ" یعنی اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔لوگوں نے پھر عرض کیا: "وَالْمُقَصِّرِینَ یَارَسُولَ اللّٰہِ" یارسول اللہ! قصر کرنے والوں کیلئے بھی دُعاء فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ میں اور بعض روایات میں چوتھی مرتبہ میں قصر کرنے والوں کیلئے بھی دُعاء فرمائی: "وَالْمُقَصِّرِینَ" اور (اے اللہ!) قصر کرنے والوں پر بھی رحم فرما۔(بخاری:1727)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِینَ" کے الفاظ ہیں، یعنی اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرمادے۔(بخاری:1728)

حدیثِ مذکور میں حلق کرنے والوں کیلئے تین مرتبہ اور چوتھی مرتبہ میں قصر کرنے والوں کیلئے دُعاء کرنا حلق کی افضلیت کی بہت واضح دلیل ہے۔

③ حلق کرانے والوں کے ہر بال کے بدلہ میں قیامت کے دن نور ہونا:

حضرت کعب اِرشاد فرماتے ہیں: "مَا مِنْ حَالِقٍ يَحْلِقُ عِنْدَ هٰذَا الْبَيْتِ إِلَّا كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" جو شخص بھی اِس بیت اللہ کے پاس (عُمرہ سے فارغ ہوکر) سر منڈاتا ہے تو اُس کے سر کے ہر بال کے بدلہ میں قیامت کے دن نور ہوگا۔(مصنف عبد الرزاق:8828)

④ حلق کرانے والوں کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی اور ایک گناہ معاف:

ایک اَنصاری صحابی جو کہ نبی کریم ﷺ سے حج کے مختلف اعمال کی فضیلتیں دریافت کرنے کیلئے تشریف لائے تھے، آپ ﷺ نے اُن کے سامنے حج کے مختلف اعمال کے فضائل بیان فرمائے، اُن میں سر مونڈنے کی فضیلت آپ نے یہ فرمائی:

"وَأَمَّا حِلاقُكَ رَأْسِكَ فَلَكَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَلَقْتَهَا حَسَنَةٌ وَيُمْحَى عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةٌ" تمہارے اپنے سر کو مونڈنے کی فضیلت یہ ہے کہ تمہارے لئے سر کے ہر مونڈے جانے والے بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹادیا جاتا ہے۔(مسند البزار:6177)(أخبارِ مکہ للفاکہی:916)

بیت اللہ شریف کے فضائل:

بیت اللہ جسے کعبہ بھی کہا جاتا ہے، یہ روئے زمین پر موجود وہ عظیم، مبارک و محترم اور افضل ترین گھر ہے جسے دنیا میں سب سے پہلا عبادت کی جگہ ہونے کا، ہدایت کا مرکز

ہونے کا اور دنیا کی سب سے زیادہ اَمن و اَمان کی جگہ ہونے کا شرف حاصل ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی واضح نشانیاں رکھی ہیں کہ ایک اندھا بھی اُنہیں دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اِس پاکیزہ و محترم گھر کے کچھ فضائل مندرجہ ذیل ہیں:

❶ بیت اللہ شریف اَمن و اَمان کی جگہ ہے:

سورۂ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ﴿مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾

جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے۔ (آلِ عمران: 97۔ آسان ترجمہ قرآن)

سورۂ مائدہ میں ہے: ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ﴾

اللہ تعالیٰ نے کعبے کو جو بڑی حرمت والا گھر ہے لوگوں کیلئے قیام امن کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ (المائدہ: 97، آسان ترجمہ قرآن)

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ أَمْنًا﴾

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ایسی جگہ بنایا جس کی طرف وہ لوٹ لوٹ کر جائیں اور جو سراپا امن ہو۔ (البقرۃ: 125، آسان ترجمہ قرآن)

❷ بیت اللہ شریف بار بار لوٹ کر جانے کی جگہ ہے:

پیچھے گزری ہوئی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو "مَثَابَةً لِّلنَّاسِ" یعنی لوگوں کیلئے بار بار لوٹ کر آنے کی جگہ قرار دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر کلمہ گو صاحبِ ایمان کے دل میں قدرتی طور پر اِس گھر کی عظمت و محبّت کچھ اِس طرح سے رَچی اور بسی ہوتی ہے کہ وہ ساری زندگی اِس گھر کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے اور حج و عُمرہ جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی کیلئے تڑپ رہا ہوتا ہے، بلکہ ایک دفعہ

جا کر بھی اُسے چین نہیں آتا، بلکہ اُس کا شوقِ دید پہلے سے زیادہ جوان اور اُس کے جذبہ عشق و محبت میں پہلے سے زیادہ جلا پَن پیدا ہو جاتا ہے، یہی وہ محبّت ہے کہ بیت اللہ شریف کی زیارت اور اُس کا طواف کرنے والے ساری زندگی پلٹ پلٹ کر آتے رہتے ہیں اور ہر دفعہ جاتے ہوئے بہتے ہوئے آنسوؤں اور تڑپتے ہوئے دلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ دُعاء کررہے ہوتے ہیں کہ اے اللہ ! میری اِس حاضری کو آخری حاضری نہ بنانا، بلکہ مجھے دوبارہ ایمان و عافیت کے ساتھ آنے کی توفیق دیتے رہنا۔

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ أَمْنًا﴾

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کیلئے ایسی جگہ بنایا جس کی طرف وہ لوٹ لوٹ کر جائیں اور جو سراپا امن ہو۔(البقرۃ:125، آسان ترجمہ قرآن)

③ کعبہ شریف حرمت والا گھر ہے:

سورۂ مائدہ میں ہے:﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ﴾

اللہ تعالیٰ نے کعبے کو جو بڑی حرمت والا گھر ہے لوگوں کیلئے قیام امن کا ذریعہ بنا دیا ہے۔(المائدہ:97، آسان ترجمہ قرآن)

④ بیت اللہ دنیا کا سب سے پہلا عبادت کا گھر ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے (اور) بنانے کے وقت ہی سے برکتوں والا اور دنیا جہاں کے لوگوں کیلئے ہدایت کا سامان ہے۔(آلِ عمران:96،97۔ آسان ترجمہ قرآن)

❺ بیت اللہ شریف بابرکت جگہ ہے:

ما قبل ذکر کردہ آیت میں "**مُبَارَكًا**" کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں جس میں بیت اللہ کو بابرکت جگہ کہا گیا ہے۔(آلِ عمران:96۔ آسان ترجمہ قرآن)

❻ بیت اللہ شریف جہاں بھر کیلئے ہدایت کا مَرکز ہے:

اسی گزشتہ آیت میں "**وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ**" کے الفاظ بھی ذکر کیے گئے ہیں جس میں بیت اللہ شریف کو دنیا جہان کے لوگوں کیلئے ہدایت کا سامان کہا گیا، یعنی یہ وہ جگہ ہے جو تمام جہاں والوں کیلئے ہدایت کا مرکز ہے۔(آلِ عمران:96۔ آسان ترجمہ قرآن)

❼ بیت اللہ شریف میں لوگوں کیلئے روشن نشانیاں رکھی گئی ہیں:

سورۂ آلِ عمران میں ہے:﴿**فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ**﴾

اس میں روشن نشانیاں ہیں۔(آلِ عمران:97۔ آسان ترجمہ قرآن)

❽ بیت اللہ شریف کو حضرت اِبراہیم اور حضرت اِسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کیا:

اگرچہ کعبہ شریف حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہی تعمیر چلا آرہا تھا، جیسا کہ پہلے گزرا کہ دنیا کا سب سے پہلا عبادت کا گھر یہی تھا، لیکن حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے دور تک پہنچتے پہنچتے وہ حوادِثِ روزگار سے منہدم ہوچکا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اُسی سابقہ بنیادوں پر بیت اللہ شریف کی از سرِ نَو تعمیر کروائی اور چونکہ اُس کی بنیادیں تک زمین میں دَب کر گم ہوچکی تھیں اِس لئے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیج کر اُن بنیادوں کی نشاندہی کی اور پھر قرآن کریم کے الفاظ کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزندِ ارجمند حضرت اِسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر اُنہی

بنیادوں کو اُٹھا کر بیت اللہ کی اَز سرِ نَو تعمیر فرمائی۔(البقرۃ:127، آسان ترجمہ قرآن)

❾ بیت اللہ شریف روئے زمین کا سب سے افضل گھر ہے:

حضرت کعب اِرشاد فرماتے ہیں:”وَالَّذِي نَفْسُ كَعْبٍ بِيَدِهِ، مَا خَلَقَ اللّٰهُ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتًا أَفْضَلُ مِنْ هَذَا الْبَيْتِ“قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں کعب کی جان ہے! اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر اِس گھر سے افضل کوئی گھر پیدا نہیں کیا۔(مصنّف عبد الرزاق:8828)

❿ بیت اللہ شریف سے زمین کی خیریں وابستہ ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں:”لَوْ تَرَكَ النَّاسُ زِيَارَةَ هٰذَا الْبَيْتِ عَامًا وَاحِدًا مَا مُطِرُوا“اگر لوگ ایک سال بھی اِس گھر کی زیارت کرنا چھوڑ دیں تو(اللہ تعالیٰ کی طرف سے)لوگوں پر بارش نہ برسے۔(مصنّف عبد الرزاق:8827)

⓫ بیت اللہ شریف معزز و مکرّم، محترم اور پاکیزہ گھر ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک دفعہ کعبہ شریف کو دیکھ کر اِرشاد فرمایا:”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَطْيَبَكِ، وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً مِّنْكِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَكِ حَرَامًا،وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ مَالَهُ وَ دَمَهُ وَعِرْضَهُ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ ظَنًّا سَيِّئًا“ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو کتنا پاکیزہ ہے، تیری خوشبو کتنی عُمدہ ہے تیری حُرمت کتنی عظیم ہے،(لیکن)مؤمن تیرے مقابلے میں زیادہ حرمت رکھنے والا ہے،(اِس لئے کہ)بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھے حرام(محترم)بنایا ہے جبکہ مؤمن کے اندر

اُس کے مال، خون اور عزّت ہر چیز کو حرام قرار دیا ہے، اور یہ بھی حرام کیا ہے کہ ہم اُس کے ساتھ کوئی بُرا گمان قائم کرلیں۔(طبرانی کبیر:10966)

ایک اور روایت میں ہے، آپ ﷺ نے ایک دفعہ کعبہ شریف کو دیکھ کر اِرشاد فرمایا:

"لَقَدْ شَرَّفَكِ اللّٰهُ، وَكَرَّمَكِ، وَعَظَّمَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً مِّنْكِ" یقیناً اللہ تعالیٰ نے تجھے معزز و مکرّم اور عظمت والا بنایا ہے(لیکن) ایک مؤمن تجھ سے زیادہ حرمت رکھتا ہے۔(طبرانی اوسط:5719)

⓬ بیت اللہ شریف انبیاء علیہم السلام کا مدفن ہے:

بیت اللہ شریف کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اِس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں، چنانچہ مندرجہ ذیل روایات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے:

مشہو تابعی حضرت عبد الرحمن بن سابط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"إِنَّهُ لَمْ تُهْلَكْ أُمَّةٌ إِلَّا لَحِقَ نَبِيُّهَا بِمَكَّةَ، فَيَعْبُدَ فِيهَا حَتَّى يَمُوتَ، وَإِنَّ قَبْرَ هُودٍ بَيْنَ الْحِجْرِ وَزَمْزَمَ" پچھلی قوموں کا یہ دستور رہا ہے کہ جب بھی کوئی اُمّت ہلاک ہوجاتی تو اُس کے نبی مکہ مکرمہ میں آجاتے اور وہاں عبادت میں لگ جاتے یہاں تک کہ وہیں اُن کی موت آجاتی۔(مستدرکِ حاکم:4061)

حضرت محمّد بن سابط رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد مَروی ہے:

"كَانَ النَّبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ إِذَا هَلَكَتْ أُمَّتُهُ لَحِقَ بِمَكَّةَ فَيَتَعَبَّدُ فِيهَا النَّبِيُّ، وَمَنْ مَعَهُ حَتَّى يَمُوتَ فِيهِ، فَمَاتَ بِهَا نُوحٌ، وَهُودٌ، وَصَالِحٌ، وَشُعَيْبٌ، وَقُبُورُهُمْ بَيْنَ زَمْزَمَ وَالْحَجَرِ" نبیوں میں سے جب کسی نبی کی اُمّت

ہلاک ہو جاتی تو وہ نبی اور اُن کے ماننے والے مکہ مکرّمہ آجاتے اور وہاں اپنی موت تک عبادت میں لگے رہتے، پس اِسی طرح حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ھود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شُعیب علیہ السلام کے ساتھ بھی ہوا اور اِن سب کی قبریں زمزم کے کنوئیں اور حطیم کے درمیان میں ہیں۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:1/68)

حضرت عبد الرحمن بن ضمرہ سلولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مَا بَيْنَ الرُّكْنِ إِلَى الْمَقَامِ إِلَى زَمْزَمَ قَبْرُ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ نَبِيًّا، جَاءُوا حُجَّاجًا فَقُبِرُوا هُنَالِكَ“ حجرِ اَسوَد سے لیکر مقامِ اِبراہیم اور زمزم تک ننانوے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں جو حج کرنے کیلئے آئے تھے اور وہیں (اُن کا اِنتقال ہوگیا اور) اُن کی قبریں بن گئیں۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:1/168)

واجب الطواف کے فضائل:

طواف خواہ کوئی بھی ہو، فرض اور واجب طواف ہو یا نفلی، ہر طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا لازم ہے، اِس کو واجب الطواف کہتے ہیں، اِس میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاِخلاص پڑھنا سنّت ہے، مقامِ اِبراہیم کے پیچھے مَطاف میں جگہ مل جائے تو بہتر ہے ورنہ جہاں بھی موقع ملے پڑھی جاسکتی ہے۔اِس نماز کے فضائل مندرجہ ذیل ہیں:

❶ غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اِرشاد سنا ہے:

”مَنْ طَافَ سَبْعًا يُحْصِيهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَحُطَّتْ عَنْهُ سَيِّئَةٌ، وَرُفِعَتْ لَهُ دَرَجَةٌ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَ لَهُ كَعِتْقٍ“

جس نے بیت اللہ شریف کے سات چکر گن کر لگائے اللہ تعالیٰ اُس کے اُٹھنے والے ہر قدم کے بدلہ میں ایک نیکی لکھ دیتے ہیں، اُس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے، ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، پھر دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اُس کیلئے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:2/12)

ایک اَنصاری صحابی کو نبی کریم ﷺ نے حج کے اعمال کی فضیلتیں بیان کرتے ہوئے طواف کے بعد کی دو رکعتوں کی فضیلت یہ بیان فرمائی:

"وَأَمَّا رَكْعَتَاكَ بَعْدَ الطَّوَافِ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ"

تمہارا طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا حضرت اِسماعیل علیہ السلام کی اَولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔(مسند البزار:6177)

❷ گناہوں کی مغفرت ہوجانا:

حضرت ابوبردہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ طواف کیا اور اُس کے بعد دو رکعت پڑھی اور اِرشاد فرمایا:"هَاتَانِ تُكَفِّرَانِ مَا أَمَامَهُمَا" یہ دونوں رکعتیں اپنے سامنے موجود ہر گناہ کو مٹادیتی ہیں۔(کنز العمال:12536)

مزدلفہ کی شب کی فضیلت:

مزدلفہ کی شب وہ عظیم اور بابرکت رات ہے جسے مشائخ نے حاجیوں کیلئے شبِ قدر سے بھی زیادہ افضل قرار دیا ہے۔(الدر المختار:2/510)اِس مبارک رات میں کیا ہی خوبصورت ترین وہ حسین و جمیل منظر ہوتا ہے کہ تمام دنیا بھر کے دور دراز علاقوں سے حج کیلئے آئے ہوئے اللہ کے نیک اور صالح بندے احرام کی سفید سفید چادریں پہن کر لبیک لبیک کی صدائیں لگاتے ہوئے، تھکے ماندے، کھلے آسمان تلے اللہ کی عبادت اور

بندگی کرتے ہوئے رات گزار رہے ہوتے ہیں، چہار سُو ایک میدانِ محشر کا سماں ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اِس عظیم اور بابرکت رات کا تذکرہ کیا ہے اور اِس موقع پر حاجیوں کو اللہ کی یاد کا حکم دیا ہے جو صرف حج ہی نہیں بلکہ ہر عبادت کی روح اور حقیقت ہے۔ چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾

ترجمہ: پھر جب تم عرفات سے رواہ ہو تو مشعر حرام کے پاس (جو مزدلفہ میں واقع ہے) اللہ کا ذکر کرو۔ (البقرۃ:198، آسان ترجمہ قرآن)

اِس عظیم رات کی فضیلت کا کیا کہنا کہ جس شب میں خود اللہ جو کہ احکم الحاکمین ہیں وہ اپنے بندوں پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں، چنانچہ روایت میں ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت عُمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دیکھ کر مُسکرانے لگے اور فرمایا:

"يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، أَتَدْرِي بِمَا تَبَسَّمْتُ إِلَيْكَ؟"

اے عُمر! کیا جانتے ہو کہ میں تمہیں دیکھ کر کیوں مسکرا رہا ہوں؟ حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ بَاهَى مَلَائِكَتَهُ لَيْلَةَ عَرَفَةَ بِأَهْلِ عَرَفَةَ عَامَّةً وَبَاهَى بِكَ خَاصَّةً"

بے شک اللہ تعالیٰ عرفہ کی شب (یعنی مزدلفہ کی رات) کو اہلِ عرفہ (یعنی حجاج کرام) کی وجہ سے عُمومی طور پر اور (اے عُمر!) بطورِ خاص تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں۔ (طبرانی کبیر:11430)

اَیّامِ تشریق کے فضائل:

اَیّامِ تشریق سے مراد ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کے دن ہیں، یہ سال کے بڑے اہم اور بابرکت ایّام ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن ایّام کو عظمت اور فضیلت بخشی ہے، اِن دنوں میں حج کے اِرادے سے آنے والے اللہ کے مہمان منیٰ میں رہتے ہوئے اللہ کی عبادت اور بندگی میں مصروف رہتے ہیں، جمرات کی رمی کرتے ہیں۔

ذیل میں اِن اَیّام کے فضائل ذکر کیے جارہے ہیں:

(1)—ایّامِ تشریق مسلمانوں کیلئے عید کے ایّام ہیں۔(ترمذی:773)

(2)—ایّامِ تشریق کھانے پینے کے اور اللہ تعالیٰ کی ضیافت کے ایّام ہیں۔(مسلم:1141)

(3)—یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تکبیر کے ایّام ہیں۔(البقرۃ:203)(مستدرک حاکم:1588)

❶ ایّامِ تشریق مسلمانوں کیلئے عید کے ایّام ہیں:

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”يَوْمُ عَرَفَةَ، وَيَوْمُ النَّحْرِ، وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ، عِيدُنَا أَهْلَ الإِسْلَامِ“

عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ)، یوم النحر (یعنی دس ذی الحجہ) اور ایّام التشریق (یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ) یہ سب ہم مسلمانوں کے عید کے ایّام ہیں۔(ترمذی:773)

❷ ایّامِ تشریق کھانے پینے کے اور اللہ تعالیٰ کی ضیافت کے ایّام ہیں:

حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ“ یعنی ایام تشریق کھانے پینے کے ایّام ہیں۔(مسلم:1141)

اِن دنوں میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی ضیافت کا انتظام ہوتا ہے،

اِسی لئے اِن ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔(مرقاۃ المفاتیح:4/1417)

حضرت یوسف بن مسعود بن حکم انصاری زرقی فرماتے ہیں کہ اُن کی دادی نے اُن سے یہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں اُنہوں نے منی میں ایک سوار کو دیکھا کہ جو باآوازِ بلند اعلان کررہا تھا کہ:

”أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَنِسَاءٍ وَبِعَالٍ وَذِكْرِ اللهِ تَعَالَى“

اے لوگو! یہ کھانے پینے کے ایّام، شوہروں اور عورتوں (یعنی جماع) کے ایّام اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں۔ راویہ فرماتی ہیں کہ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔(سنن کبریٰ بیہقی:8463)

۳ ایّامِ تشریق اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کی بڑائی بیان کرنے کے ایّام ہیں:

ایّامِ تشریق کی عظمت و فضیلت یہ بھی ہے کہ اِن ایّام میں صرف منیٰ ہی نہیں پوری دنیا میں رہنے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں،اُس کی بڑائی اور کبریائی کو بیان کرتے ہیں، نمازوں کے بعد بھی تکبیراتِ تشریق سے مساجد گونج جاتی ہیں، نمازوں کے علاوہ بھی چلتے پھرتے بازاروں اور شاہراہوں میں اللہ کے نیک اور اُس کے محبوب و پسندیدہ بندے اللہ کے حکم کے مطابق اُس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اُس کی تکبیر بیان کرتے ہیں، منیٰ میں بھی اِن ایّام میں حجاج کرام جمرات کی رَمی کے دوران ہر ہر کنکری پھینکتے ہوئے اللہ کی تکبیر اور بڑائی بیان کرتے ہیں، کیا ہی منظر ہوتا ہے جب ایک ایک شیطان کی رَمی میں اتنی کثرت سے حاجی اپنی ہر کنکری کو پھینکتے ہوئے تکبیر پڑھ رہے ہوتے ہیں، چہار سُو تکبیر کے نعرے لگ رہے ہوتے ہیں، یہ سب اِن ایّام کی فضیلت و عظمت کی بہت بڑی دلیل ہیں۔

اب قرآن وحدیث کی وہ آیات وروایات ملاحظہ فرمائیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِن ایّامِ تشریق کے اندر نمازوں کے بعد بھی اور اس کے علاوہ بھی زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنا چاہیئے اور اللہ کی تکبیر وبڑائی بیان کرنی چاہیئے:

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾ اللہ تعالی کو گنتی کے چند دنوں یعنی تشریق کے تین دنوں میں خوب یاد کرو۔(البقرۃ مع جلالین:الآیۃ:203)

اِن ایام میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کا حکم ہے، چنانچہ اِسی لئے لوگ اِن دنوں میں ہر نماز کے بعد ،جمرات کی رمی کے وقت،اور قربانی کے موقع پر اللہ تعالی کا ذکر اور تکبیر بیان کرتے ہیں۔(بیضاوی:1/132)

احادیث میں ایام تشریق کو" ذکر کے ایام" بھی کہا گیا ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:"إِنَّهَا لَيْسَتْ أَيَّامُ صِيَامٍ إِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ"ایام تشریق روزہ رکھنے کے ایام نہیں،یہ تو کھانے پینے کے اور اللہ تعالی کے ذکر کے ایام ہیں۔(مستدرک حاکم:1588)

عرفہ کے دن کی فجر کی نماز سے ایک عمل"تکبیرِ تشریق" کا شروع ہوتا ہے،یعنی عرفہ کے دن 9 ذی الحجہ کی فجر سے لے کر 13 ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھی جائے گی۔(شامیہ :2/180)

اِن ایّامِ تشریق میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے بلکہ نو ذی الحجہ عرفہ کے دن فجر کی نماز ہی سے یہ تکبیرِ تشریق شروع ہوجاتی ہیں اور اَیّامِ تشریق کے اختتام یعنی یعنی تیرہ تاریخ کی عصر کے بعد تک اِن تکبیراتِ تشریق کا سلسلہ چلتا ہے۔ چنانچہ حضرت علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے:

”وَكَانَ يُكَبِّرُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، وَيَقْطَعُهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ آخِرَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ“۔ نبی کریم ﷺ عرفہ کے دن فجر کی نماز سے تکبیر کہنا شروع فرماتے تھے اور ایام تشریق (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر کہہ کر بند کر دیا کرتے تھے۔ (مستدرک حاکم: 1111)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے: ”كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ“ وہ عرفہ کے دن فجر کی نماز سے ایام تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ کی) عصر کی نماز تک تکبیر کہا کرتے تھے۔ (مستدرک حاکم: 1114)

تکبیرِ تشریق کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد مَردوں اور عورتوں کیلئے ایک مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات کا پڑھنا واجب ہے، البتہ مرد حضرات بلند آواز سے جبکہ عورتیں پست آواز سے پڑھیں گی، وہ کلمات یہ ہیں:

”اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ“

اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ ہی کیلئے ساری تعریفیں ہیں۔ (الدر المختار: 2/178)

واضح رہے کہ ایّامِ تشریق میں تکبیراتِ تشریق کا پڑھنا صرف نمازوں کے ساتھ ہی خاص نہیں، نمازوں کے علاوہ بھی اِن ایّام میں چلتے پھرتے جب بھی موقع ملے اللہ کی تکبیر کو بیان کرنا اور کرتے رہنا چاہیئے، چنانچہ بخاری شریف میں تعلیقاً نقل کیا گیا ہے:

”وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الأَيَّامَ، وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى

فِرَاشِهِ وَفِي فُسْطَاطِهِ وَمَجْلِسِهِ، وَمَمْشَاهُ تِلْكَ الأَيَّامَ جَمِيعًا"

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اِن ایام تشریق میں مِنیٰ کے اندر، نمازوں کے بعد، اپنے بستر پر، اپنے خیمہ میں، عام مجلس میں اور راستہ چلتے ہوئے (غرض ہر حالت میں) تکبیر کہا کرتے تھے۔(بخاری: باب التکبیر ایام منی)

علّامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ اثر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر تشریق صرف نمازوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام احوال پر مشتمل ہے۔(فتح الباری:2/462)

فائدہ: ایّامِ تشریق کے مذکورہ بالا فضائل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایّامِ تشریق میں یہ کام کرنے چاہیئے: (1) یہ عید کے دن ہیں اِس لئے ان کو ایک مذہبی تہوار کی حیثیت سے منانا چاہیئے، البتہ قربانی صرف 12 ذی الحجہ کے غروب سے پہلے کی جاسکتی ہے، اِس کے بعد درست نہیں، اِس لئے کہ قربانی کے تین دن ہوتے ہیں۔(مؤطامالک:1388)

(2) ایّامِ تشریق کھانے پینے کے اور اللہ کی مہمانی کے دن ہیں، اِن دنوں کو اللہ کی ضافت کے ایّام سمجھتے ہوئے اچھا کھانے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔(مسلم:1141)

(3) ایّامِ تشریق اللہ کے ذکر اور تکبیر کے ایّام ہیں، اِن دنوں میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیئے اور بالخصوص نمازوں کے بعد تکبیرِ تشریق کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے۔

تلبیہ کے فضائل:

حج یا عُمرہ کے احرام میں نیت کے ساتھ تلبیہ بھی پڑھا جاتا ہے جس میں بندہ اللہ کی وحدانیت کو بیان کرکے شرک کی نفی کرتا ہے، اللہ کے سامنے اپنی حاضری کو بیان کرتا ہے، اُس کی حمد و ثناء اور نعمت کا اِظہار کرتا ہے۔ حدیث کے مطابق یہ تلبیہ حج کے

شِعار میں سے ہے اور حج کے اعمال میں قربانی اور تلبیہ کو افضل ترین عمل کہا گیا ہے اِسی وجہ سے تلبیہ کو کثرت سے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، مَردوں کیلئے اِس کو بلند آواز میں جبکہ عورتوں کو پست آواز میں کہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

عُمرہ میں تلبیہ طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے جبکہ حج میں دس ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رَمی تک یہ تلبیہ پڑھا جاتا ہے۔(مجمع الزوائد:5380)

احادیثِ طیّبہ کی روشنی میں اِس کے فضائل مندرجہ ذیل ہیں:

❶ تلبیہ پڑھنے والے کے ساتھ مشرق ومغرب تک ہر چیز تلبیہ پڑھتی ہے:

حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ، أَوْ مَدَرٍ، حَتَّى تَنْقَطِعَ الأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا“

جو مسلمان بھی تلبیہ پڑھتا ہے تو اُس کے ساتھ دائیں یا بائیں زمین کے اختتام تک جو بھی پتھر یا درخت یا مٹی کے ٹیلے (وغیرہ) ہوتے ہیں وہ سب اُس کے ساتھ تلبیہ پڑھنے میں شریک ہوتے ہیں۔(ترمذی:828)

اللہ اَکبر...! تلبیہ پڑھنے والے کو یہ کتنا بڑا اِعزاز نصیب ہوتا ہے کہ اُس کے ساتھ ہر چیز حتی کہ جمادات جیسی بے جان چیزیں بھی تلبیہ پڑھنے میں شریک ہو جاتی ہیں اِس لئے حاجی یا عُمرہ کرنے والے کو تلبیہ میں سستی نہیں کرنی چاہیئے، تلبیہ پڑھنے کا یہی تو موقع ہوتا ہے، لہٰذا جتنا ممکن ہو تلبیہ کی کثرت کرنی چاہیئے۔

❷ تلبیہ پڑھنے والوں کو جنّت کی بشارت دی جاتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَا أَهَلَّ مُهِلٌّ قَطُّ إِلَّا بُشِّرَ، وَلَا كَبَّرَ مُكَبِّرٌ قَطُّ إِلَّا بُشِّرَ“

جب بھی کوئی محرم تلبیہ پڑھے یا کوئی مکبّر تکبیر کہے تو اُسے بشارت دی جاتی ہے۔

پوچھا گیا: **”يَا رَسُولَ اللهِ بِالْجَنَّةِ؟“** یارسول اللہ! کیا جنّت کی بشارت دی جاتی ہے؟

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ نے اِرشاد فرمایا: **”نَعَمْ“** جی ہاں!۔(طبرانی اوسط:7779)

❸ تلبیہ حج کے شعار میں سے ہے:

تلبیہ کی اہمیت کو اِس بات سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اسے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ نے حج کے شعار میں سے قرار دیا ہے، اِس لئے محرم کو بہت اہتمام سے اِس عمل کو بکثرت کرنا چاہیئے:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”أَمَرَنِي جِبْرِيلُ بِرَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْإِهْلَالِ فَإِنَّهُ مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ“

مجھے حضرت جبریل عَلَیۡہِ السَّلَامُ بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ حج کے شِعار میں سے ہے۔(مسند احمد:8314)

❹ اللہ تعالیٰ تلبیہ کا جواب دیتے ہیں:

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا فرماتے ہیں کہ جب کوئی مؤمن بندہ تلبیہ پڑھتے ہوئے **”لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ“** کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے تلبیہ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: **”لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، اِسْتَجَبْتُ دَعْوَتَكَ، وَقَبِلْتُ نَفَقَتَكَ، وَغَفَرْتُ لَكَ ذَنْبَكَ، فَاسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ يَامُؤْمِنُ“** میں بھی حاضر ہوں اے میرے

بندے، میں نے تیری دُعاء قبول کرلی، تیرے نفقہ کو قبول کیا اور تیرے گناہ کو معاف کیا، پس اے مؤمن بندے! اب تو نئے سرے سے عمل کر۔(أخبارِ مکہ للفاکہی:911)

۵ تلبیہ اور قربانی حج کا سب سے افضل عمل ہے:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کیا گیا کہ حج کا سب سے افضل عمل کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

"الْعَجُّ وَالثَّجُّ" زور زور سے تلبیہ پڑھنا اور جانور کا خون بہانا۔(ترمذی:827)

۶ تلبیہ کا پڑھنا گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَا مِنْ مُحْرِمٍ يَضْحَى لِلّٰهِ يَوْمَهُ، يُلَبِّي، حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ، إِلَّا غَابَتْ بِذُنُوبِهِ، فَعَادَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" جو مُحرِم اللہ کیلئے دن بھر تلبیہ پڑھتا رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے تو وہ سورج اُس کے گناہوں (کی مغفرت) کے ساتھ غروب ہوتا ہے اور وہ ایسا (گناہوں سے پاک) ہو جاتا ہے جیسے اُس کے ماں نے اُسے جنا ہو۔(ابن ماجہ:2925)(سنن کبریٰ بیہقی:9020)

۷ تلبیہ کا پڑھنا حج کی زینت ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں:

"إِنَّمَا زِينَةُ الْحَجِّ التَّلْبِيَةُ" حج کی زینت تلبیہ ہے۔(کنز العمال:12430)

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حجاج کرام احرام باندھے عشق و محبّت میں ڈوب کر لبیک لبیک کی مستانہ صدائیں لگاتے ہوئے جب فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے خراماں خراماں منیٰ،

عرفات اور مزدلفہ میں اِدھر سے اُدھر منتقل ہورہے ہوتے ہیں تو یہ منظر اِس قدر سہانا، حسین اور خوشنما ہوتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے حسین و جمیل منظر اِس کے سامنے پھیکے پڑ جاتے ہیں، اور اِس تلبیہ کی صداؤں کی گونج میں خود اُن حاجیوں کے دل کی جو مستانہ کیفیت ہوتی ہے وہ لفظوں میں بیان کرنے کی نہیں بلکہ خود اُن مراحل سے گزر کر محسوس اور حاصل کرنے کی چیز ہے۔ اللہ کسی کو اِس لذیذ اور عظیم عبادت سے محروم نہ رکھے، اِسی لئے کہا گیا اور سچ کہا گیا ہے کہ حج ایک عاشقانہ و مستانہ عبادت ہے۔

رَمی جمار کے فضائل:

جمرات کی رَمی حج کے واجبات میں سے ہے، اور یہ دراَصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اُس مبارک عمل کی یاد میں شروع کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کو اِتنا پسند آیا کہ قیامت تک کیلئے اسے مناسکِ حج کا حصہ بنادیا گیا۔ یہ درحقیقت شیطان کو دھتکارنے کا عمل ہے جو اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے اِنسان کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ اپنی عملی زندگی کے ہر شعبہ میں شیطان اور اُس کے ہمنواؤں کی بھرپور مُخالفت کرتے ہوئے اُنہیں اِسی طرح عملاً دھتکارے جیسے اُس نے اپنی ہر کنکری کو اللہ کی بڑائی کے بول بولتے ہوئے شیطان کو مار کر اِس کا ثبوت دیا ہے۔

احادیثِ طیّبہ میں اِس عظیم کے عمل کے مندرجہ ذیل فضائل ذکر کیے گئے ہیں:

❶ رَمی کی کنکریاں اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ اور ذخیرہ کرلی جاتی ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رَمیِ جمار کے بارے میں دریافت کیا کہ ہمیں اس میں کیا ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”تَجِدُ ذَالِكَ عِنْدَ رَبِّكَ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ“ تم اِسے اپنے ربّ کے پاس

اُس حالت میں پاؤ گے جب اِس کے سب سے زیادہ محتاج ہو گے۔(طبرانی اوسط:4147)

ایک اَنصاری صحابی جو کہ نبی کریم ﷺ سے حج کے مختلف اعمال کی فضیلتیں دریافت کرنے کیلئے تشریف لائے تھے، آپ ﷺ نے اُن کے سامنے حج کے مختلف اعمال کی فضیلتیں بیان فرماتے ہوئے جمرات کی رَمی کے بارے میں یہ اِرشاد فرمایا:

”أَمَّا رَمْيُ الْجِمَارِ فَإِنَّ ذَالِكَ مَدْخُورٌ لَكَ عِنْدَ رَبِّكَ“

تمہارا جمرات کی رَمی کرنا یہ ایسا عمل ہے کہ تمہارے ربّ کے پاس یہ ذخیرہ کرلیا جاتا ہے۔(أخبارِ مکہ للفاکہی:916)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللهِ هٰذِهِ الْجِمَارُ الَّتِي تُرْمٰي كُلَّ سَنَةٍ، فَنَحْسِبُ أَنَّهَا تَنْقُصُ،“

یارسول اللہ! یہ جمرات جن کی ہر سال رَمی کی جاتی ہے لیکن ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کنکریاں کم ہوتی رہتی ہیں (یہ کہاں چلی جاتی ہیں) آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

”مَا تُقُبِّلَ مِنْهَا رُفِعَ، وَلَوْلَا ذَلِكَ رَأَيْتُمُوهَا مِثْلَ الْجِبَالِ“اُن میں سے جو کنکریاں قبول ہوجاتی ہیں وہ اُٹھالی جاتی ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم اُن کنکریوں کو پہاڑوں کی مانند دیکھتے۔(طبرانی اوسط:1750)

❷رَمی کی ہر کنکری کے بدلہ کبیرہ گناہ کی معافی:

مسند بزار کی روایت میں ہے، آپ ﷺ نے ایک اَنصاری صحابی کو حج کے اعمال کے فضائل بیان کرتے ہوئے رمیِ جمار کی فضیلت میں یہ اِرشاد فرمایا:

”وَأَمَّا رَمْيُكَ الْجِمَارِ فَلَكَ بِكُلِّ حَصَاةٍ رَمَيْتَهَا كَبِيرَةٌ مِنَ الْمُوبِقَاتِ“

جمرات کی رَمی کی فضیلت یہ ہے کہ تمہارے لئے ہر اُس کنکر کے بدلہ میں جو تم نے پھینکی ہلاک کرنے والے کبیرہ گناہ کی معافی ہے۔(مسند البزار:6177)

مسجدِ خیف کی فضیلت:

منیٰ کے شروع میں جمرات کے قریب ایک بڑی اور مبارک تاریخی مسجد موجود ہے جسے مسجدِ منیٰ بھی کہا جاتا ہے اور مشہور نام اُس کا مسجد خیف ہے، اِس مسجد کی برکتوں کا کیا کہنا کہ یہاں انبیاء کرام علیہم السلام نے اور اِمام الانبیاء رحمتِ کائنات حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”صَلَّى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُونَ نَبِيًّا، مِنْهُمْ مُوسَي عَلَيهِ السَّلَام“

مسجدِ خیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے اُن میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔(طبرانی اوسط:5407)

حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حَجَّ خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ نَبِيًّا، كُلُّهُمْ قَدْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى فِي مَسْجِدِ مِنًى، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تَفُوتَكَ الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ مِنًى فَافْعَلْ“

پچھتر(75)نبیوں نے حج کیا اور اُن سب نے بیت اللہ کا طواف کیا اور منیٰ کی مسجد میں نماز پڑھی، پس اگر یہ ممکن ہو کہ تمہاری کوئی نماز منیٰ کی مسجد میں فوت نہ ہو تو یہ ضرور کرو۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:1/69)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”لَوْ كُنْتُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَأَتَيْتُ مَسْجِدَ مِنًى كُلَّ سَبْتٍ“ اگر میں اہلِ مکہ میں سے ہوتا(یعنی یہیں رہتا ہوتا)تو منیٰ کی مسجد(مسجدِ

خیف) میں ہر ہفتہ کے دن آتا۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:2/174)

حج نہ کرنے وعیدیں:

حج کے بیان کردہ فضائل سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ حج ایک عظیم اجر و ثواب کی حامل اور دنیا و آخرت کے کثیر فوائد و منافع پر مشتمل عبادت ہے، اِسی طرح یہ بھی خوب اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ مالی وسعت اور جسمانی طاقت کے باوجود اِس فریضہ کی ادائیگی سے سے غافل اور محروم رہ جانا دنیا و آخرت کا بہت بڑا نقصان و خسران کا باعث ہے، اور کیوں نہ ہو، یہ تو اِسلام کے بنیادی اَرکان اور اَساسی فرائض میں سے ہے، جس پر اِسلام کی عمارت قائم ہے، اِسی میں اگر خامی و کمزوری رہ گئی تو دوسرے اَعمال میں پختگی اور مضبوطی کیسے آسکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اِس پر بہت سخت اور خطرناک وعیدیں بیان فرمائی ہیں، ذیل میں چند اہم وعیدیں ملاحظہ فرمایئے:

❶ وسعت کے باوجود حج نہ کرنے والا یہود و نصاریٰ کے طریقے پر ہے:

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذَلِكَ أَنَّ اللهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ:{وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ البَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا“

جو شخص سامان سفر اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اُسے بیت اللہ تک پہنچا سکے پھر اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مَرے یا نصرانی ہو کر اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنْ

اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا) اور اللہ کیلئے بیت اللہ کا حج ان لوگوں پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں۔(ترمذی:812)

حضرت ابواُمامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ عَنِ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ، أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ، أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا، وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا“

جس کو حج کرنے سے کوئی ظاہری حاجت، کسی ظالم بادشاہ نے، روک دینے والی بیماری نے نہ روکا ہو اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو اُس کی مَرضی چاہے یا یہودی ہوکر مرے یا نَصرانی ہوکر۔(سنن الدارمی:1826)

مذکورہ حدیث میں وسعت وطاقت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کیلئے بہت سخت الفاظ میں بطورِ مبالغہ کے یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کا حج نہ کرنے کی حالت میں مرنا اور یہودی یا نصرانی بن کر مرنا برابر ہے۔یہود و نصاریٰ کا ذکر اِس لئے کیا گیا کیونکہ یہ دونوں اہلِ کتاب ہونے کے باوجود جس طرح احکامِ شرع کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں اِسی طرح حج لازم ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والا مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کے طریقے پر چلتے ہوئے حج کے حکم کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:5/1748)

❷ حج نہ کرنے والے کیلئے دیگر اَعمال فائدہ مند نہیں:

حضرت زیاد بن نُعیم بن حضرمی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”أَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَمَنْ جَاءَ بِثَلَاثٍ، لَمْ يُغْنِينَ عَنْهُ شَيْئًا، حَتَّى يَأْتِيَ بِهِنَّ جَمِيعًا الصَّلَاةُ، وَالزَّكَاةُ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَحَجُّ

الْبَيْتِ" چار (بنیادی) چیزیں اللہ تعالیٰ نے اِسلام میں فرض کی ہیں، جس نے اُن میں سے تین پر بھی عمل کیا(اور ایک ترک کر دیا)تب بھی وہ اُسے کوئی فائدہ نہیں دیں گی جب تک کہ وہ ان چاروں پر عمل نہ کرلے اور وہ (چار چیزیں) نماز، زکوۃ، روزہ اور بیت اللہ شریف کا حج ہے۔(مسند احمد:17789)

❸وسعت کے باوجود حج نہ کرنے والا محروم ہے:

حدیثِ قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:"**إِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ لَهُ جِسْمَهُ، وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيشَةِ يَمْضِي عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَا يَفِدُ إِلَيَّ لَمَحْرُومٌ**"بیشک وہ بندہ جس کے جسم کو میں نے (بیماریوں سے) صحیح رکھا اور اُس کی معاش میں وسعت دی اور اُس پر پانچ سال اِس طرح گزر جائیں کہ وہ میرے پاس (حج وعُمرے کیلئے) نہ آئے وہ محروم ہے۔(صحیح ابن حبان:3703)

❹حج نہ کرنے والا اِسلام کے ستون کو ضائع کردینے والا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنہُما سے مَروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

"**بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ**"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم اللہ تعالی کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا، اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔(بخاری:8)

حدیثِ مذکور سے معلوم ہوا کہ حج دینِ اِسلام کا ستون ہے، لہٰذا جو شخص وسعت کے

باوجود بھی حج کا فریضہ سر اَنجام نہ دے وہ دراصل اِسلام کی بنیاد اور اُس کے ستون ہی کو پامال کردیتا ہے، پس ایسے شخص سے دوسرے اَعمال کی کیا اُمید کی جاسکتی ہے؟

❺ حج نہ کرنے والے اور زکوۃ نہ دینے والے کو دنیا میں آنے کی تمنّا ہوگی:

جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ حج بیت اللہ کیلئے جاسکے یا اس کے پاس اِتنا مال ہو جس پر زکوہ لازم ہوتی ہو لیکن وہ حج نہ کرے اور زکوۃ نہ دے تو موت کے وقت وہ واپس دنیا میں لوٹنے کا سوال کرے گا (یعنی اس کی تمنا ہوگی کہ کاش میں واپس دنیا میں حج اور زکوۃ کی ادائیگی کرلوں) ایک شخص نے عرض کیا: اے ابن عباس! اللہ سے ڈریے، کیونکہ دنیا میں لوٹنے کا سوال تو کافر کریں گے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اِس کے بارے میں تمہیں قرآن کریم سناتا ہوں، پھر اُنہوں نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ - إِلَى قَوْلِهِ - {وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾

اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔ اور جو لوگ ایسا کریں گے، وہ بڑے گھاٹے کا سودا کرنے والے ہوں گے اور ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرلو، قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو وہ یہ کہے کہ: اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی دیر کیلئے اور مہلت کیوں نہ دے دی کہ میں خوب صدقہ کرتا، اور نیک لوگوں میں شامل ہوجاتا۔ اور جب کسی شخص کا معین وقت آجائے گا تو اللہ اسے ہرگز مہلت نہیں دے گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ (ترمذی:3316)

❻ حج نہ کرنے والے پر اللہ کا عذاب آتا ہے:

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا حج ہر سال لازمی ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”**لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَوْ وَجَبَتْ، لَمْ تَقُومُوا بِهَا، وَلَوْ لَمْ تَقُومُوا بِهَا، عُذِّبْتُمْ**“ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال کرنا لازم ہو جاتا، اور اگر ہر سال لازم ہو جاتا تو تم اِسے قائم نہ کرپاتے اور اگر تم اِسے قائم نہ کرتے تمہیں عذاب دیا جاتا۔(ابن ماجہ:2885)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”**لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَوْ وَجَبَتْ لَتَرَكْتُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ لَكَفَرْتُمْ**“ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ لازم ہو جاتا اور لازم ہو جاتا تو تم اِسے ترک کرڈالتے اور جب تم ترک کردیتے تو کفر اختیار کرلیتے۔(طبرانی کبیر:7671)

☆——☆——☆

دوسرا باب:

﴿حج و عُمرہ کا طریقہ اور اُن کے افعال کا مرتب خاکہ﴾

اِس باب میں حج اور عُمرہ کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، اور اِس کیلئے یہ اَنداز اختیار کیا گیا ہے کہ حج اور عُمرہ کے طریقے کو شروع سے لے کر آخر تک مرتب (بالترتیب) افعال کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، تاکہ جو کام حج یا عُمرہ میں کیے جاتے ہیں اُنہیں بالترتیب پڑھا، سمجھا اور اختیار کیا جاسکے۔

اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ اِس کتاب کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ایک قدم سنّت کے مطابق اُٹھایا جاسکتا ہے اور اِن شاء اللہ بہت آسانی سے سنّت کے مطابق حج و عُمرہ کے تمام افعال از اوّل تا آخر سر اَنجام دیے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر حج یا عُمرہ پر جانے والے کو سنّت کے مطابق حج و عُمرہ کی ادائیگی کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اِس باب میں مندرجہ ذیل پانچ فصلوں میں حج و عُمرہ کے مرتب افعال ذکر کیے گئے ہیں:

۱- پہلی فصل۔ قبلیہ افعال: یعنی حج یا عُمرہ سے پہلے کرنے کے کام۔

۲- دوسری فصل۔ رَوانگی کے وقت کے افعال: یعنی حج یا عُمرہ کیلئے رَوانگی کے کام۔

۳- تیسری فصل۔ عُمرہ کے افعال: یعنی عُمرہ کرنے کے اَفعال۔

۴- چوتھی فصل۔ قیامِ مکہ کے اَفعال: مکہ مکرّمہ میں رہتے ہوئے کرنے کے کام۔

۵- پانچویں فصل۔ حج کے افعال: یعنی حج کرنے کے اَفعال۔

اَب ذیل میں اِن پانچوں فصلوں کے اندر ذکر کیے افعال کو ملاحظہ فرمایئے:

پہلی فصل:

﴿حج سے پہلے کیے جانے والے اَفعال﴾

اِس میں وہ افعال ذکر کیے جائیں گے جنہیں حج پر جانے سے پہلے بہت اہتمام سے کرلینا چاہیئے اور یہی (پہلے دو کے علاوہ) عُمرہ سے پہلے بھی کرنے کے افعال ہیں یعنی عُمرہ پر جانے سے پہلے بھی آنے والے اِن افعال کو اہتمام سے کرلینا چاہیئے:

① حج فرض کی ادائیگی کا پختہ اِرادہ۔

یعنی صدقِ دل سے حج کا اِرادہ کرنا، کیونکہ جب تک کسی چیز کا اِرادہ ہی نہ ہو یا اِرادہ تو ہو لیکن برائے نام صرف زبان کی حد تک ہو دل میں اُس کے حصول کا قصد اور عزم نہ ہو تو عموماً اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی اُس کی عملاً توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اِس لئے سب سے پہلا کرنے کا کام یہ ہے کہ حج کا مضبوط عزمِ مصمّم کیا جائے۔ اور یہ عزمِ مصمّم ایسی قیمتی چیز ہے کہ اگر اَسباب نہ بھی ہوں لیکن حج کا شوق اور اُس کے کرنے کا صدقِ دل سے اِرادہ ہو تو اللہ تعالیٰ غیب کے خزانہ سے اُس کا اِنتظام فرمادیتے ہیں۔

② حج فرض کی ادائیگی میں تعجیل۔

اِنسان کی زندگی اور موت کا کوئی بھروسہ اور وقت نہیں ہوتا اِس لئے حج فرض ہوجانے کے بعد جس قدر ممکن ہو جلدی اداء کرلینا چاہیئے اور اُس میں بلاعُذر تاخیر سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ تاخیر یا تو حج سے ہی محرومی کا باعث بن جاتی ہے یا اگر تاخیر کرتے کرتے عُمر کے آخری حصے میں نصیب بھی ہوجائے تو اُس قوّت اور مضبوطی کے ساتھ اداء نہیں ہوپاتا جو حج کی اصل شان ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ حج لازم ہونے کے فوراً اداء کرنا کوئی ضروری نہیں، زندگی

میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے، لیکن کیا زندگی، صحت، طاقت و قوّت اور مالی وسعت و کشادگی کا آئندہ بھی موجود اور باقی رہنا یہ سب اُمور حتمی اور قطعی ہوتے ہیں..؟ کیا ان سب میں زوال آجانے کا اِمکان نہیں ہوتا..؟ کیا کسی بھی وقت پیامِ اَجل آجانے کا دھڑکا نہیں لگا رہتا..؟ یقیناً یہی تو وہ غفلت اور دھوکہ ہے کہ جس کے ذریعہ بہت سے لوگ وسعت و طاقت کے باوجود بھی حج سے محروم ہوکر دنیا سے چلے جاتے ہیں کہ وہ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ابھی تو ساری عُمر پڑی ہے، اِتنی جلدی بھی کیا ہے، ابھی تو شادی کرنی ہے، اچھا کاروبار اور دنیاوی اسٹیٹس قائم کرنا ہے، عُمدہ اور عالیشان مکان بنانا اور گاڑی خریدنی ہے، پھر اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے خرچے بھی اُٹھانے ہیں، پھر اُن بچوں کی شادیاں کرنی ہے، پھر ریٹائر ہونے کے بعد جب کسی وقت فرصت اور موقع ملے گا تو آرام سے کرلیں گے...!! لیکن.... لیکن اِن سارے مَراحل سے سے گزرتے گزرتے اِنسان ہی دنیا سے گزر جاتا ہے اور وہ اپنے ریٹائر ہونے سے پہلے دنیا ہی سے ریٹائر ہوجاتا ہے، اور یہ طولِ اَمل یعنی لمبی لمبی اُمیدیں اِنسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتیں اور اگر کسی کو عُمر کے آخری حصہ میں جبکہ جسم بیماریوں کا گھڑ بن چکا ہو اور جسم میں دَم خَم نہ رہے اور اِنسان چلنے پھرنے میں دوسروں کا محتاج ہوچکا ہو، اُس وقت یہ دولت نصیب بھی ہوجائے تو وہ حج کرنا بھی کیا حج کرنا ہے، اُس وقت تو اپنے جسم کو گھسیٹ گھسیٹ کر دوسروں کے سہارے پر حج کیا جاتا ہے۔

خود سوچئے...!! اپنے پاؤں پر چلتے ہوئے بیت اللہ شریف کے گرد دن رات خوب کثرت سے طواف کرنا، حجرِ اَسود کا بوسہ لینا، ملتزم سے چمٹنا، حطیم میں نماز پڑھنا، صفا و مَروہ کے درمیان خوب طاقت و قوّت کے ساتھ اپنے پاؤں پر چلتے ہوئے سعی کرنا، منیٰ

و عرفات اور مزدلفہ کے مبارک مقامات میں پیدل چلتے ہوئے ایک ایک قدم پر حج کا اعلیٰ ترین اجر حاصل کرنا، یہ اور اِس جیسے بہت سے اہم اور عظیم ترین اجر و ثواب کے حامل کام یہ سب اُس وقت کیسے کیے جاسکتے ہیں جب نماز بھی کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو، جب پاؤں میں لَرزہ اور ہاتھ میں رعشہ ہو، جب منہ میں دانت اور پیٹ میں آنت باقی نہ رہے، جب وہیل چیئر کے بغیر کچھ دور تک بھی چلنے کی سکت نہ ہو۔

اِسی لئے کہا جاتا ہے کہ بڑے ہی خوش نصیب اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے تمام کاموں پر اللہ کے حکم کو فوقیت دیتے ہوئے جوانی ہی میں فریضہ حج کی ادائیگی کرتے ہیں ایسے لوگ صرف حج ہی بلکہ عاشقانہ حج کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو کسی بھی طرح حج کے صرف اَرکان پورے کرکے فریضہ ساقط کرنے ہی کی فکر نہیں ہوتی بلکہ وہ حج کو اعلیٰ سے اعلیٰ طریقے سے اداء کرنے کیلئے فکر مند ہوتے ہیں۔

ذیل میں حج کی ادائیگی میں تعجیل سے کام لینے کے بارے میں روایات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ”**مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ**“ جس کا حج کا اِرادہ ہو اُسے چاہیئے کہ جلدی کرے۔(ابوداؤد:1732)

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ”**حُجُّوا قَبْلَ أَنْ لَا تَحُجُّوا**“ حج کرو اِس سے پہلے کہ تم (حج کرنا بھی چاہو تو) حج نہ کرسکو۔(مستدرکِ حاکم:1646)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”**تَعَجَّلُوا إِلَى الْحَجِّ يَعْنِي الْفَرِيضَةَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ مَا يَعْرِضُ لَهُ**“ فرض حج کرنے میں جلدی کرو اِس لئے کہ تم میں سے کوئی شخص نہیں جانتا کہ اُسے کیا پیش آنے والا ہے۔(الترغیب والترھیب:1703)

اس کے علاوہ قرآن کریم میں نیکیوں میں سبقت کا حکم دیا گیا ہے:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔(البقرۃ:148، آسان ترجمہ قرآن)لہٰذا حج میں بھی سبقت کرنی چاہیئے اور آئندہ سالوں یا عُمر کے آخری حصے کا منتظر نہیں رہنا چاہیئے۔

③ اِخلاصِ نیت کا اہتمام۔

کسی بھی عمل کی روح اُس کا اخلاص اور حسنِ نیت ہے، لہٰذا حج میں بھی اِس بات کو ملحوظ رکھنا چاہیئے اور کسی بھی قسم کی بُری نیت سے بچنا چاہیئے ورنہ وقت، مال اور محنت سب کچھ رائیگاں ہو جائے گا اور ہاتھ بھی کچھ نہ آئے گا۔(عالمگیری:1/219)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"مَنْ أَمَّ هٰذَا الْبَيْتَ يُرِيدُ دُنْيَا أَوْ آخِرَةً أُعْطِيَتْهُ"جو(حج یا عُمرہ میں) بیت اللہ شریف کے اِرادے سے نکلا تو وہ دنیا یا آخرت جس چیز کا بھی قصد کرے اُسے وہی دیا جائے گا۔(مصنف عبد الرزاق:8834)

حضرت مَسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ وہ ایک دفعہ کعبہ کی دیوار سے اپنی پشت لگائے بیٹھے تھے،اُنہوں نے اِرشاد فرمایا:

"مَنْ خَرَجَ إِلَى هٰذَا الْبَيْتِ لَمْ يَنْهَزْهُ غَيْرُهُ رَجَعَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ"

جو اِس بیت اللہ کی طرف جانے کیلئے اپنے گھر سے نکلے اور اُس کا اِس کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہو تو وہ بخشا ہوا ہونے کی حالت میں واپس لوٹے گا۔(أخبارِ مکہ للفاکہی:932)

حج یا عُمرہ میں مندرجہ ذیل اچھی اور خوبصورت نیتیں کی جاسکتی ہیں:

(1)اللہ کی رضاء اور خوشنودی کو حاصل کرنے کا اِرادہ کیا جائے۔

(2)فریضہ کی ادائیگی کی نیت کرنا۔

(3)اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت اور اُس کے طواف کی نیت کرنا۔

(4)مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نمازیں پڑھنے کی نیت کرنا

(5)سنّت نبویہ ﷺ کی اِتباع کا اِرادہ کیا جائے۔

(6)سنتِ اِبراہیمی کی اِتباع کا اِرادہ کیا جائے۔

(7)روضہ اقدس پر حاضر ہو کر بصد آداب سلام پیش کرنے کی نیت کرنا۔

(8)ماضی کے تمام گناہوں سے پاک صاف ہونے اور آئندہ پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی گزارنے کی نیت کرنا۔

واضح رہے کہ ریاکاری اور دکھاوے کی یا حاجی کہلانے کی نیت تو ہرگز نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اِس سے عمل ضائع ہو جاتا ہے، اِس کے علاوہ تجارت اور خرید و فروخت کی نیت بھی نہیں کرنی چاہیئے، نیز سیاحت اور گھومنے کی یا وقت گزاری کی نیت بھی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ سب اخلاص کے منافی کام ہیں۔

علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حج یا جہاد کا سفر کرنے والے کیلئے مستحب ہے کہ وہ اپنے ساتھ آنے یا جانے میں کوئی مالِ تجارت نہ رکھے کیونکہ دل کو دوسرے کاموں میں مشغول کر دے گا اور اِس مبارک سفر کے اہم مطلوبات کے حصول میں خلل اَنداز ہو گا۔(المجموع شرح المہذّب:4/387)

④ اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگنا۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد و نصرت اگر شاملِ حال نہ ہو تو کوئی بھی کام اِنسان کے بس کی بات نہیں ،اِس لئے حج جیسے عظیم فریضے کی ادائیگی کیلئے سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگنی چاہیئے، اُس کی توفیق مل گئی تو اَسباب وَسائل بھی بن جائیں گے اور یہ عظیم

فریضہ بآسانی اداء بھی ہو جائے گا۔

❺ مالِ حلال کا بندوبست۔

اللہ کے گھر کی حاضری کیلئے حلال اور پاکیزہ مال اِستعمال کرنا چاہیئے، حرام مال سے اُس گھر میں حاضر ہونا اُس گھر کی توہین اور بڑی محرومی ہے، اِس سے حج بھی قبول نہیں ہوتا، اگرچہ فریضہ ساقط ہو جاتا ہے، لیکن یہ کیا کم نقصان ہے کہ حج میں جان مال اور وقت لگانے کے بعد بھی وہ قبول نہ ہو اور اِنسان حج کے اجر و ثواب اور اُس کی برکات سے محروم رہ جائے۔(عالمگیری:1/220)(شامیہ:2/456)(المجموع:4/385)

حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

"إِذَا حَجَّ الرَّجُلُ بِمَالٍ مِنْ غَيْرِ حِلِّهِ فَقَالَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ قَالَ اللهُ: لَا لَبَّيْكَ، وَلَا سَعْدَيْكَ هَذَا مَرْدُودٌ عَلَيْكَ" جب کوئی بندہ حرام مال سے حج کرتا ہے اور "اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

"لَا لَبَّيْكَ وَلَاسَعْدَيْكَ هَذَا مَرْدُودٌ عَلَيْكَ" تیرا یہ لبیک اور سَعدَیک کہنا قبول نہیں، تیرا یہ حج تجھ ہی پر واپس لوٹا دیا گیا ہے۔(دیلمی:1166)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ" اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسولو! تم پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو میں تمہارے عملوں کو جاننے والا ہوں اور فرمایا اے ایمان والو ہم نے جو تم کو پاکیزہ رزق دیا اس میں سے کھاؤ۔ پھر نبی

کریم ﷺ نے ایسے آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے پریشان بال جسم گرد آلود اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف دراز کر کے کہتا ہے: "يَا رَبِّ، يَا رَبِّ" اے رب اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام اور اس کا پہننا حرام اور اس کا لباس حرام اور اس کی غذا حرام تو اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ (مسلم:1015)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:

"وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّ الْعَبْدَ لَيَقْذِفُ اللُّقْمَةَ الْحَرَامَ فِي جَوْفِهِ مَا يُتَقَبَّلُ مِنْهُ عَمَلَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَأَيُّمَا عَبْدٍ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنَ السُّحْتِ وَالرِّبَا فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ" قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ (ﷺ) کی جان ہے! بیشک بندہ جب کوئی حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اُس کے چالیس دن تک کا عمل قبول نہیں ہوتا، اور جس بندے (کے جسم) کا گوشت حرام اور سود سے پرورش پایا ہو تو آگ ہی اُس کے زیادہ مستحق ہے۔ (طبرانی اوسط:6495)

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی کے پاس مالِ حرام یا مشتبہ مال ہو تو اُسے چاہیئے کہ

❻ توبہ نصوح۔

حج کیلئے جانے سے پہلے ہر طرح کے گناہوں سے سچی توبہ کرنی چاہیئے تاکہ اللہ کے گھر کا یہ مبارک سفر گناہوں کی گندگیوں سے پاک اور صاف ہو کر کیا جائے۔ بہت سے لوگ حج کیلئے نکل جاتے ہیں لیکن جانے سے پہلے اپنی زندگی کو بدلنے اور گناہوں کے دلدل سے نکلنے کا کوئی اہتمام نہیں کرتے، جس کی وجہ سے اُنہیں اِس سفر کا اجر و ثواب تو مل جاتا ہے لیکن اِس مبارک سفر کے مقصد اور اس کی اصل حقیقت تک رسائی نصیب نہیں ہو پاتی۔ حالآنکہ حج تو نام ہی اپنی زندگی کے طریقے کو بدلنے کا ہے اگر یہی

نصیب نہ ہوا تو کیا ملا۔ اِس لئے حج پر جانے سے پہلے خوب اہتمام کے ساتھ اللہ کے حضور توبہ و اِستغفار کرتے رہیں اور اپنی زندگی کو ہر طرح کے چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے پاک کریں تاکہ یہ مبارک سفر آپ کیلئے واقعۃً مبارک ثابت ہو۔

توبہ کی چار بنیادی شرائط ہیں جن کا لحاظ کرنا توبہ کیلئے ضروری ہے:

(1) گناہوں سے الگ ہو جانا۔ (2) اپنے کیے پر شرمندہ ہونا۔ (3) آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم کرنا۔ (4) حقوق کی ادائیگی کرنا۔ (شرح النووی: 17/25)

❷ حقوق کی ادائیگی۔

سچی توبہ کیلئے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے، اِس کے بغیر توبہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ پس حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں طرح کے حقوق میں ہونے والی ہر طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کرنی چاہیئے چنانچہ نمازیں جو قضاء ہو چکی ہیں اُن کا حساب کرکے اُن کی ادائیگی شروع کردی جائے، گزشتہ سالوں کی زکوۃ رہتی ہو تو اُس کی ادائیگی کا بندوبست کیا جائے، روزے قضاء ہوئے ہوں تو اُنہیں رکھا جائے، قربانی رہتی ہو تو اُس کی ادائیگی کی جائے، اِسی طرح بندوں کے حقوق اگر ذمّہ میں ہوں تو اُنہیں اداء کیا جائے یا معاف کرایا جائے جیسے کسی کا حق اگر (چوری یا غصب وغیرہ کے ذریعہ) دبا رکھا ہے یا وراثت میں کسی کی حق تلفی کرر کھی ہے، کسی سے قرض لیکر واپس نہیں کیا، کسی پر ظلم اور زیادتی کی ہے، کسی کا دل توڑا یا اُسے ناراض کرر کھا ہے، قطع رحمی کا ارتکاب کیا ہوا ہے، یا کسی کیلئے دل میں نفرت اور عداوت کے جذبات پال رکھے ہیں تو اِن تمام تر ذمّہ داریوں سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے اور حج کیلئے جانے سے پہلے پہلے اِن تمام حقوق کی ادائیگی کرکے یا معاف کروا کر لوگوں کو راضی کرلینا چاہیئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم حقوق

العباد میں حق تلفی اور زیادتی کرنے کی وجہ سے عند اللہ حج کی بڑی بڑی فضیلتوں سے محروم رہ جائیں۔

بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حج گناہوں کیلئے کفارہ ہے، اِس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں، مثلاً:

حاجی اُس دن کی طرح لوٹتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔(بخاری:1521)

حج گناہوں کو اِس طرح سے دھوڈالتا ہے جیسے پانی گندگی کو۔(طبرانی اوسط:4997)

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّہ لازم کیا ہے کہ حاجی کی مغفرت کر دیں گے۔(مجمع الزوائد:136)

حج کرنا پچھلے تمام گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے۔(مسلم:121)

لیکن اِس سب کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے جسے محدّثین نے واضح طور پر لکھا ہے کہ حج سے حقوق العباد اور بندوں پر کیے جانے والے ظلم اور زیادتی کے گناہ معاف نہیں ہوتے، اُس کیلئے ضروری ہے کہ بندوں کو اُن کے حقوق اداء کیے جائیں یا اُن سے معاف کرائیں جائیں۔(مرقاۃ المفاتیح:1/102)

علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب کوئی حج یا جہاد وغیرہ کے سفر کا اِرادہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ سب سے پہلے تمام گناہوں اور ناپسندیدہ کاموں سے توبہ کرے اور لوگوں پر جو ظلم اور زیادتی کی ہے اُس سے سبکدوش ہو اور جس قدر ممکن ہو لوگوں کے قرضوں کو اداء کرے، اُن کی اَمانتیں واپس کرے اور جن لوگوں کے ساتھ معاملات یا مُصاحبت رہی ہو اُن سے صلح صفائی کرے اور وصیّت نامہ لکھ کر اُس پر کسی کو گواہ اور ذمّہ دار بنائے جو اس کی ذمّہ داریوں

کو پورا کرے اور اپنے گھر والوں اور اُن لوگوں کیلئے جن کا نفقہ اس کے ذمّہ لازم ہے، واپس آنے تک کا خرچہ چھوڑے۔(المجموع شرح المہذّب:4/385)

❽ استشارہ واستخارہ۔

کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے اہلِ رائے سے مشورہ کرلینا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے اُس کام میں خیر و بھلائی مانگ لینی چاہئے کیونکہ ہم اپنی محدود سوچ کے ذریعہ بہت سی چیزوں کا صحیح اِدراک نہیں کرپاتے جس کی وجہ سے ہمیں نقصان کا سامنا کرپڑتا ہے، اِسی لئے جناب نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس کیلئے اِستشارے اور اِستخارے کی تعلیم دی ہے۔

واضح رہے کہ حج کے کرنے کے بارے میں استخارہ یا مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں، اِس لئے کہ وہ ایک فریضہ ہے جس کی ادائیگی کیلئے سوچنے کی ضرورت نہیں البتہ اس چیز کیلئے استخارہ یا مشورہ کرلینا چاہیئے کہ گورنمنٹ اسکیم میں کیا جائے یا پرائیوٹ، اِسی طرح کس گروپ کے ساتھ کیا جائے، کن لوگوں کی معیّت میں یہ سفر کیا جائے، اِسی طرح کتنے دنوں کا پیکج لیا جائے، مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں رہائش اور کھانے پینے وغیرہ کا کیا بندوبست کیا جائے، وغیرہ وغیرہ۔(الدر المختار:2/471)

❾ نیک اور صالح رفقاء سفر کا انتخاب۔

حج یا عُمرہ کا سفر کرنے کیلئے نیک اور صالح رفقاء کو تلاش کرنا چاہیئے اور اگر کوئی عالم یا مفتی بھی ساتھ جانے کیلئے میسّر آجائے تو اور بھی زیادہ بہتر ہے تاکہ اس سے خوب اِستفادہ کیا جاسکے، مناسک وغیرہ کے طریقے کو سمجھنے میں اور پیش آمدہ مختلف اور متنوّع مسائل میں بآسانی اُس سے رجوع کیا جاسکے۔(المجموع شرح المہذّب:4/387)

علاوہ اَزیں نیک اور صالح رفقاء کے ساتھ حج یا عُمرہ کرنے میں مندرجہ ذیل اہم اور

بڑے فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں:

(1)نیک اور صالح رفقاء اگر میسّر آجائیں تو صرف حج کا فریضہ ہی اداء نہیں ہوتا بلکہ اِنسان کی بہترین تربیت اور اُس کی اِصلاح بھی ہوتی ہے۔

(2)اللہ تعالیٰ نے سچوں کے ساتھ ہونے کا حکم دیا ہے اُس کی تعمیل ہوتی ہے۔

(3)نیک لوگوں کی صحبت کا اِنسان کی عملی زندگی پر بہت گہرا اور جلد اثر ہوتا ہے۔

(4)کوئی کوتاہی ہوجائے تو رفقاء پردہ پوشی اور معافی سے کام لیتے ہیں۔

(5)مناسک وغیرہ کی ادائیگی میں اگر کوئی غلطی ہوجائے تو رفقاء کی جانب سے مناسب اَنداز میں اصلاح کردی جاتی ہے۔

(6)رفقاء کے عملی شوق اور اُن کی ریاضت و مجاہدہ کو دیکھ کر خود بھی عمل کی رغبت ہوتی ہے اور اِنسان غفلت سے محفوظ رہتا ہے۔(عالمگیری بزیادۃ:1/220)

⓾ عورت کیلئے محرم یا زوج کی معیّت۔

عورتوں کے حج یا عُمرہ پر جانے کیلئے چونکہ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے اِس لئے عورتوں کو اِس کا انتظام بھی کرلینا چاہیئے۔

واضح رہے کہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے، لہٰذا عورتوں کیلئے محرم یا شوہر کے بغیر حج یا عُمرہ کا سفر جائز نہیں، پس جو عورتیں اکیلے ہی حج یا عُمرہ کے اِس مبارک سفر پر نکل جاتی ہیں یا کسی نامحرم کو محرم بناکر اُس کے ساتھ جاتی ہیں اُن کا حج یا عُمرہ تو ہوجاتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ خلافِ شرع کام کرنے کی وجہ سے گناہ گار بھی ہوتی ہیں۔(شامیہ:2/465)

محرم سے مراد شوہر اور ہر وہ شخص ہے جس سے عورت کا ہمیشہ کیلئے نکاح کرنا حرام ہو، خواہ قرابت کا رشتہ ہو یا رضاعت اور مُصاہرت کا۔ جیسے:

قرابت کی مثال: بیٹا، بھائی، والد، چچا، ماموں، بھانجا، بھتیجا وغیرہ۔

رضاعت کی مثال: رضاعی بیٹا، رضاعی والد، رضاعی بھائی وغیرہ۔

مُصاہرت کی مثال: سسر یا داماد۔(عالمگیری:1/219)

اِسی طرح محرم کا عاقل و بالغ اور مأمون ہونا بھی ضروری ہے، یعنی اُس سے کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ محرم اگر مُراہق ہو یعنی ایسا سمجھدار بچہ ہو جو بلوغت کے قریب ہو تب بھی اُس کے ساتھ جانا درست ہے۔(عالمگیری:1/219)

پس اِس سے معلوم ہوا کہ عورت کا کسی چھوٹے بچے کے ساتھ یا کسی مجنون و پاگل محرم کے ساتھ جانا یا کسی فاسق و فاجر محرم کے ساتھ جانا جس سے کسی قسم کے فتنے میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ ہو درست نہیں۔

⓫ حج و عُمرہ کے طریقے اور اُس کے پیش آمدہ مسائل کو سیکھنا:

ہر عمل اور عبادت کو سنّت کے مطابق اداء کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اُسے سیکھ کر کیا جائے اور اُس کے مسائل کو سمجھا جائے تاکہ اُس کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی سے اجتناب کیا جائے۔ حج اور عُمرہ بھی ایک اہم ترین عبادت ہے، اس کی ادائیگی کیلئے بھی ضروری ہے کہ جانے سے پہلے ہی اُس کے مسائل کو سیکھ لیا جائے۔ بکثرت یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ حجاج کرام بنیادی اور اہم مسائل کو سیکھے بغیر ہی اِس سفر میں نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں بڑی کوتاہیوں کا اِرتکاب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس کی وجہ سے اُن پر دمِ جنایت وغیرہ بھی لازم ہوتا ہے لیکن مسئلہ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ دم بھی رہ جاتا ہے۔ اِن سب سے بچنے کیلئے پہلے ہی سے کچھ نہ کچھ بنیادی مسائل سے آگاہی حاصل کر لینی چاہیئے۔(المجموع شرح المہذّب:4/386)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حج کے موقع پر حضرات صحابہ کرام کو نصیحت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ”خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ لَعَلِّي لَا أَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هٰذَا“ مجھ سے اپنے مناسک (یعنی حج کے افعال) کو سیکھ لو، شاید کہ میں تمہیں اِس سال کے بعد نہ دیکھ سکوں۔ (سنن کبریٰ بیہقی:9524)

ایک اور روایت میں ہے:

”تَعَلَّمُوا مَنَاسِكَكُم فَإِنَّهَا مِنْ دِينِكُمْ“ تم لوگ اپنے مناسک (یعنی حج اور عُمرہ کا طریقہ) سیکھ لو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے۔ (دیلمی:2244)

حج اور عُمرہ کے مناسک کو سیکھنے کیلئے مندرجہ ذیل کام کیے جاسکتے ہیں:

(1) حج یا عمرہ کے طریقے کو بتانے کیلئے مستند علماء کرام کی جانب سے تربیتی نشستیں مقرر کی جاتی ہیں جس میں لوگوں کو حج اور عُمرہ کا تفصیلی اور عملی طریقہ سمجھایا اور بتایا جاتا ہے اور اُس کے پیش آمدہ مسائل سے آگاہ کیا جاتا ہے، ایسی نشستوں کو غنیمت جانتے ہوئے اُن میں شرکت کیجئے اور حج یا عُمرہ کے مسائل سے آگاہی حاصل کیجئے۔

(2) علماء کرام کی جانب سے حج یا عُمرہ کے موضوع پر مختلف چھوٹی بڑی کتابیں لکھی جاچکی ہیں اُنہیں حاصل کرکے پڑھیئے، سمجھئے اور کوئی بات اگر سمجھ نہ آئے تو علماء کرام سے رجوع کیجئے، اِن شاء اللہ اِس طرح بھی بآسانی ساری چیزوں کو سمجھا جاسکتا ہے۔ بلکہ حج یا عُمرہ کے سفر میں کوئی مستند اور آسان کتاب جس میں حج و عُمرہ کے ضروری اور بنیادی پیش آمدہ مسائل کو بیان کیا گیا ہو، اس کو ساتھ بھی رکھنا چاہیئے اور وقتاً فوقتاً اِس سفر میں جب بھی موقع ملے اُس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

(3) انٹرنیٹ پر مستند علماء کے بیانات موجود ہیں جن میں حج و عُمرہ کے طریقے کو بہت

وضاحت کے ساتھ سمجھایا گیا ہے اُنہیں سن کر آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

بہر حال جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے لیکن جانے سے پہلے اچھی طرح ہر چیز کو سمجھ لینا چاہیئے تا کہ یہ مبارک اور قیمتی سفر سنّت کے مطابق کیا جاسکے اور کسی قسم کی اس میں کوتاہی اور کمی نہ رہے۔

دوسری فصل:

﴿رَوانگی کے وقت کیے جانے والے افعال﴾

حج یا عُمرہ کیلئے روانہ ہوتے ہوئے مندرجہ ذیل افعال کا اہتمام کرنا چاہیئے:

❶ جسمانی صفائی:

سب سے پہلے اپنی جسمانی صفائی کا خوب اچھی طرح اہتمام کریں، اِس لئے کہ احرام سے پہلے جسمانی صفائی کا اہتمام کرنا مسنون ہے۔ جسمانی صفائی میں ناخن کاٹنا، زیرِ ناف بال اور بغلوں کے بال مونڈنا، مونچھیں کترنا، حجامت بنوانا اور سر اور جسم سے ہر طرح کا میل کچیل وغیرہ دور کرنا یہ سارے کام داخل ہیں، اِس لئے احرام سے پہلے اچھی طرح صفائی کرلینی چاہیئے۔ (الدر المختار:2/ 481)(عالمگیری:1/ 222)

❷ غسل:

اس کے بعد غسل کریں، کیونکہ احرام سے پہلے غسل کرنا مسنون ہے اگرچہ صرف وضو پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے لیکن غسل کرلینا زیادہ بہتر ہے۔ یہ غسل طہارت حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا جاتا بلکہ یہ صفائی اور ستھرائی کیلئے ہوتا ہے اِس لئے حائضہ اور نفاس والی عورت کیلئے بھی احرام سے پہلے یہ غسل کرنا بہتر ہے۔ (الدر المختار:2/480)

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ" جب کسی شخص کا احرام کا اِرادہ ہو تو غسل کرنا سنّت ہے۔ (مسند البزار:6158)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، غَسَلَ

رَأْسَهُ بِخَطْمِيٍّ، وَأَشْنَانٍ، وَدَهَنَهُ بِشَيْءٍ مِنْ زَيْتٍ غَيْرِ كَثِيرٍ"
نبی کریم ﷺ جب احرام کا اِرادہ فرماتے تو اپنے سر کو خِطمی اور اَشنان کے ذریعہ (اچھی طرح) دھویا کرتے تھے اور کچھ زیتون کا تیل لگایا کرتے تھے۔(مسند احمد:24490)

③ صلاۃ التوبہ پڑھنا:

پھر باطنی صفائی کی نیت سے دو رکعت صلاۃ التوبہ پڑھیں اور سچے دل سے اپنے تمام گناہوں پر شرمندگی کے ساتھ توبہ کریں۔(عالمگیری:1/219)(المجموع:4/385)

یاد رکھیں! احرام باندھنے سے پہلے جس طرح جسمانی صفائی اور نظافت و ستھرائی کا اہتمام کیا جاتا ہے اِسی طرح روحانی اور باطنی صفائی کا بھی بھرپور اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ روح بھی گناہوں کی تمام گندگیوں اور آلائشوں سے پاک وصاف اور ہلکی ہوجائے۔

④ صلاۃ السفر پڑھنا:

پھر دو رکعت صلاۃ السفر پڑھیں، اِس لئے کہ سفر پر روانہ ہوتے ہوئے اپنے گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت پڑھنا مسنون ہے، چنانچہ حدیث میں ہے، حضرت مُطعم بن مقدام رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَا خَلَفَ عَبْدٌ عَلَى أَهْلِهِ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِينَ يُرِيدُ السَّفَرَ" کوئی شخص اپنے پیچھے اپنے گھر والوں کیلئے اُن دو رکعتوں سے زیادہ بہتر اور افضل چیز نہیں چھوڑتا جو وہ سفر کا اِرادہ کرتے ہوئے اپنے گھر والوں کے پاس پڑھتا ہے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:4879)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا وَدَّعَهُ بِرَكْعَتَيْنِ"

نبی کریم ﷺ جب بھی کسی کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو وہاں سے رخصت ہوتے ہوئے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔(مستدرکِ حاکم:1188)

اِمام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب کوئی شخص اپنے گھر سے سفر کے اِرادے سے نکلنا چاہے تو اُس کیلئے مستحب ہے کہ دو رکعتیں پڑھے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اِخلاص پڑھے۔اور پھر اِن دو رکعتوں کا سلام پھیرنے کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۂ قُریش پڑھے اور پھر خوب توجّہ اور اِخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعاء مانگے اور سفر میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد و نصرت کا سوال کرے اور پھر اُٹھتے ہوئے یہ دُعاء پڑھے:"اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي مَا هَمَّنِي وَمَا لَا أَهْتَمُّ لَهُ، اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوَى وَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي"

اے اللہ! میں تیری ہی جانب متوجہ ہوا اور تجھ ہی کو میں نے تھاما، اے اللہ! تو میرے لئے کافی ہو جا اُن تمام کاموں میں جنہوں نے مجھے فکر اور اندیشوں میں ڈال رکھا ہے اور اُن تمام کاموں میں بھی جن کی مجھے فکر بھی نہیں، اے اللہ! مجھے تقویٰ کا زادِ راہ عطاء فرما اور میرے گناہ معاف فرمادے۔(المجموع شرح المہذّب:4/387)

❺ جسم پر خوشبو لگانا:

اس کے بعد احرام باندھنے سے پہلے اتباعِ سنّت کی نیت سے اپنے جسم پر کوئی بھی خوشبو لگائیں، کیونکہ احرام سے پہلے جسم پر خوشبو لگانا مسنون ہے، اگرچہ احرام کے بعد اُس خوشبو کا اَثر باقی رہتا ہو تب بھی کوئی حرج نہیں، البتہ احرام کی چادر پر ایسی خوشبو نہیں لگانی چاہیئے جو احرام باندھنے کے بعد نظر آتی ہو۔(الدر المختار:2/480)(عالمگیری:1/222)

❻ احرام کی چادر پہننا:

اُس کے بعد سلے ہوئے کپڑے اتار کر احرام کی دو چادریں پہن لیں۔ ایک چادر سے لنگی باندھ لیں اور دوسری چادر کی طرح اُوڑھ لیں لیکن سر پر نہ ڈالیں۔ احرام کی یہ دونوں چادریں نئی ہوں یا کم از کم دھلی ہوئی ہونی چاہیئے۔(عالمگیری:1/222)

البتہ عورتوں کیلئے احرام کا کوئی کپڑا مخصوص نہیں وہ عام سلے ہوئے اور رنگین کپڑوں میں ہی احرام کی نیت کرلیں۔ عورت کیلئے سر کے بال چونکہ ستر میں داخل ہیں اِس لئے اُس کو اچھی طرح ڈھانپ لیں اس کیلئے عورتیں الگ سے ایک چھوٹا سا کپڑا باندھتی ہیں وہ باندھنا ٹھیک ہے کیونکہ اُس سے سر کھلتا نہیں ہے نیز بال بھی ٹوٹنے سے محفوظ رہتے ہیں، لیکن یہ کپڑا احرام نہیں ہوتا، عورتیں جو اُسے احرام کہتی ہیں اور اُس کے اتارنے کو احرام اتارنا کہتی ہیں وہ صحیح نہیں۔(مناسک حج وعُمرہ)

❼ احرام کی دو رکعت پڑھنا:

اس کے بعد احرام کی دو رکعت اداء کریں۔ احرام کی یہ دو رکعت پڑھنا مسنون ہے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو، اگر مکروہ وقت ہو تو نماز پڑھے بغیر ہی احرام باندھ لیا جائے۔ اِسی طرح عورت جبکہ وہ حیض و نفاس کی حالت میں ہو تو نماز پڑھے بغیر ہی صرف غسل کرکے قبلہ رو بیٹھے اور نیت کرکے تلبیہ پڑھ لے۔(معلّم الحجاج:87)

اِن دونوں رکعتوں میں کوئی بھی سورت پڑھی جاسکتی ہے البتہ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اِخلاص پڑھنا مسنون ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:5/1761)

واضح رہے کہ احرام کی یہ دو رکعت سر کو ڈھانک کر اداء کی جائے گی، کیونکہ ابھی احرام کی حالت شروع نہیں ہوئی، البتہ احرام کی نیت اور تلبیہ کے بعد جبکہ احرام شروع

ہو جائے تو ہر نماز سر کو کھول کر ہی اداء کریں گے، کیونکہ احرام کی حالت میں سر کو ڈھانکنا ممنوع ہے۔اِسی طرح احرام کی نفل میں اِضطباع (دائیں کندھے کو برہنہ) بھی نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ صرف طواف کے دوران کیا جاتا ہے۔(معلّم الحجاج:87)

۸ احرام کی نیت کرنا:

احرام کی دو رکعت پڑھنے کے بعد اب احرام کی نیت کریں جس کا طریقہ یہ ہے کہ دل سے حج یا عُمرہ جو بھی کرنا ہو اُس کا اِرادہ کریں اور اگر زبان سے بھی کہہ دیں تو زیادہ بہتر ہے، تاکہ نیت کی پختگی حاصل ہو جائے۔(عالمگیری:1/237)

نیت کیلئے مندرجہ ذیل دُعائیہ الفاظ کہے جاسکتے ہیں:

حجِ اِفراد یعنی صرف حج کا اِرادہ ہو تو یوں کہیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي" اے اللہ! میں حج کا اِرادہ کرتا ہوں، میرے لئے اِس کو آسان کردیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

صرف عُمرہ کا اِرادہ ہو تو یوں کہیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي" اے اللہ! میں عُمرہ کا اِرادہ کرتا ہوں، میرے لئے اِس کو آسان کردیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

حجِ قِران یعنی ایک ہی احرام میں حج اور عُمرہ دونوں کا اِرادہ ہو تو یوں کہیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي" اے اللہ! میں حج اور عُمرہ دونوں کا اِرادہ کرتا ہوں، میرے لئے اِن دونوں کو آسان کردیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

حج تمتع کرنے والے چونکہ شروع میں صرف عُمرہ کا احرام باندھتے ہیں تو اُنہیں صرف

عُمرہ کی نیت کرنی چاہیئے اور بعد میں جب حج کا احرام مکہ مکرّمہ میں باندھیں تو حج کی نیت کرلیں۔(شامیہ:2/482)

❾ تلبیہ پڑھنا:

احرام کی نیت کرلینے کے بعد باآوازِ بلند تین دفعہ تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ اِبتداءً بھی اور بعد میں بھی جب پڑھیں تو تین تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/131)

تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:"**لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ**"۔(بخاری:1549)

واضح رہے کہ تلبیہ پڑھنا کم از کم ایک مرتبہ فرض، تین مرتبہ سنّت، ہر نئی حالت شروع ہوتے ہوئے مستحب اور احرام کی حالت میں بغیر کسی نئی حالت کے بھی کثرت کرنا مندوب(بہتر)ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/131)(شامیہ:2/484)

تلبیہ کے مذکورہ الفاظ مسنون ہیں،ان کے علاوہ کوئی بھی ایسے الفاظ جو ذکرِ الٰہی پر مشتمل ہوں اُن سے بھی اگرچہ تلبیہ اداء ہوجاتا ہے،لیکن ان ہی الفاظ کو پڑھنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ سنّت سے ثابت ہیں۔(عالمگیری:1/ 222)

تلبیہ کے الفاظ میں چار جگہ وقف کرنا مستحب ہے،اوپر تلبیہ کی عبارت میں علامتِ وقف " ، " کے ذریعے اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔(تحفۃ الالمعی:3/220)

عورتوں کیلئے ہلکی آواز میں تلبیہ پڑھنے کا حکم ہے، لیکن اس سے مراد دل میں پڑھنا نہیں، بلکہ حروف کی ادائیگی کے ساتھ اس طرح پڑھنا مطلوب ہے کہ خود اُن کے کان سن سکیں۔البتہ مَردوں کیلئے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم ہے، لیکن اِس سے چلّانا مراد نہیں ہے۔(تحفۃ الالمعی: 3/225)(عالمگیری:1/223)(شامیہ:2/491)

⑩ اللہ تعالیٰ سے دُعاء مانگیں:

تین دفعہ تلبیہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں، اُس سے اُس کی رضاء وخوشنودی کا سوال کریں اور جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں، جیسا کہ حدیث میں آپ ﷺ کا یہ عمل ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ سَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَغْفِرَتَهُ وَرِضْوَانَهُ واسْتَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ" نبی کریم ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور اُس کی رضاء وخوشنودی کا سوال کرتے اور اللہ تعالیٰ سے جہنم سے آزادی کا سوال کرتے۔(طبرانی کبیر:3721)

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دُعاء مانگنی چاہیئے:

① "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ"

اے اللہ میں تجھ سے تیری رضاء وخوشنودی اور جنّت کا سوال کرتا ہوں اور میں تیرے غضب اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔(شامیہ:2/484)

حصنِ حصین میں یہ دُعاء ذکر کی گئی ہے:

② "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ غُفْرَانَكَ وَ رِضْوَانَكَ اَللّٰهُمَّ أَعْتِقْنِيْ مِنَ النَّارِ"

اے اللہ! میں تجھ سے تیری مغفرت، تیری رضاء وخوشنودی کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! مجھے جہنم سے آزاد کردے۔(حصنِ حصین)(پُرنور دعائیں)

⑪ صدقہ کرنا:

سفر پر روانہ ہونے سے پہلے کچھ نہ کچھ اپنی وسعت کے مطابق صدقہ بھی کردینا چاہیئے، فقہاء کرام نے اِس کو حج کے آداب میں سے لکھا ہے۔(الدر المختار:2/471)

احادیثِ طیّبہ کے مطابق:

صدقہ بلاؤں کو دور کر دیتا ہے۔(شعب الایمان:3082)

صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔(ترمذی:664)

صدقہ بُری موت سے بچاتا ہے۔(ترمذی:664)

صدقہ گناہوں کیلئے کفارہ ہے۔(ترمذی:2616)

صدقہ جہنم کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔(بخاری:1417)

اِس لئے حج یا عُمرہ کے مبارک سفر پر جانے سے پہلے صدقہ کا اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ سفر میں ہر قسم کے حادثات، مصائب و آلام، آفات اور بیماریوں سے حفاظت رہے اور اللہ تعالیٰ سفر کو سہل اور آسان فرمائے۔

⓬ سفر کی دعائیں پڑھتے ہوئے خوش دلی کے ساتھ نکلنا:

اس کے بعد گھر سے نکلنے کی اور سفر پر جانے کی مسنون اور مبارک دعائیں پڑھتے ہوئے اللہ کی ذاتِ عالی پر بھروسہ کرتے ہوئے اور تلبیہ پڑھتے ہوئے گھر سے نکل جائیں۔

حج یا عُمرہ کیلئے گھر سے خوش دلی کے ساتھ نکلنا چاہیئے، طبیعت پر کوئی بوجھ یا گرانی نہیں ہونی چاہیئے۔(عالمگیری:1/220)اور اِسی لئے گھر والوں کو بھی چاہیئے کہ وہ رخصت کرتے ہوئے حاجی کی عدمِ موجودگی میں پیش آنے والی کسی موہوم پریشانیوں کا تذکرہ بھی نہ کریں تاکہ حاجی خوشی خوشی اللہ کے گھر کے مبارک سفر پر جاسکے۔

سفر کی دعائیں:

سفر خواہ حج کا ہو یا عُمرہ کا، اُس میں مسنون دُعاؤں کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیئے، اِس کی وجہ سے سفر میں شر ور و فتن سے حفاظت بھی ہو گی اور اتباعِ سنت کا ثواب بھی ملے گا۔

گھر والے رخصت کرتے ہوئے یہ دُعاء پڑھیں:

گھر والے جو اپنے عزیز کو حج یا عُمرہ وغیرہ کے سفر پر جانے کیلئے رخصت کر رہے ہیں اُنہیں چاہیئے کہ وہ اپنے عزیز کو اللہ کے حوالے اور سپرد کریں، اِس لئے کہ حدیث میں آتا ہے: "إِذَا اسْتُودِعَ اللهُ شَيْئًا حَفِظَهُ" جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (طبرانی کبیر: 13571)

اور اس کے ساتھ احادیثِ طیّبہ سے ثابت مندرجہ ذیل دُعائیں پڑھ کر رخصت کریں:

① "أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ، وَأَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ"

میں تمہارا دین، تمہاری اَمانت اور تمہارے اَعمال کا خاتمہ (سب کچھ) اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیں سفر پر رخصت کرتے ہوئے یہ دُعاء دیا کرتے تھے۔ (ترمذی: 3443)

ایک اور بہترین دُعاء یہ بھی دینی چاہیئے جو حدیث سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آکر اپنے سفر کا اِرادہ ظاہر کیا اور زادِ راہ کی درخواست کی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُسے یہ قیمتی زادِ راہ عطاء کیا:

② "زَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوَى، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ"

اللہ تعالیٰ تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ عطاء کرے، تمہارے گناہ معاف کر دے، تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے خیر و بھلائی کے کام کو آسان کر دے۔ (ترمذی: 3444)

کسی صحابی کو جو کہ حج پر جانے کا اِرادہ لے کر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُنہیں مندرجہ ذیل دُعاء کی تلقین فرمائی:

③"زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَى، وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْهَمَّ"

اللہ تعالیٰ تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ عطاء کرے، خیر و بھلائی کی جانب تمہیں متوجہ کرے اور تمہاری تمام فکروں کیلئے کافی ہو جائے۔(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:506)

④"اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ"

اے اللہ! اس کیلئے زمین (کے فاصلے) کو لپیٹ دیجئے اور اس کیلئے سفر آسان کر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سفر پر جاتے ہوئے یہ دُعاء دی تھی۔(ترمذی:3445)

رخصت ہونے والا اپنے گھر والوں کو یوں دُعاء دے:

سفر پر جانے والے کو چاہیئے کہ اپنے گھر والوں کو رخصت ہوتے ہوئے یہ دُعاء دے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ جب تم سفر پر کسی جگہ جانے کا اِرادہ کرو تو اپنے گھر والوں کو اِن الفاظ میں دُعاء دو:

"أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِي لَا يُخَيِّبُ وَدَائِعَهُ"

میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جو اُن چیزوں کو ضائع نہیں کرتا جو اُس کی اَمانت اور سپردگی میں دی جائیں۔(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:507)

سفر کیلئے کھڑے ہوتے ہوئے یہ دُعاء پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ، وَإِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ، وَبِكَ اعْتَصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِي وَرَجَائِي، اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي مَا أَهَمَّنِي، وَمَا لَا أَهْتَمُّ بِهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، وَزَوِّدْنِي التَّقْوَى، وَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَوَجِّهْنِي لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتُ"

اے اللہ! میں آپ ہی کے نام پر کھڑا ہوتا ہوں، آپ ہی کی جانب متوجہ ہوتا ہوں، آپ ہی کی ذات کو میں تھامتا ہوں، اے اللہ! آپ ہی میرا اعتماد اور آپ ہی میری اُمید(کا مرکز)ہیں، اے اللہ !میرے اُن تمام کاموں کیلئے کافی ہو جایئے جنہوں نے مجھے فکر میں ڈال رکھا ہے اور جن کی مجھے کوئی فکر نہیں ہے اور اُن کاموں میں جو آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں ،اور مجھے تقویٰ کا زادِ راہ عطاء کیجئے، میرے گناہ معاف کر دیجئے اور میں جہاں کا بھی رُخ کروں، مجھے خیر و بھلائی کی طرف متوجہ کر دیجئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر میں جانے کیلئے کھڑے ہوتے تو مذکورہ بالا یہ دُعاء مانگا کرتے تھے۔(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی:495)

گھر سے نکلتے ہوئے یہ دُعائیں پڑھیں:

① ”بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“

اللہ کے نام سے میں گھر سے نکلتا ہوں، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوّت صرف اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلتا ہے اور مذکورہ دُعاء پڑھتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں حق راستہ کی ہدایت دی گئی، تمہارے غم کیلئے کفایت کر دی گئی، تمہیں (شرور اور دشمنوں سے) بچالیا گیا، پس اُس سے شیاطین دور ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرا شیطان اُس کے شیطان سے کہتا ہے کہ تم اُس شخص پر کیسے قابو پاسکتے ہو جسے ہدایت دیدی گئی، غموں کیلئے کفایت کر دی گئی اور اُسے (شرور سے) بچالیا گیا۔(ابوداؤد:5095)

②"بِسْمِ اللّٰهِ، آمَنْتُ بِاللّٰهِ، اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَاحَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"

اللہ کے نام سے میں نکلا، میں اللہ پر ایمان لایا، میں نے اللہ کی ذات کو تھام لیا، میں اللہ کی ذاتِ عالی پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوّت صرف اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو مسلمان بھی اپنے گھر سے سفر یا کسی بھی کام کیلئے سے نکلتے ہوئے مذکورہ بالا یہ دُعاء پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُسے اِس نکلنے کا بہترین رزق دیا جاتا ہے اور اِس نکلنے کے شر کو اُس سے پھیر لیا جاتا ہے۔ دُعاء کے الفاظ یہ ہیں۔(مسند احمد:471)

③"اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ، أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ، أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ"

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اِس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں، میں پھسل جاؤں یا پھسلا یا جاؤں اور اِس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے، میں کسی کے ساتھ جہالت کا معاملہ کروں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی جانب نگاہ اُٹھا کر مذکورہ بالا یہ دُعاء پڑھتے تھے۔(ابوداؤد:5094)

سواری پر سوار ہوتے ہوئے یہ دُعاء پڑھیں:

①"سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ"۔(الزخرف:13،14)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں دے دیا، ورنہ ہم میں سے یہ طاقت نہیں تھی کہ اس کو قابو میں لاسکتے۔ اور بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔(آسان ترجمہ قرآن)

مذکورہ بالا دُعاء نبی کریم ﷺ سے اِس طرح پڑھنا منقول ہے:

☆—سوار ہوتے ہوئے "**بِسْمِ اللهِ**" پڑھیں۔

☆—جب سواری پر جب بیٹھ جائیں تو "**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ**" کہیں۔

☆—پھر یہ دُعاء پڑھیں: "**سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا**"—الخ

☆—پھر تین مرتبہ "**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ**" اور تین مرتبہ "**اَللهُ أَكْبَرُ**" کہیں۔

☆—پھر یہ دُعاء پڑھیں: "**سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ**"

☆—اُس کے بعد (اِتباعِ سنّت میں) کچھ مسکرائیں۔

یہ سارے اَعمال نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔(ابوداوٗد:2602)(ترمذی:3446)

جب سواری چلنے لگے تو یہ دُعاء پڑھیں:

①"اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي

سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ"۔(مسلم:1342)

اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری کا سوال کرتے ہیں اور اُس عمل کا سوال کرتے ہیں جو تجھے پسند ہو۔ اے اللہ! تو ہمارا یہ سفر ہم پر آسان کر دے اور اس کی دوری کو ہمارے لئے لپیٹ دے (یعنی جلد طے کر دے)۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں (ہمارا) رفیق اور گھر بار میں (ہمارا) قائم مقام ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے اور (سفر میں کسی) تکلیف دہ منظر سے اور مال و منال اور بیوی بچوں میں تکلیف دہ واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

② "بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ، وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ"۔(ھود:41)(زمر:67)

ترجمہ: اس کا چلنا بھی اللہ ہی کے نام سے ہے، اور لنگر ڈالنا بھی، یقین رکھو کہ میرا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔ اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا، حالانکہ پوری کی پوری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور سارے کے سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بالا و برتر اس شرک سے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں۔ (آسان ترجمہ قرآن)

جب کشتی یا جہاز چلنے لگے تو یہ مذکورہ دعاء پڑھنی چاہیئے، حدیث کے مطابق کشتی (اِسی میں جہاز بھی داخل ہے، اس) میں سفر کرتے ہوئے یہ دُعاء پڑھ لی جائے تو اللہ تعالیٰ ڈوبنے اور ہلاک ہونے سے محفوظ فرمادیتے ہیں۔(ابن سنی:500)(پُر نور دعائیں:53)

سفر میں خوشحالی اور کامیابی کیلئے یہ پڑھیں:

سفر پر روانہ ہوتے ہوئے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل پانچ سورتیں پڑھ لیجئے:

(1)۔سورۂ کافرن۔ (2)۔سورۂ نصر۔ (3)۔سورۂ اخلاص

(4)۔سورۂ فلَق۔ (5)۔سورۂ ناس۔

حدیث کے مطابق سفر پر روانہ ہوتے ہوئے مذکورہ بالا پانچ سورتوں کا پڑھ لینا سفر میں خوشحالی و کامیابی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، حدیث ملاحظہ فرمائیے:

حضرت جبیر ابن مطعم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا:

"أَتُحِبُّ يَا جُبَيْرُ إِذَا خَرَجْتَ سَفَرًا أَنْ تَكُونَ مِنْ أَمْثَلِ أَصْحَابِكَ هَيْئَةً وَأَكْثَرِهِمْ زَادًا؟" اے جبیر! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ جب سفر میں نکلو تو تم اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ اچھی حالت والے اور سب سے زیادہ توشہ حاصل کرنے والے بنو؟ صحابی فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ضرور، میں ایسا ہی چاہتا ہوں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

"فَاقْرَأْ هٰذِهِ السُّوَرَ الْخَمْسَ، قُلْ يَاۤأَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَإِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ، وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَافْتَحْ كُلَّ سُورَةٍ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَاخْتِمْ قِرَاءَتَكَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ“ یہ پانچ سورتیں یعنی سورۂ کافرون، نصر، اِخلاص، فلق اور ناس کو اِس طرح پڑھ لیا کرو کہ ہر سورت کے شروع میں بھی اور پھر سب سے آخر میں بھی ”بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ پڑھ لیا کرو۔

حضرت جبیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ اِس سے پہلے میری حالت یہ تھی کہ میں باوجود غنی اور مالدار ہونے کے جب لوگوں کے ساتھ سفر پر جاتا تو لوگوں میں میری حالت کمتر اور توشہ قلیل ہوا کرتا تھا، لیکن جب سے میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سکھلائی ہوئی سورتیں پڑھنی شروع کردیں تو سفر میں واپس لوٹنے تک لوگوں میں میری حالت سب سے زیادہ بہتر اور میرا توشہ سب سے زیادہ کثیر ہونے لگا۔(مسند ابویعلیٰ موصلی:7419)

بلندی یا پستی میں چڑھتے یا اترتے ہوئے یہ پڑھیں:

① اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے ”اَللّٰهُ أَكْبَرُ“ اور نیچے اترتے ہوئے ”سُبْحَانَ اللهِ“ کہنا چاہیئے، کسی وادی یعنی کھلے میدان میں پہنچے تو ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ“ کہے۔ اور جب سواری کو ٹھوکر یا جھٹکا لگے تو ”بِسْمِ اللهِ“ کہنا چاہیے۔(حصنِ حصین:184)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ”كُنَّا إِذَاصَعِدْنَا كَبَّرْنَا،وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا“ ہم لوگ جب کسی اونچی جگہ چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب کسی نشیبی جگہ اترتے تو تسبیح پڑھا کرتے تھے۔(بخاری:2994)

ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اپنے سفر کا اِرادہ ظاہر کرتے ہوئے وصیّت کی درخواست کی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ“ تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرلو اور ہر اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے تکبیر

یعنی ''اللہ اَکبر'' کہنے کا اہتمام کرو۔(ترمذی:3445)

②''اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ''

اے اللہ! ہر بلندی پر تیرے لئے ہی تمام بلندیاں ہیں اور ہر حال میں تیرے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں۔

نبی کریم ﷺ جب کسی بلندی پر چڑھتے تو یہ دُعاء پڑھا کرتے تھے۔(مسند احمد:13504)

جب حدودِ حرم میں داخل ہوں تو یہ دُعاء پڑھیں:

جب وہ شہر میں جس میں جانا ہے وہ نظر آنے لگے تو یہ دُعاء پڑھ لینی چاہیئے:

①''اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ، فَإِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ أَهْلِهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا''۔(مستدرکِ حاکم:1634)

اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں کے اور اس تمام مخلوق کے پروردگار جس پر یہ تمام آسمان سایہ فگن ہیں اور اے ساتوں زمینوں کے اور اس تمام مخلوق کے پروردگار جس کو یہ زمینیں اٹھائی ہوئی ہیں اور اے تمام شیطانوں کے اور اس تمام مخلوق کے پروردگار جن کو ان شیاطین نے گمراہ کیا ہے اور اے تمام ہواؤں کے اور ان چیزوں کے رب جن کو ہواؤں نے پراگندہ کر دیا ہے۔ پس ہم تجھ سے ہی اس بستی کی اور اس بستی والوں کی خیر و برکت کی دعا مانگتے ہیں اور اس بستی کے اور بستی والوں کے اور جو کچھ بھی اس بستی میں ہے، ان سب کے شر سے تیری ہی پناہ مانگتے ہیں۔

اور جب حرم شریف نظر آنے لگے تو یہ دعاء پڑھیں:

۲"اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُكَ وأَمْنُكَ فَحَرِّمْنِي عَلَى النَّارِ، وأَمِّنِّي مِنْ عَذَابِكَ يَومَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، وَاجْعَلْنِي مِنْ أَوْلِيَائِكَ وَأَهْلِ طَاعَتِكَ"

اے اللہ! یہ آپ کا حرم ہے اور آپ کے دیے ہوئے امن کی جگہ ہے، پس مجھے دوزخ پر حرام کر دیجئے اور مجھے عذاب سے امن عطاء فرمایئے جس دن (یعنی قیامت کے دن) آپ اپنے بندوں کو اُٹھائیں گے اور مجھے اپنے اولیاء اور فرماں برداروں میں شامل فرمالیجئے۔(الاَذکار للنووی:320)(پُرنور دعائیں:85)

جب منزل پر اتریں تو یہ دُعاء پڑھیں:

"أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات (صفات) کی پناہ چاہتا ہوں اُس کی پیدا کردہ تمام چیزوں کے شر سے۔

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جو کسی جگہ اُترے اور یہ دُعاء پڑھ لے تو اُسے اُس جگہ سے روانہ ہونے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔(ترمذی:3437)

۱۳ تلبیہ کی کثرت کرنا:

احرام کی حالت میں تلبیہ کی کثرت کرنی چاہیئے، دورانِ سفر ایئرپورٹ پر، جہاز میں، جہاز سے اترنے کے بعد اور پھر وہاں سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے اور ہوٹل میں پہنچ کر اور پھر وہاں سے بیت اللہ کی جانب جاتے ہوئے جس قدر مُمکن ہو زیادہ سے زیادہ تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہیئے۔(شامیہ:2/491)

ویسے تو محرم کو ہر وقت ہی تلبیہ کی کثرت کرنی چاہئے، البتہ کسی حالت کی تبدیلی کے وقت تلبیہ پڑھنا اور بھی زیادہ بہتر ہے، مثلاً اُٹھتے، بیٹھتے ہوئے، کسی سے ملتے ہوئے،

سواری پر سوار ہوتے یا اُترتے ہوئے، نمازوں کے بعد، کسی اُونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے یا نیچے اترتے ہوئے، نیند سے بیدار ہو کر۔(عُمدۃ الفقہ:4/131)(عالمگیری:1/223)

تلبیہ ہر شخص کو اِنفرادی پڑھنا چاہیئے، اجتماعی طور پر اِس طرح پڑھنا کہ ایک شخص پڑھا رہا ہو اور دوسرے لوگ سب مل کر اُس کے ساتھ ساتھ پڑھ رہے ہوں، اِس طرح نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اِتنی زور سے تلبیہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے کہ کسی کو تکلیف اور اَذیّت ہو۔(شامیہ:2/491)

حضرت خلّاد بن سائب اپنے والد سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور اِرشاد فرمایا:

"مُرْ أَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ" آپ اپنے صحابہ کرام کو حکم دیدیجئے کہ وہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کریں۔(مسند احمد:16569)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كُنَّا نَخْرُجُ حُجَّاجًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَمَا نَبْلُغُ مِنَ الْغَدِ الرَّوْحَاءَ حَتَّى تُبَحَّ حُلُوقُنَا يَعْنِي مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ"

ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کرنے کیلئے نکلے، اگلے دن ہم ابھی ہم "رَوحاء" کے مقام پر پہنچے بھی نہ تھے کہ تلبیہ اونچی آواز سے (اور بکثرت) پڑھتے رہنے کی وجہ سے ہمارے گلے بیٹھ چکے تھے۔(طبرانی اوسط:6418)

حضرت خلّاد بن سائب فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور اِرشاد فرمایا: "كُنْ عَجَّاجًا ثَجَّاجًا" یارسول اللہ! خوب تلبیہ پڑھنے والے اور خوب قربانی کرنے والے بن جایئے۔(مسند احمد:16566)

کسی شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: یارسول اللہ! حج (کا سب سے افضل عمل) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ" زور زور سے تلبیہ پڑھنا اور جانور کا خون بہانا۔(ابن ماجہ:2896)

⑭ احرام کی پابندیوں کا لحاظ رکھنا:

احرام کی نیت کرنے اور تلبیہ پڑھ لینے کے بعد اِنسان مُحرم ہو جاتا ہے، اب اُس کیلئے احرام کی تمام پابندیوں کا خیال رکھنا چاہیئے، لہٰذا پورے سفر کے دوران بھی اور مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد بھی جب تک احرام کی حالت برقرار ہے، احرام کی پابندیوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ احرام کی حالت میں مندرجہ ذیل آٹھ کاموں کو احرام کی پابندیاں یا احرام کے ممنوعات کہا جاتا ہے، اِن سے احتراز کیجئے:

(1)—جماع اور اُس کے اسباب یعنی بوس و کنار کرنا۔

(2)—سر منڈوانا یا سر اور جسم کے کسی بھی حصے کے بال کٹوانا۔

(3)—خشکی کا شکار کرنا یا اُس کی طرف کسی کی راہنمائی یا مدد کرنا۔

(4)—سر اور چہرہ کو ڈھانکنا۔(عورت کیلئے سر کو ڈھانکنا ضروری ہے)

(5)—ناخن تراشنا۔

(6)—سِلا ہوا کپڑا پہننا۔(یہ پابندی صرف مَردوں کیلئے ہے)

(7)—خوشبو لگانا۔

(8)—رفث و فسوق اور جدال۔ یعنی کسی بھی قسم کی بے حیائی کا کام، یا جماع کی گفتگو اگرچہ اپنی بیوی ہی سے کیوں نہ ہو، اور گناہ اور جھگڑا کرنا۔

(عُمدۃ الفقہ:4/138)(تسہیل بہشتی زیور:1/465)(تحفۃ الالمعی:3/194)

عورت کے لئے صرف چہرے کو ڈھانکنا ممنوع ہے، سر کا ڈھانکنا ممنوع نہیں، بلکہ سر کو ڈھانکنا عورت کے لئے واجب ہے، اس لئے کہ وہ ستر میں داخل ہے۔ حاصل یہ ہے کہ چہرے کو ڈھانکنے کی ممانعت میں مَرد و عورت دونوں شریک ہیں، جبکہ سر کو ڈھانکنا مَرد کے لئے ممنوع اور عورت کیلئے واجب ہے۔(عُمدۃ:4/142)

واضح رہے کہ چہرہ ڈھانکنا ممنوع ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ پردہ ہی نہ کیا جائے، جیسا کہ بہت سی خواتین حالتِ احرام میں اِس گناہ کی مرتکب ہورہی ہوتی ہیں، یاد رکھیں! احرام کی حالت میں بھی پردہ ضروری ہے، بلکہ اِس حالت میں تو شرعی احکام کا اور بھی زیادہ خیال رکھنا چاہیئے، البتہ عام نقاب کے بجائے ایسے نقاب استعمال کرنے چاہیئے جن کو پہن کر کپڑا چہرے سے نہ لگے۔ مارکیٹ میں ایسے نقاب بنے بنائے بآسانی مل جاتے ہیں۔(تسہیل بہشتی زیور:468،469)(ابن ابی شیبہ:14329)(شامیہ:2/528)

حضرت اَسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كُنَّا نُغَطِّيَ وُجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ"

ہم لوگ مَردوں سے اپنے چہرے ڈھانک کر رکھتے تھے۔(مستدرکِ حاکم:1668)

حضرت فاطمہ بنتِ مُنذر رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں:

"نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ" ہم لوگ احرام کی حالت میں اپنے چہرے ڈھانک کر رکھا کرتے تھے۔(مؤطا مالک، کتاب الحج:16)

عورتیں کوئی بھی چپل پہن سکتی ہیں، البتہ مَرد حضرات ہوائی چپل یا ایسی جوتی اِستعمال کریں جس سے پاؤں کے درمیان کی اُبھری ہوئی ہڈی کھلی رہے۔(احکام الحجاج:174)

۵ تقویٰ کا اہتمام:

حج یا عُمرہ کے سفر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بطورِ خاص جس چیز کا حکم دیا ہے اور اُسے بطور "زادِ راہ" کے اپنے ساتھ لیکر جانے کی تلقین فرمائی ہے وہ "تقویٰ" یعنی پرہیز گاری کا اہتمام ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی پوری زندگی میں اور خاص طور پر اِس حج کے سفر میں ہر قسم کے چھوٹے بڑے تمام گناہوں اور مُنکرات سے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی تمام باتوں اور کاموں سے حتی الوسع مکمل طور پر اجتناب کیا جائے، اور یہی بات آیتِ حج میں بھی بیان کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حج کیلئے جانے والوں کو ابتداءً تین چیزوں سے منع کیا:

(1)۔ رَفث: یعنی بے حیائی کی تمام باتوں اور کاموں کا مرتکب ہونے سے بچنا چاہیئے۔

(2)۔ فسوق: یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام چھوٹی بڑی نافرمانیوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیئے۔

(3)۔ جدال: یعنی باہمی نزاع اور لڑائی جھگڑوں سے کلی طور بچا جائے۔

اُس کے بعد بطور خاص تقویٰ کی تعلیم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ﴾

اور (حج کے سفر میں) زاد راہ ساتھ لے جایا کرو، کیونکہ بہترین زاد راہ تقوی ہے، اور اے عقل والو! میری نافرمانی سے ڈرتے رہو۔ (البقرۃ:197، آسان ترجمہ قرآن)

سرورِ دوعالَم ﷺ نے بھی اِسی حقیقت کو واضح فرمایا ہے، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے:

"مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ"

جس نے اللہ (کی رضا اور خوشنودی) کیلئے حج کیا اور اس میں کوئی فحش کام اور گناہ نہیں کیا تو وہ (حج سے) اُس دن کی طرح (گناہوں سے پاک ہو کر) لوٹتا ہے جس دن اُس کی

ماں نے اُسے جنا تھا۔(بخاری:1521)

بہت سے لوگ حج پر جاتے ہیں لیکن گناہوں سے بچنے کا اہتمام نظر نہیں آتا، نماز باجماعت تک کی پابندی میں کوتاہی نظر آتی ہے، زبان، کان اور خاص طور پر آنکھوں کو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے محفوظ رکھنے کا اہتمام نہیں کرتے، حج کے اِس مبارک سفر میں بھی ڈاڑھی منڈاتے یا اُسے ایک مُشت سے کم کرتے ہیں، پائنچے ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں، نامحرموں سے باتیں کرنا اور ہنسی مذاق کرنا نہیں چھوڑتے۔ یاد رکھیں! حج کے اِس مبارک سفر میں بھی اگر گناہ نہ چھوڑے تو کب چھوڑیں گے، ہمیں تو صرف حج ہی نہیں، حج مبرور کرنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ احادیثِ طیّبہ میں حج کے بڑے بڑے فضائل کو بیان کرتے ہوئے اُن فضیلتوں کے حصول میں "حج مبرور" کی قید لگائی گئی ہے، گویا کہ اُن فضائل کو حاصل کرنے کیلئے اپنے حج کو "حج مبرور" بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے، ورنہ وہ سارے فضائل و اِنعامات جو اِس مبارک سفر کے بیان کیے گئے ہیں وہ رہ جائیں گے اور حج کے باوجود بھی اِنسان بہت بڑی محرومی کا شکار ہوجائے گا۔

حج مبرور کی سب سے زیادہ مشہور اور صحیح تعریف یہی ہے کہ اُس میں گناہ کی آمیزش نہ ہو، چنانچہ علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الْأَصَحُّ الْأَشْهَرُ أَنَّ الْمَبْرُورَ هُوَ الَّذِي لَا يُخَالِطُهُ إِثْمٌ"

زیادہ صحیح اور مشہور تعریف یہی ہے کہ حج مبرور اُسے کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ گناہ کی آمیزش نہ ہو۔(شرح النووی علی مسلم:9/118،119)(مرقاۃ:6/2482)

اِس لئے حج کے پورے سفر میں اِس بات کا سب سے زیادہ اہتمام ہونا چاہیئے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی کوئی بھی نافرمانی سرزد نہ ہو، کسی کے حقوق ضائع نہ ہوں، کسی کی دل آزاری

نہ ہو، کیونکہ جس طرح اُس پاکیزہ اور مقدس سرزمین میں ایک ایک نیکی ایک ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے اِسی طرح وہاں کا گناہ بھی ایک ایک لاکھ گناہ کے برابر ہے۔

چنانچہ حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا اِرشاد ہے: میں مکہ میں ایک خطاء کروں اس سے یہ بہت زیادہ پسند ہے کہ (مکہ سے باہر) رُکیّہ میں ستر خطائیں کروں۔(فضائلِ صدقات:104)

تقویٰ کے حصول کیلئے مندرجہ ذیل کاموں کو اہتمام سے کیجئے:

(1) نمازوں کا اہتمام کریں اور کوشش کریں کہ قضاء تو درکنار جماعت بھی فوت نہ ہو۔

(2) نگاہوں کی حفاظت کا بھرپور اہتمام کریں اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو ہرگز ہرگز نہ دیکھیں، خصوصاً انٹرنیٹ کے اِستعمال میں بہت زیادہ محتاط رہیں کہ کوئی حرام اور ناپسندیدہ ویڈیوز اور تصاویر پر نگاہ بھی نہ پڑے اِس کیلئے سب سے زیادہ بہتر یہی ہے کہ اِس سفر میں انٹرنیٹ کے اِستعمال سے گریز کریں اور اگر گھر والوں سے بذریعہ انٹرنیٹ بات کرنی بھی ہے تو اُسے صرف ضرورت کی حد تک رکھیں، فیس بوک، واٹس ایپ، یوٹیوب وغیرہ کا اِستعمال بالکلیہ ترک کردیں، کیونکہ اُن کو اِستعمال کرتے ہوئے نگاہوں کو محفوظ رکھنا نہایت مشکل ہے۔

حضرت فضل بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جو کہ عرفہ کے دن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ سواری میں پیچھے بیٹھے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُنہیں نصیحت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

"يَا ابْنَ أَخِي إِنَّ هَذَا يَوْمٌ مَنْ مَلَكَ فِيهِ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَلِسَانَهُ غُفِرَ لَهُ" اے میرے بھتیجے! بیشک یہ عرفہ کا دن ہے اِس میں جو شخص اپنے کانوں، نگاہوں اور زبان کی حفاظت کرلے اُس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔(صحیح ابن خزیمہ:2832)

(3) زبان کی حفاظت کریں، گالم گلوچ، طعن و تشنیع، جھوٹ اور غیبت سے بالکلیہ

اجتناب کریں، کسی کا دل نہ توڑیں، کسی کی دلآزاری نہ کریں، اپنے ماتحتوں اور چھوٹوں کے ساتھ بالخصوص اپنے بیوی اور بچوں کے ساتھ مہذّب اور شائستہ گفتگو کریں، چھوٹی چھوٹی بات پر چڑچڑے پن کا مُظاہرہ کرنا، غصہ کرنا اور تند و تیز اور درشت لہجہ میں گفتگو کرنا حج کے بڑے اجر و ثواب سے محرومی کی بات ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کون سا حاجی سب سے افضل ہے؟ اُنہوں نے اِرشاد فرمایا: ”مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَكَفَّ لِسَانَهُ“ جو لوگوں کو کھانا کھلائے اور اپنی زبان کو (گناہوں سے) روکے۔(مصنف عبد الرزاق:8816)

نبی کریم ﷺ سے کسی نے حاجی کی افضل ترین نیکی کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ”إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَتَرْكُ الْكَلَامِ“ لوگوں کو کھانا کھلانا اور (گناہوں والی) بات کو ترک کردینا۔(مصنف عبد الرزاق:8817)

ایک اور روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ سے حج کی نیکی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ”طِيبُ الْكَلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ“ عُمدہ اور پاکیزہ گفتگو کرنا اور کھانا کھلانا۔(شعب الایمان:3824)

ایک اور روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:

”مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَقَضَى مَنَاسِكَهُ، وَسَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ جس نے حج کیا اور اُس کے سارے مَناسک پورے کیے، اور لوگ اُس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے محفوظ اور سلامت رہے تو اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔(مصنف عبد الرزاق:8818)

(4) کانوں کی حفاظت کریں، کسی کی بُرائی اور غیبت ہرگز نہ سنیں، موسیقی اور میوزک

سے قطعی اور کلی طور پر اجتناب کریں۔

(5) لڑائی جھگڑے سے کلی طور پر بچیں کیونکہ حج کے سفر میں بطورِ خاص اِس گناہ سے منع کیا گیا ہے، عموماً حج کے سفر میں بہت سی جگہوں میں صبر و تحمل کا اِمتحان ہوتا ہے اُس اِمتحان میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ حِلم و بُرباری کا پیکر بن کر تمام پیش آنے والے ناخوشگوار ماحول اور واقعات کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا جائے۔ کھانے پینے اور رہائش میں پیش آنے والی تکالیف، طواف و سعی میں، منیٰ و مزدلفہ اور وقوفِ عرفہ میں لوگوں کے کثرتِ اِزدحام کی وجہ سے پیش آنے والی تکالیف میں بھی ماتھے پر ذرا سی شِکن بھی نہ آنے دیں، مسکراتے ہوئے لوگوں کے ساتھ ملاقات کریں اور ایک بہترین اِسلامی معاشرت کا نمونہ بن کر حج کریں، یقیناً یہ آپ کیلئے اجر و ثواب کے بڑے بڑے پہاڑوں کو جمع کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے حرمِ پاک کو اَمن و عافیت کی جگہ قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہاں کوئی قتل کرکے بھی داخل ہوجائے تو اُسے بدلہ میں قتل نہیں کیا جاسکتا بلکہ باہر نکلنے پر مجبور کرکے پھر قصاص لیا جائے گا، حضرت عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی حرَم میں پاؤں تو وہاں اُسے ہاتھ بھی نہ لگاؤں۔(فضائلِ صدقات:91)

پس سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ جب قتل جیسے بڑے جرم کے مرتکب کو بھی وہاں امن حاصل ہے اور اُسے قتل نہیں کیا جاسکتا تو کیا چھوٹی چھوٹی باتوں پر باہم دست و گریبان ہونا اور تو تو میں میں کرنا اور ایک دوسرے کی عزّتوں کو اچھالنا درست ہوسکتا ہے؟

(6) فضولیات، لغویات اور تمام لایعنی اُمور سے کوسوں دور رہیں اور اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ قیمتی بنائیں، اِس کیلئے ضروری ہے کہ ایسے ماحول سے بچیں جو غافل کردینے

والا ہے جیسے بازاروں اور شاپنگ مالز میں چکر لگانا، دیر تک ہوٹلوں میں سوئے پڑے رہنا اور پورے پورے دن حرم کا چکر تک بھی نہ لگانا، یاروں دوستوں کے ساتھ گپ شپ میں لگے رہنا، حالاتِ حاضرہ اور سیاست پر گفتگو کرنا، یہ اور اِسی جیسی بہت سی باتیں اور بہت سے ایسے کام ہیں جن کا کوئی مقصد اور کوئی فائدہ نہیں، لیکن بہت سے حاجی اِن کاموں میں اپنے زندگی کے قیمتی بلکہ سب سے زیادہ قیمتی اور مبارک ایّام کو ضائع اور برباد کررہے ہوتے ہیں، یاد رکھیں! یہ موقع بار بار نصیب نہیں ہوتا، اِس لئے اِس کی قدر کرنی چاہیئے اور ایک ایک دن بلکہ ایک ایک لمحہ اور ایک ایک پل کو تول تول کر اِستعمال کریں اور اپنی تمام تر توجہ صرف عبادت اور آخرت کے کاموں میں لگائیں۔ حج یا عُمرہ کے علاوہ بھی زیادہ سے زیادہ نفلی طواف اور عُمرے کریں، حدیث میں آتا ہے:

جس نے بیت اللہ شریف کے پچاس طواف کیے وہ اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح (پاک ہوکر) نکل جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔ (ترمذی:866)

پس اِس حدیث کے مطابق اپنے پورے سفر میں کوشش کریں کہ یہ تعداد کسی بھی طرح روزانہ کے اعتبار سے ٹارگٹ مقرر کرکے مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ قدر کرنے والوں کیلئے تو یہ تعداد کچھ بھی نہیں ہے، لوگ تو ایک ایک دن میں پندرہ پندرہ، بیس بیس طواف کرلیتے ہیں اور پورے سفر میں اُن کے طواف کی تعداد سینکڑوں میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُن میں شامل فرمائے۔ اگر طواف کرتے کرتے تھک جائیں تب بھی صحن میں پیچھے کی جانب بیٹھ کر محبت اور عقیدت کے ساتھ کعبہ شریف کی زیارت کے ذریعہ اپنے وقت کو قیمتی بنائیں، حدیث میں آتا ہے اللہ جلّ شانہٗ کی ایک سو بیس رحمتیں روزانہ اُس گھر پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے ساٹھ رحمتیں طواف

کرنے والوں پر، چالیس رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس رحمتیں بیت اللہ کو (صرف) دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔(طبرانی کبیر:11248)

حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ایمان اور تصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔ حضرت ابو السائب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو ایمان و تصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے اُس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے۔(فضائل صدقات:96،97)

بہر حال طواف وغیرہ کرتے کرتے تھک جانے پر بھی اپنے اوقات کو ضائع نہ کریں کعبہ کی زیارت کے ذریعہ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں، اللہ کی رحمتوں کو حاصل کریں اور گناہوں سے پاک صاف ہوتے رہیں۔

(7) حرمین شریفین کی بے ادبی اور بے احترامی سے قطعاً اِجتناب کریں اِس لئے کہ جس طرح اُس جگہ کی حرمت اور آداب و تقدّس پر اجر وثواب کے بڑے بڑے وعدے کیے گئے ہیں اِسی طرح اُس کی بے ادبی و بے احترامی پر وعیدیں اور عذاب بھی بڑا سخت ہے۔ لٰہذا کسی بھی قسم کی بے ادبی و بے احترامی سے احتراز کریں، ورنہ کہیں بے ادبی کی وجہ سے نیکی برباد اور گناہ لازم کا مصداق نہ ہو جائے۔

تیسری فصل:

﴾عُمرہ میں کیے جانے والے اَفعال﴿

مکہ مکرّمہ میں ہوٹل پہنچنے کے بعد سب سے پہلے اپنی رہائش گاہ میں سامان وغیرہ کو اچھی طرح محفوظ کریں۔(عالمگیری:1/224)سفر کی وجہ سے تھکاوٹ ہو چکی ہو گی اِس لئے کچھ کھاپی کر تازہ دم ہو جائیں اور نیند یا آرام کی حاجت ہو تو وہ بھی کرلیں تاکہ عُمرہ کیلئے جانے سے پہلے تھکاوٹ، بھوک اور مختلف فکروں سے مکمل آزادی حاصل ہو جائے اور دل و دماغ پر کسی قسم کا کوئی بوجھ اور گرانی نہ ہو۔اِسی طرح اپنے ہوٹل کو، ہوٹل سے حرم تک جانے والے راستے کو، ہوٹل کے فلور اور کمرہ نمبر وغیرہ کو اچھی طرح یاد رکھیں، اِس کیلئے بہتر ہو گا کہ ہوٹل کا کارڈ اپنے پاس رکھیں تاکہ واپسی میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، اور پھر بنامِ خدا تلبیہ پڑھتے ہوئے مسجدِ حرام کی جانب عُمرہ کرنے کیلئے روانہ ہو جایئے۔

عُمرہ کے افعال کا مرتب خاکہ مندرجہ ذیل ہے، انہیں بالترتیب سرانجام دیجئے:

❶ مسجد حرام میں داخلہ:

مستحب یہ ہے کہ خشوع کی حالت میں تواضع اور عاجزی کے ساتھ باوقار طریقے سے تلبیہ پڑھتے ہوئے اور اُس جگہ کی عظمت کو دل میں بٹھاتے ہوئے داخل ہو اور دُعاء پڑھ کر اپنا دایاں پاؤں پہلے داخل کرے۔(عالمگیری:1/225) داخل ہونے کی دُعاء یہ ہے:"بِسْمِ اللّٰهِ، وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"۔(ابن ماجہ:771)(ترمذی:314)

اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں، اللہ کے رسول ﷺ پر درود اور سلام ہو، اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

فائدہ: مسجد خواہ کوئی بھی ہو اس میں داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی بھی نیت کر لینی چاہیئے تاکہ جتنا وقت مسجد میں گزرے اعتکاف کی عبادت کا اجر و ثواب بھی مستقل ملتا رہے، مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے ہوئے تو خاص طور پر اِس عمل کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اِمام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ بہت اہم چیز ہے، اِس لئے اس کا اہتمام کرنا چاہیئے ۔(فضائل حج، چھٹی فصل:104)

تنبیہ: واضح رہے کہ حیض و نفاس اور جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا شرعاً ممنوع ہے، لہٰذا داخل ہونے سے پہلے اِس بات کا یقین کر لیں کہ عورتوں کے مخصوص ایّام نہ ہوں، اگر اُن کے ایّام چل رہے ہوں تو پاکی حاصل ہو جانے کے بعد غسل کر کے پھر مسجدِ حرام میں داخل ہوں۔

❷ کعبہ پر پہلی نگاہ اور دُعاء:

انتہائی وقار کے ساتھ نگاہوں کو جھکا کر چلتے ہوئے جب ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں اِس بات کا اَندازہ ہو کہ اب سامنے بیت اللہ نظر آجائے گا اور کچھ دیر کھڑے ہونے کا موقع بھی مل سکے گا تو نگاہیں اُٹھا کر اُس مقدّس اور پاکیزہ گھر کی زیارت کیجئے اور دُعاء کیجئے کیونکہ یہ قبولیتِ دُعاء کا موقع ہے۔

نگاہ پڑتے ہی سب سے پہلے تین مرتبہ تکبیر یعنی ”اَللہ اَکبر“ کہیں اور پھر تین مرتبہ تہلیل یعنی ”لا الٰہ الا اللہ“ کہیں ۔(الدر المختار:2/492)

اس کے بعد یہ دُعاء پڑھیں: ”اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ , وَمِنْكَ السَّلَامُ , فَحَيِّنَا

رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا , وَّتَعْظِيمًا , وَّتَكْرِيمًا , وَّمَهَابَةً , وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهُ,وَكَرَّمَهُ,وَعَظَّمَهُ مِمَّنْ حَجَّهُ,أَوِ اعْتَمَرَهُ تَشْرِيفًا,وَتَكْرِيمًاوَّتَعْظِيمًا,وَّبِرًّا"۔(سنن کبریٰ بیہقی:9213)(عالمگیری:1/225)

ترجمہ: اے اللہ! آپ سلامتی والے ہیں، آپ ہی کی جانب سے سلامتی ہوتی ہے، پس اے اللہ! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھئے۔اے اللہ! اِس گھر کی عزّت، عظمت، بزرگی اور ہیبت میں اور زیادہ اِضافہ کردیجئے اور حج یا عُمرہ کیلئے آنے والا جو شخص بھی اِس گھر کی عزّت و تکریم اور تعظیم کرے اس کی عزّت و تکریم، تعظیم اور نیکی میں بھی اضافہ کردیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:"تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيُسْتَجَابُ الدُّعَاءُ فِي أَرْبَعَةِ مَوَاطِنَ: عِنْدَ الْتِقَاءِ الصُّفُوفِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَعِنْدَ نُزُولِ الْغَيْثِ، وَعِنْدَ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَعِنْدَ رُؤْيَةِ الْكَعْبَةِ"

چار مقامات میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دعاء قبول ہوتی ہے: جہاد فی سبیل اللہ میں جبکہ دشمن سے مڈبھیڑ ہوجائے، بارش ہوتے ہوئے، نماز کی اِقامت کے وقت اور کعبہ شریف کو دیکھتے ہوئے۔(طبرانی کبیر:7713)

پہلی نگاہ میں کیا مانگا جائے:

کعبہ شریف پر پہلی نگاہ پڑتے ہوئے اپنے کسی بھی مقصد کیلئے اور کوئی بھی دُعاء مانگی جاسکتی ہے، کوئی مخصوص دُعاء ضروری نہیں، البتہ چونکہ یہ قبولیت کا موقع ہوتا ہے اِس لئے جامع ترین دُعاؤں کا اِنتخاب کرنا چاہیئے، مثلاً:

☆ــــجنّت میں بلاحساب داخلہ کی درخواست:

علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر اہم ترین دُعاء یہ مانگی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنّت میں بغیر کسی حساب کے داخل کردے۔(شامیہ:2/492)

☆—عافیت کی دُعاء:

عافیت کی دُعاء مانگی جاسکتی ہے، کیونکہ حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز ایسی نہیں مانگی گئی جو عافیت سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔(ترمذی:3548)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے افضل کون سی دعاء ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اپنے رب سے دنیاو آخرت کی عافیت اور معافی کا سوال کرتے رہو، وہ شخص پھر اگلے دن آیا اور وہی سوال دہرایا، آپ ﷺ نے وہی جواب مرحمت فرمایا، وہ شخص پھر تیسرے دن آیا اور وہی سوال کیا، آپ ﷺ نے وہی جواب اِرشاد فرمایا، اور پھر اس کی وجہ بیان فرمائی کہ جب تمہیں دنیاو آخرت میں عافیت سے نوازدیا گیاتو سمجھ لو کہ تم فلاح و کامیاب ہوگئے۔(ترمذی:3512)

پس اِس لئے اِس موقع پر عافیت کی دُعاء مانگنی چاہیئے اور اس کیلئے خود حدیث میں عافیت کی ایک بہت ہی پیاری دُعاء ذکر کی گئی ہے:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰھُمَّ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِيْنِيْ وَ دُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِيْ“

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے دنیاو آخرت میں عفو و درگزر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، دنیا، اہل اور مال میں عفو و درگزر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔(ابن ماجہ:3871)

☆—مستجاب الدعوات بننے کی دُعاء:

اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پہلی نگاہ میں مانگی جانے والی دعاء کے بارے میں پوچھا کہ کیا مانگا جائے تو اُنہوں نے فرمایا کہ مستجاب الدعوات (یعنی مقبول الدّعاء) ہونے کی دعاء مانگو، جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! اب میں زندگی بھر جتنی بھی دعائیں مانگو، میری دُعائیں قبول کرلینا۔(سوءِ حَرم:117)

☆—نبوی تمام دعاؤں کا مجموعہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی ایک ایسی جامع اور بابرکت دُعاء جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر کی تمام دعائیں شامل ہیں، یہ اگر قبول ہو جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تمام دعاؤں کی قبولیت حاصل کی جاسکتی ہے۔ کعبہ پر نگاہ پڑتے ہی اِس دعاء کو بھی مانگا جاسکتا ہے۔ دُعاء اور اُس کی جامعیت ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں مانگیں جن میں سے کچھ ہمیں یاد رہیں اور کچھ یاد نہ رہیں، ہم نے آپ سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی دعاء نہ بتاؤں جو اُن تمام دعاؤں کا مجموعہ ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ یہ دُعاء مانگا کرو:

”اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“۔(ترمذی:3521)

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے اُن تمام بھلائیوں کا سوال کرتے ہیں جو تیرے نبی حضرت محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگی ہیں اور اُن تمام شرور سے تیری پناہ چاہتے ہیں جن سے

تیرے نبی حضرت محمدّ ﷺ نے تیری پناہ مانگی ہے، تو ہی مدد گار ہے اور تجھ ہی پر (خیر وشر کا) پہنچانا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوّت اور نیک کام کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

③ طواف کی نیت کرنا:

اس کے بعد اگر نماز کا وقت نہ ہو تو عُمرہ کا طواف شروع کرنے کیلئے بیت اللہ شریف کے اُس کونے کی جانب آجایئے جہاں حجرِ اَسوَد ہے اور حجرِ اَسود کے سامنے اِس طرح کھڑے ہوں کہ حجرِ اَسود دائیں کندھے کے بالکل برابر میں آجائے، پھر عُمرہ کے طواف کی نیت کیجئے۔ نیت کرنا فرض ہے، اِس کے بغیر طواف نہیں ہوتا۔ (شامیہ:2/493)

واضح رہے کہ نیت دل کے اِرادے کا نام ہے، البتہ زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لینا افضل ہے۔ (احکام حج:41)

نیت کے الفاظ اِس طرح کہے جاسکتے ہیں:

”اَللّٰھُمَّ اِنِّي اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي“

اے اللہ میں آپ کے گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما اور میری جانب سے قبول فرما۔ (معلّم الحجاج:114)

④ طواف کے شروع میں استقبال کرنا:

طواف کی نیت کرنے کے بعد تھوڑا سا دائیں جانب ہٹ کر حجرِ اَسود کی سِیدھ میں آجائیں اور اُس کے بالمقابل کھڑے ہو کر اِستقبال کریں۔ اِستقبال کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کانوں تک نماز کی تکبیر کی طرح اُٹھا کر یہ دُعاء پڑھیں:

”بِسْمِ اللهِ، اَللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰه إِلَّا اللهُ ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ۔اَللّٰهُمَّ إِيْمَاناً بِكَ وَ تَصْدِيْقاً بِكِتَابِكَ، وَ وَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعاً لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ“۔(احکامِ حج:42)(شامیہ:2/493)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ ہی کیلئے ساری تعریفیں ہیں، اور اللہ کے رسول ﷺ پر رحمت و سلامتی نازل ہو۔

اے اللہ! تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے، تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی حضرت محمدّ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے میں یہ طواف شروع کر رہا ہوں۔

اِستقبال کرتے ہوئے اگر یہ مذکورہ بالا دعاء یاد نہ ہو یا رَش کی وجہ سے پوری پڑھنا مشکل ہو تو صرف ”وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ“ تک ہی کہہ لینا چاہیئے۔(احکام حج:42)

حجرِ اَسود کا اِستقبال کرنا مستحب ہے اور یہ صرف طواف کی اِبتداء میں طواف شروع کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔(عالمگیری:1/225)

⑤ طواف کے شروع میں اِستلام کرنا:

استقبال کرنے کے بعد ہاتھ نیچے گرادیں اور پھر حجرِ اَسود کا اِستلام کریں۔

اِستلام کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو حجرِ اَسود کی جانب کرتے ہوئے کندھوں تک اِس طرح اُٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رُخ حجرِ اَسود کی جانب اور اُن کی پشت اپنے چہرے کی طرف ہو، گویا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں کو حجرِ اَسود پر رکھ دیا ہے۔(شامیہ:2/494)

پھر یہ دُعاء پڑھیں:

”اَللّٰهُ أَكْبَرُ،لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ،وَ الصَّلَاةُ عَلَى سَيِّدِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“۔(معلّم الحجاج:161)

اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں، اللہ کی رحمت نازل ہو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر۔

استلام کا اِشارہ کرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو چوم لیں، لیکن چومتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ چومنے کی آواز پیدا نہ ہو۔(الدر المختار:2/493)

❻ طواف کے ساتوں چکروں میں اِضطباع (صرف مَردوں کیلئے):

اب چونکہ عُمرہ کا طواف شروع کرنا ہے اور اُس کے بعد سَعی بھی ہوتی ہے، لہٰذا اِس طواف کے ساتوں چکروں میں مَردوں کیلئے "اِضطباع" کرنا مسنون ہے، پس اضطباع کرتے ہوئے اپنا دایاں کندھا کھول لیجئے جس کا طریقہ یہ ہے کہ احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال لیں۔(عالمگیری:1/225)

اضطباع کا حکم صرف مَردوں کیلئے ہے اور یہ ہر اُس طواف کے ساتوں چکر کے اندر کرنا سنّت مؤکدہ ہے جس کے بعد سعی کرنی ہو، طواف سے فارغ ہوکر دونوں کندھے ڈھانک لیے جائیں گے۔(احکام حج:47)(شامیہ:2/498)

اِضطباع اور رَمل ہر اُس طواف میں سنّت ہے جس کے بعد سعی کرنی ہو، البتہ اِن میں فرق یہ ہے کہ اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں جبکہ رَمل صرف اِبتدائی تین چکروں میں سنّت ہے۔ لہٰذا بہت سے لوگ جو حج یا عُمرہ کے احرام کی اِبتداء ہی سے کندھے کھول کر اضطباع کرنا شروع کردیتے ہیں، یا سعی میں اضطباع کرتے ہیں اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں، بلکہ یہ عمل مکروہ ہے اور اِس حالت میں اگر نماز پڑھی جائے تو نماز بھی مکروہ ہوتی ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:5/1795،1794)

⑦ طواف کے سات چکر لگانا:

اِستلام اور اِضطباع کے بعد طواف کے لئے دائیں جانب سے اِس طرح چلنا شروع کر دیں کہ کعبہ شریف بائیں جانب رہے۔(شامیہ:2/494)

طواف کے دوران اپنے سامنے دیکھیں، بیت اللہ شریف کی جانب منہ یا سینہ کرنا یا پیٹھ کرنا ممنوع ہے، لہٰذا طواف کے دوران صرف اِستلام کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کا رُخ کریں اس کے علاوہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ یا سینہ ہر گز نہ کریں، اور اِستلام کے وقت بھی جبکہ حجرِ اَسود کی جانب رُخ کرنا ہو تب بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رکھتے ہوئے اِستلام کریں اور پھر سیدھے ہو کر طواف شروع کر دیں، بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کرتے ہوئے تھوڑا سا بھی ہر گز نہ چلیں کیونکہ طواف کے دوران اِس طرح چلنا درست نہیں۔(غنیۃ الناسک:60)(معلّم الحجاج:110)(عُمدۃ الفقہ:4/172)

طواف کے دوران کسی بھی قسم کا کوئی فضول اور لغو کام یا بات کرنے سے مکمل اجتناب کریں، حدیث میں آتا ہے جس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور اُس میں اُس نے کوئی لغو کام نہیں کیا تو اُسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔(مستدرکِ حاکم:5925)

ایک اور روایت میں ہے: جو شخص طواف کے دوران بات کرے تو اُسے چاہیئے کہ خیر و بھلائی ہی کی بات کرے۔(مستدرکِ حاکم:1686)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ جو طواف کے دوران دنیا کی باتوں میں لگے رہتے ہیں، اُنہیں اس گناہ سے لازمی بچنا چاہیئے کیونکہ حدیث میں بہت تاکید کے ساتھ اس کی مُمانعت کی گئی ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:5/1789)

طواف کے دوران ادب یہ ہے کہ اپنی نگاہ نمازی کی طرح اپنے سامنے سجدہ کی جگہ پر

رکھے اور اِدھر اُدھر لوگوں کو بھی بغیر کسی ضرورت کے نہ دیکھے، تاکہ قلب میں یکسوئی رہے اور دھیان پورا اللہ تعالیٰ کی جانب لگا رہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:65)

بعض لوگ طواف کے دوران ادب کی وجہ سے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر چلتے ہیں، یہ درست نہیں، اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے طواف کے دوران ہاتھوں کو باندھ کر نہیں بلکہ چھوڑ کر چلنا ثابت ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:65)

تنبیہ:

طواف کے دوران آپس میں یا موبائل وغیرہ کے ذریعہ دنیا کی باتوں میں لگے رہنا، تصویریں کھینچنا، ویڈیو بنانا، سیلفیاں لینا یا ہنسی مذاق کرنا، قہقہے لگانا یہ سب اُس مقدس اور پاکیزہ گھر کی کھلی بے ادبی اور بڑی بے حرمتی ہے، جس کی وجہ سے اِنسان ”نیکی برباد اور گناہ لازم“ کا مصداق بن کر بڑی محرومی کا شکار ہو جاتا ہے۔

اِسی طرح دورانِ طواف کسی کو دھکا دینے یا آگے نکلنے کے شوق میں کندھے مارتے ہوئے کسی کو تکلیف دینے سے قطعاً احتراز کریں یہ بھی اجر کو ضائع کرنے کے مترادف ہے، چنانچہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طواف کے اجر و ثواب اور اُس کے فضائل و اِنعامات اور اُس کے ہر ہر قدم پر ملنے والی نیکیاں اور گناہوں کی معافیاں یہ سب اُس کیلئے ہیں جو ادب و احترام کے ساتھ طواف کرتا ہے ورنہ جو لوگ دھکم پیل اور آگے بڑھنے کے شوق میں لوگوں کو تکلیف و اَذیّت پہنچانے میں لگے رہتے ہیں اُن کا یہ عمل تو گناہوں میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:5/ 1791)

❽ پہلے تین چکروں میں رَمل کرنا (صرف مَردوں کیلئے):

طواف کے پہلے تین چکروں میں رَمل کیجئے، لیکن یہ صرف مَردوں کیلئے سنّت ہے، عورتوں کیلئے نہیں، اگر پہلے تین چکروں میں رمل کرنا کسی وجہ سے رہ جائے تب بھی آخر کے چار چکروں میں رَمل نہیں کیا جائے گا۔(شامیہ:2/498)

رَمل کا طریقہ یہ ہے کہ مضبوطی اور قوّت کے ساتھ کندھے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھا کر قدرے تیزی کے ساتھ چلا جائے، جیسے کوئی بہادر میدانِ جنگ میں جاتا ہے، دوڑنا مراد نہیں۔(شامیہ:2/498)(عالمگیری:1/226)(خانیہ)(احکامِ حج:47)

اگر کوئی شخص بھول جانے یا رش ہونے کی وجہ سے رَمل نہ کر سکا تب بھی اُس کا طواف ہو گیا، لیکن جان بوجھ کر ایسا نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ بلا عُذر رَمل نہ کرنا خلافِ سنّت اور مکروہ ہے۔(احکام الحجاج:126)

اِسی طرح اگر کوئی شخص لاعلمی کی وجہ سے طواف کے ساتوں چکر میں رمل کرلے تب بھی طواف ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔(شامیہ:2/498)

بیت اللہ کے قریب طواف کرنا افضل ہے، لیکن اگر قریب ہو کر رَمل نہیں کیا جاسکتا (جیسا کہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے) تو پھر فاصلہ سے طواف کرنا افضل ہے، تاکہ بیت اللہ کے قریب رَمل کرنے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔(معلّم الحجاج:111)

شروع کے تین چکروں میں رَمل کے دوران یہ دُعاء پڑھنی چاہیئے:

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا , وَذَنْبًا مَغْفُورًا , وَسَعْيًا مَشْكُورًا“

اے اللہ اسے مقبول حج بنادے، گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنادیجئے اور عمل کی قدر دانی فرمائیے۔(سنن کبریٰ بیہقی:9288)

❾ہر چکر میں حجرِ اَسود کا اِستلام کرنا:

طواف کا ہر چکر حجرِ اَسود سے شروع ہو کر حجرِ اَسود پر ختم ہوتا ہے۔ طواف کے ہر چکر میں جب حجرِ اَسود پر پہنچیں تو اِستلام کریں اور اِس کا طریقہ وہی ہے جو پہلے چکر کی ابتداء میں بیان کیا گیا۔(شامیہ:2/494)

یعنی طواف کے ہر چکر میں جب حجرِ اَسود کے سامنے سے گزریں تو بیت اللہ کی جانب رُخ کر کے دونوں ہاتھوں سے حجرِ اَسود کی جانب پہلے اِستلام کی طرح اِشارہ کریں اور مندرجہ ذیل دُعاء پڑھ کر ہاتھوں کو چوم لیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ"۔(احکامِ حج:43)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔

واضح رہے کہ طواف کے ہر چکر میں صرف اِستلام ہوگا، اِستقبال نہیں کیا جائے گا، کیونکہ وہ صرف شروع میں ہوتا ہے۔(شامیہ:2/498)(عالمگیری:1/225)

تنبیہ: واضح رہے کہ طواف خواہ کوئی بھی ہو اُس کے سات چکروں میں آٹھ اِستلام ہوتے ہیں، کیونکہ طواف کی ابتداء بھی اِستلام سے ہوتی ہے اور اختتام بھی اِستلام پر ہوتا ہے، اِس طرح چکروں کی تعداد تو سات جبکہ اِستلام کی تعداد آٹھ ہو جاتی ہے۔ اِن آٹھوں اِستلاموں میں سے پہلا اور آٹھواں اِستلام سنّتِ مؤکّدہ ہے اور درمیان کے چھ اِستلام مستحب ہیں۔(شامیہ:2/498)(احکامِ حج:43)

فائدہ: حجرِ اَسود کا اِستلام اہتمام سے کرنا چاہیئے کیونکہ ایک تو یہ سنّت ہے، دوسرا یہ اپنے استلام کرنے والے کے حق میں قیامت کے دن گواہی دے گا، چنانچہ حدیث میں

ہے: قیامت کے دن حجرِ اَسود کو اِس طرح لایا جائے گا کہ اُس کی صاف بولتی ہوئی زبان ہو گی، وہ ہر اُس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے توحید کے ساتھ اُس کا اِستلام کیا ہو گا۔(شعب الایمان:3749)

⑩ رکنِ یَمانی کا اِستلام کرنا:

رکنِ یَمانی بیت اللہ شریف کے اُس کونے کو کہتے ہیں جو طواف میں حجرِ اَسود کے بعد دو کناروں کو چھوڑ کر تیسرے نمبر پر حجرِ اَسوَد سے پہلے آتا ہے۔ طواف میں رکنِ یَمانی کا اِستلام کرنا مستحب ہے۔(الدر المختار مع الرّد:2/498)

رکنِ یَمانی کے اِستلام کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کے دوران جب رکنِ یَمانی پر پہنچیں تو رکنِ یَمانی کو دونوں ہاتھ یا صرف دایاں ہاتھ لگائیں، صرف بایاں ہاتھ نہ لگائیں اور رکنِ یمانی کو یا اُس پر ہاتھ لگانے کے بعد ہاتھوں کو بوسہ بھی نہ دیں۔

واضح رہے کہ یہاں اِستلام کا مطلب چومنا یا اِشارہ کرنا ہرگز نہیں، بلکہ ہاتھوں کے اِس طرح لگانے ہی کو رکنِ یَمانی کا اِستلام کہا جاتا ہے۔(شامیہ:2/498)

لٰہذا جو لوگ دور ہی سے رکنِ یَمانی پر پہنچ کر ہاتھوں سے اِشارہ کرتے ہیں اُن کا یہ فعل مکروہ اور بدعت ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر رکنِ یمانی کو ہاتھ لگا سکتے ہوں تو دونوں ہاتھ یا صرف دایاں ہاتھ لگائیں ورنہ بغیر کسی اِشارہ کے وہاں سے گزر جائیں اور ہاتھ بھی اُس وقت لگائیں جبکہ احرام کی حالت نہ ہو کیونکہ وہاں خوشبو لگی ہوتی ہے۔(مناسک حج و عُمرہ، شمس الحق:47)

تنبیہ: حجرِ اَسود اور رکنِ یَمانی کے علاوہ بیت اللہ شریف کے بقیہ دونوں (حطیم کی جانب کے) کناروں کو رکنِ شامی اور رکن عراقی کہا جاتا ہے، طواف کے دوران اُن

دونوں کے بارے میں کوئی حکم ثابت نہیں ہے۔(احکام حج:43)(مرقاۃ:5/1785)

⑪ طواف کے دوران ذکر اور دُعاؤں کا اہتمام:

طواف کے دوران ذکر اور دعاء میں مصروف رہنا چاہیئے۔ قرآن کریم کی تلاوت بھی کی ہلکی آواز میں کی جاسکتی ہے جس سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو، البتہ ذکر اور دُعاء میں مصروف رہنا افضل ہے۔(شامیہ:2/497)البتہ کوئی مخصوص ذکر یا دعاء ایسی نہیں ہے کہ اس کے بغیر طواف ہی نہ ہو۔(احکامِ حج:43)

طواف کے ہر چکر کی کوئی مخصوص دُعاء نہیں:

عموماً حج یا عُمرہ کی کتابوں میں طواف کے ہر چکر کی مخصوص اور متعیّن دعائیں چھپی ہوتی ہیں ، جنہیں ہاتھ میں لیکر اجتماعی یا اِنفرادی طور پر بہت اہتمام سے لوگ پڑھتے ہیں، اِس کے بارے میں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اوّل تو کسی شرعی دلیل سے ہر ہر چکر کی یہ دعائیں اِس طرح پڑھنا ثابت نہیں، لہٰذا اِن دُعاؤں کو لازم یا سنّت کا درجہ دینا درست نہیں، دوسرا یہ کہ دُعاء پڑھنے کی نہیں، مانگنے کی چیز ہے، لہٰذا اِس طرح دُعاؤں کو صرف پڑھ لینے کی کوشش میں نہیں رہنا چاہیئے۔(مناسک حج و عُمرہ، شمس الحق)

علّامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر طواف کے دوران تمام وہ دعائیں جو بزرگوں سے منقول ہیں، پڑھنے کا اہتمام کیا جائے تو طواف میں چلنے سے زیادہ ٹھہرنے کا عمل ہونے لگے گا(کیونکہ ہر شخص اپنی اُن دعاؤں کو اس مخصوص چکر میں پوری کرنے میں لگا رہے گا) پھر یہ دُعائیں اصل میں مختلف بزرگوں سے منقول ہیں کہ اُنہوں نے فلاں مقام پر یہ دُعاء پڑھی اور فلاں بزرگ نے اس جگہ یہ دعاء پڑھی، پھر بعد میں متاخرین نے اُن تمام دعاؤں کو جمع کر کے اُنہیں (پہلے دوسرے چکر کے اعتبار سے) متعیّن کر دیا

حالآنکہ اُن سب کی کوئی ایک ایسی اصل نہیں ہے کہ جس میں اِس مخصوص طریقے کے ساتھ وہ تمام دعائیں ثابت ہوں، بلکہ طواف میں اصل تو اللہ کا ذکر ہے، پس اِس کیلئے کسی بھی دعاء یا ذکر کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔(فتح القدیر:2/452)(مرقاۃ:5/1797)

البتہ کچھ دعائیں ایسی ہیں جو احادیثِ طیّبہ سے ثابت ہیں اُنہیں لازم سمجھے بغیر پڑھا جاسکتا ہے، اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

طواف کی ماثور دُعائیں:

(1)۔۔۔حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ، إِلَّا بِسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ، إِلَّا بِاللهِ، مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشَرَةُ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ طَافَ، فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ، خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ، كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ“

جو بیت اللہ کے گرد طواف میں سات چکر لگائے اور اس میں تیسرے کلمہ کے علاوہ کچھ نہ کہے تو اُس کے دس گناہ معاف کردیے جاتے ہیں، دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، دس درجہ بلند کردیے جاتے ہیں، اور جو طواف کے دَوران اُسی حالت میں بات کرے تب بھی وہ اللہ کی رحمت میں اپنے دونوں پاؤں تک ڈوب جاتا ہے۔(ابن ماجہ:2957)

(2)۔۔۔حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں:

”مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ سَبْعًا لَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ إِلَّا بِتَكْبِيرٍ أَوْ تَهْلِيلٍ كَانَ عِدْلَ رَقَبَةٍ“ جس نے بیت اللہ شریف کے طواف میں سات چکر لگائے اور

اُس میں سوائے تکبیر و تہلیل کے اس نے کچھ نہ کہا تو اُسے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔(شعب الایمان:3757)

پس اِس حدیث کی رُو سے یہ کلمہ کہا جاسکتا ہے جو تکبیر اور تہلیل پر مشتمل ہے:

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ“ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے۔

ایک روایت سے بھی اِس کلمہ کا ثبوت ملتا ہے:

حضرت عبد الرحمن بن بِشر فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حنفیہ سے پوچھا کہ ہم اپنے حج میں سب سے افضل کلمہ کیا پڑھیں، تو اُنہوں نے اِسی مذکورہ کلمہ کی تلقین فرمائی، یعنی **”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ“**۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:15139)

(3)—حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرتے ہوئے یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے:

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُس کیلئے بادشاہت ہے، اور اُس کیلئے تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر رکھتا ہے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:29662)

(4)—حضرت عبد اللہ بن سائب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں:

میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ حجرِ اَسود اور رکنِ یمانی کے درمیان یہ دُعاء پڑھ رہے تھے:

”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔(ابوداؤد:1892)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رکنِ یمانی پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ مقرر ہے جو آمین آمین کہتا ہے، لہٰذا تم اُس کے پاس سے گزرو تو یہ دُعاء مانگا کرو:

"رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:29635)

(5)— حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکنِ یمانی اور حجرِ اَسود کے درمیان یہ دعاء مانگا کرتے تھے: "رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي، وَبَارِكْ لِي فِيهِ، وَاخْلُفْ عَلَى كُلِّ غَائِبَةٍ لِي بِخَيْرٍ"۔(مستدرکِ حاکم:1674)

اے میرے پروردگار! جو کچھ آپ نے مجھے عطاء فرمایا ہے مجھے اُس پر قناعت عطاء کردیجئے اور مجھے اُس میں برکت بھی دیدیجئے اور (میرا مال واَولاد) جو کچھ میرے سامنے نہیں تو اُس کی حفاظت فرما۔(احکامِ حج:44)

(6)— حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً مَروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکنِ یمانی کے پاس سے گزرتے تو یہ دُعاء مانگا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالذُّلِّ وَالْفَقْرِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے اللہ! میں کفر، ذلّت، فقر اور دنیا و آخرت میں ذلّت و رُسوائی کے مقام پر کھڑا ہونے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر میں جلدی میں ہوں تب بھی پڑھوں؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ہاں! اگرچہ تیز رفتار بادل سے بھی زیادہ جلدی میں ہو تب بھی اسے نہ چھوڑو۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:1/340)(مرقاۃ المفاتیح:5/1797)

(7)—حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! میں طواف کے دوران کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَخَطَايَايَ، وَعَمْدِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، إِنَّكَ إِنْ لَا تَغْفِرَ لِي تُهْلِكُنِي"

اے اللہ میرے گناہوں کو، خطاؤں کو، جان بوجھ کر کیے ہوئے گناہوں کو اور میری اپنے بارے میں کی ہوئی زیادتیوں کو معاف کردے، بیشک اگر تو مجھے معاف نہ کرے تو مجھے ہلاک کردے گا۔(شعب الایمان:3753)

(8)—اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ پسند ہے کہ حجرِ اَسود کے اِستلام کے وقت تکبیر کہی جائے اور شروع کے تین چکروں میں رَمل کرتے ہوئے یہ دُعاء پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا ، وَذَنْبًا مَغْفُورًا ، وَسَعْيًا مَشْكُورًا"

اے اللہ اسے مقبول حج بنا، گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنا اور عمل کی قدردانی فرمادے۔

اور اُس کے بعد کے چار چکروں میں یہ پڑھنا چاہیئے:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ عَمَّا تَعْلَمْ , وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ , اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً , وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً , وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ “

اے اللہ! (میری) مغفرت فرمادے، (مجھ پر) رحم کردے، اور اُن تمام خطاؤں سے درگزر کردے جو تو جانتا ہے اور تو بڑی عزت والا اور کرم کرنے والا ہے، اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ (سنن کبریٰ بیہقی:9288)

تنبیہ: طواف کے دوران ذکر اور دعاء ہو یا قرآن کریم کی تلاوت یہ سب بلند آواز سے نہیں کرنا چاہیئے تاکہ کسی طواف کرنے والے کو تکلیف اور پریشانی نہ ہو، لہٰذا جو لوگ بحیثیتِ معلّم جماعتوں کی شکل میں لوگوں کو زور زور سے دعائیں پڑھا رہے ہوتے ہیں وہ صحیح نہیں۔ (رفیقِ حج:107)

طواف کے اہم پیش آمدہ مسائل:

طواف کا پیدل کرنا واجب ہے، چنانچہ بغیر کسی عُذر کے سوار ہو کر طواف کرنا درست نہیں، اگر کسی نے کرلیا ہو تو جب تک مکہ مکرّمہ میں ہو اُس کیلئے اِعادہ لازم ہے، ورنہ دَم لازم ہو جائے گا۔ (شامیہ:2/468)(بدائع الصنائع:2/130)

طواف کی ابتداء حجرِ اَسود سے کرنا ضروری ہے، پس اگر کسی نے جان بوجھ کر یا جلد بازی میں حجرِ اَسود سے آگے مقامِ اِبراہیم یا بیت اللہ کے دروازے سے چکر شروع کیا تو یہ چکر شمار نہیں کیا جائے گا۔ (شامیہ:2/468-494)

طواف کے دوران سامنے کی جانب رُخ کرکے چلنا ضروری ہے، بیت اللہ شریف کی جانب منہ کرکے یا پیٹھ کرکے چلنا درست نہیں، حتیٰ کہ اِستلام کے وقت بھی بیت اللہ کی

طرف رُخ کرتے ہوئے نہیں چلنا چاہیئے بلکہ اِستلام کے وقت دونوں پاؤں اپنی جگہ رکھ کر اِستلام کریں اور پھر سیدھے ہو کر طواف شروع کر دیں، بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کرتے ہوئے نہ چلیں۔(غنیۃ الناسک:60)(معلّم الحجاج:110)(عُمدۃ الفقہ:4/172)

طواف کے سات چکروں میں سے اکثر یعنی چار چکر فرض اور تین واجب ہوتے ہیں، لہٰذا اگر کسی نے طواف میں چار چکر بھی نہ لگائے ہوں تو اُس کا طواف ہی نہیں ہو گا، اور اگر چار چکر لگا لیے ہوں اور تین یا اس سے کم چھوٹ گئے ہوں تو طواف تو ہو جائے گا لیکن جزاء لازم ہو گی، یعنی فرض طواف (جیسے طوافِ زیارت اور طوافِ عُمرہ) کے اندر ایسا کرنے سے دَم لازم ہو گا جبکہ دوسرے واجب یا نفلی طواف میں ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہو گا۔(عُمدۃ الفقہ:4/174،169)

طَواف کیلئے نجاستِ حکمیہ سے پاک ہونا واجب ہے، پس طواف کرنے والے کیلئے حدثِ اصغر یعنی بے وضوئی کی حالت اور حدثِ اکبر یعنی جنابت یا حیض و نفاس کی حالت سے پاک ہونا ضروری ہے، پس بغیر وضو کے یا جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں طواف کرنا درست نہیں، اگر کسی نے کیا تو اُس پر اُس کا اِعادہ لازم ہے، ورنہ اُس کی جزاء لازم ہو گی، جس کی تفصیل یہ ہے:

واجب یا نفلی طواف اگر جنابت کی حالت میں کیا گیا ہو تو دَم لازم ہو گا اور اگر بے وضو ہونے کی حالت میں کیا گیا ہو تو صدقہ لازم ہو گا، لیکن اگر دونوں طرح کے طواف کا اِعادہ کر لیا جائے تو کچھ لازم نہ ہو گا۔(شامیہ:550،551)

عُمرہ کا طواف خواہ جنابت کی حالت میں کیا جائے یا بغیر وضو کے، دونوں صورتوں میں دَم لازم ہو جاتا ہے ، ہاں ! اگر پاکی کی حالت میں طواف کو لوٹا لیا جائے تو دَم ساقط

ہو جائے گا۔(الدر المختار مع الرّد:2/551)(عالمگیری:1/247)

طوافِ زیارت اگر جنابت میں کیا ہو تو لوٹانا واجب ہے اور نہ لوٹانے کی صورت میں بدنہ (بڑا جانور جیسے گائے یا اونٹ) لازم ہو گا اور اگر بغیر وضو کے کیا ہو تو لوٹانا بہتر ہے اور نہ لوٹایا جائے تو دَم لازم ہو گا۔(شامیہ:551)عالمگیری:1/245)

واضح رہے کہ جنابت یا بغیر وضو کے طوافِ زیارت کرنے کے بعد اگر ایّامِ نحر میں ہی طواف لوٹا لیا جائے تو خواہ جنابت کی صورت ہو یا بغیر وضو کی، دونوں صورتوں میں دَم یا بدنہ ساقط ہو جائے گا، اور اگر ایّامِ نحر کے بعد لوٹایا جائے تو بغیر وضو کی صورت میں ساقط ہو گا، جنابت کی صورت میں ساقط نہیں ہو گا۔(شامیہ:551)(عالمگیری:1/245)

طَواف کیلئے نجاستِ حقیقیہ یعنی بدن، کپڑوں یا جگہ کا پاک ہونا سنّتِ مؤکّدہ ہے، ضروری نہیں، لہٰذا طواف کرنے والے کے بدن، کپڑے اور طواف کی جگہ پر نجاستِ حقیقیہ بھی لگی ہو تب بھی طواف تو ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، لہٰذا ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔(عالمگیری:1/246)(شامیہ:2/550)(بدائع:2/129)(عُمدۃ الفقہ:4/170)

طواف میں ستر کا چھپانا ضروری ہے، پس اگر کسی نے اِس طرح طواف کیا کہ اُس کے ستر کا چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا ہوا ہو تو اُس کیلئے ستر چھپا کر طواف لوٹانا ضروری ہے، اگر نہیں لوٹایا تو جزاء لازم ہو گی، یعنی فرض یا واجب طواف میں دَم لازم ہو گا اور نفلی طواف میں صدقہ۔(عُمدۃ الفقہ:4/170،171)(بدائع الصنائع:2/129،130)

چپل یا جوتے جبکہ وہ پاک و صاف ہوں، اُنہیں پہن کر بھی طواف کیا جاسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔(بدائع الصنائع:2/131)

طواف کے چکروں کو مسلسل کرنا ضروری نہیں، چنانچہ اگر کوئی طواف کے دوران

فرض نماز، یاجنازہ کی نماز پڑھنے کیلئے یا تجدیدِ وضو کیلئے جائے تو آکر اُسی جگہ سے طواف کو شروع کرسکتا ہے۔(بدائع الصنائع:2/130)

⓬ واجب الطّواف:

طواف سے فارغ ہو کر مقامِ اِبراہیم کے پاس اُس کے پیچھے جہاں بھی لوگوں کو تکلیف دیے بغیر آسانی سے جگہ مل جائے، دو رکعت اداء کیجئے، اس کو "صلاۃ الطّواف" کہا جاتا ہے۔ ہر طواف کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔(الدر المختار:2/499)

طواف کی دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد یا اُن کے پڑھنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کی اِقتداء میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھیں:

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾۔(سورۃ البقرۃ:125)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں کے بعد بآوازِ بلند لوگوں کو سناتے ہوئے یہ آیت تلاوت کی تھی۔(سنن نسائی:2961۔2962)

واجب الطواف کے اہم مسائل:

طواف کی یہ دو رکعتیں مقامِ اِبراہیم کے پیچھے اِس طرح پڑھنا افضل ہے کہ مقامِ اِبراہیم نمازی اور بیت اللہ کے درمیان آجائے۔(سنن نسائی:2962)

رش کی وجہ سے قریب میں جگہ نہ ملے تو مقامِ اِبراہیم کے پیچھے مطاف میں پیچھے کی جانب جاکر جہاں بھی جگہ ملے، نماز پڑھ لیں، لوگوں کو تکلیف دیکر آگے پہنچنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔(احکامِ حج:45)

طواف کی یہ دو رکعتیں مکروہ اوقات میں پڑھنا جائز نہیں، لہٰذا صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک، زوال کے وقت میں اور عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک یہ نماز نہ

پڑھیں، البتہ اِن اوقات میں بلاکراہت طواف کیا جاسکتا ہے۔(شامیہ:2/499)

یہ دو رکعتیں طواف کے متصل بعد فوراً پڑھ لینی چاہئیں، اِن میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو مکروہ وقت کے بعد پڑھے۔(شامیہ:2/499)

کئی کئی طواف ایک ساتھ کرکے اُن سب کی نمازیں ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، ہاں اگر مکروہ وقت ہو جیسے عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک تو کوئی مضائقہ نہیں، اس وقت میں ایک ساتھ کئی طواف کرکے مکروہ وقت نکل جانے کے بعد ہر طواف کی دو دو رکعتیں الگ الگ اداء کرلیں۔(شامیہ:2/499)

طواف کے بعد کی یہ دو رکعتیں کسی مخصوص جگہ یا وقت کے ساتھ خاص نہیں، لہٰذا کسی بھی وقت جبکہ وہ مکروہ نہ ہو، اور مقامِ اِبراہیم کے علاوہ کسی بھی جگہ یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے، چنانچہ حطیم میں یا کعبہ کی کسی بھی جانب یا پوری مسجدِ حرام میں، یا اپنے ہوٹل میں، یا پورے حرم میں کہیں بھی، حتی کہ حرم کے باہر بھی اور اپنے وطن واپس آکر بھی یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے، اور اِن سب صورتوں میں طواف کی یہ دو رکعتیں اداء ہی ہونگی، قضاء نہیں کہلائیں گی، البتہ حرَم کے باہر پڑھنا مکروہ ہے، لیکن کراہت کے ساتھ اداء ہوجاتی ہے۔(شامیہ:2/499)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:62)(رفیقِ حج:110)

اِن دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاِخلاص پڑھنا سنّت ہے۔(مسلم:1218)

⑬ زمزم پینا:

طواف کی دو رکعتوں سے فارغ ہوکر مستحب ہے کہ زم زم پئیں اور اُس کے پینے کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کی طرف رُخ کرکے بسم اللہ پڑھیں اور تین سانس میں خوب

اچھی طرح پیٹ بھر کر زمزم پئیں اور آخر میں الحمد للہ کہیں۔(احکامِ حج:47)

ممکن ہو تو آبِ زمزم کو تھوڑا بہت اپنے جسم پر بھی ڈال لینا چاہیئے ورنہ کم از کم تھوڑا سا پانی لیکر سر اور چہرہ پر پھیر لیں۔(مَراقی الفلاح:279)

آبِ زمزم پینے کے بعد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ دعاء پڑھنا ثابت ہے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُك عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ"

اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والا علم، وسیع اور کشادہ رزق اور ہر طرح کی (ظاہری وباطنی) بیماریوں سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔(دار قطنی:2738)(مَراقی الفلاح:279)

فائدہ: زمزم کے پانی سے وضو اور غسل بہتر نہیں، لیکن بے وضو کو وضو کر لینا جائز ہے، البتہ اِستنجاء کرنا یا بدن یا کپڑے کی ناپاکی کو اِس سے دھونا جائز نہیں۔(احکامِ حج:47)

⑭ مُلتزَم پر دُعاء مانگنا:

بیت اللہ شریف کا وہ حصہ جو حجرِ اَسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان ہے وہ "ملتَزم" کہلاتا ہے، یہ دعاؤں کی قبولیت کا بہت خاص مقام ہے۔اور سنّت یہ ہے کہ طواف وغیرہ سے فارغ ہو کر ملتَزم پر جائیں اور اس جگہ کعبہ کی دیوار پر اپنے دونوں ہاتھ سر کے اوپر سیدھے بچھا دے اور اپنے سینہ اور رخسار کو بھی دیوار سے ملا دے اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعاء مانگے، تجربہ یہ ہے کہ یہاں مانگی جانے والی دعاء ردّ نہیں ہوتی۔ لیکن اس کیلئے کسی کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔(احکامِ حج:46)

واضح رہے کہ ملتَزم پر خوشبو لگی ہوتی ہے اِس لئے احرام کی حالت میں اُس سے لپٹنا درست نہیں، ہاں احرام کی حالت کے علاوہ یہ کام کیا جاسکتا ہے۔

نیز اب ملتَزم پر حجرِ اَسود کی طرح لوگوں کا ایک کثیر ہجوم ہوتا ہے، لہٰذا اُس تک عام

حالت میں پہنچنا بظاہر بہت مشکل کام ہے، اِس لئے اُسی کی سیدھ میں دور ہی سے دعاء مانگ لینی چاہیئے۔

⑮ سعی کا اِستلام:

اس کے بعد سعی کا عمل شروع کرنے کیلئے صفا مَروَہ کی جانب جانا ہے، لیکن اُس کیلئے جانے سے پہلے ایک اور اِستلام کریں، جو سعی کا اِستلام کہلاتا ہے، طواف کے اِستلاموں کے ساتھ ملا کر یہ نواں اِستلام بنتا ہے۔(شامیہ:2/500)(سنن کبریٰ بیہقی:9330)

واضح رہے کہ یہ نواں اِستلام سعی کیلئے ہے لہٰذا جس طواف کے بعد سعی نہیں ہوتی اُس میں آٹھ اِستلام ہوں گے، یہ نواں اِستلام نہیں کیا جائے گا۔(شامیہ:2/500)

سعی شروع کرنے سے پہلے حجرِ اَسود کا اِستلام کرنا سنّت ہے، اگر کسی شخص نے یہ اِسلام چھوڑ دیا تو اُس سے سنّت ترک ہوگئی، کوئی کفارہ یا دَم واجب نہیں ہوگا، اسے چاہیئے کہ اِستغفار کرے۔(مناسک حج و عُمرہ، شمس الحق)

⑯ صفا اور مَروَہ کے درمیان سعی:

طواف اور اُس سے متعلّق کاموں یعنی واجب الطواف، زمزم پینے اور ملتزم پر دعاء مانگنے سے فارغ ہونے کے بعد سعی کیلئے جانا ہے، اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ:

سب سے پہلے حجرِ اَسود کا اِستلام کیجئے اُس کے بعد صفا پر جائیں، صفا کے قریب پہنچ کر نبی کریم ﷺ کی اتباع میں یوں کہیں:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ ﴿إِنَّ الصَّفَا والْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾ (البقرۃ:158)

میں اپنی سعی کی ابتداء اُس جگہ سے کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے اِبتداء کی ہے، بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔(مسلم:1218)(غنیۃ الناسک:68)

پھر صفا پر چڑھ کر قبلہ کی جانب رخ کرے، اور سعی کی نیت کرے، دل کا اِرادہ بھی کافی ہے اور اگر زبان سے بھی کہہ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

نیت اِن الفاظ میں کی جاسکتی ہے:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اَسْعيٰ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَعْيَ الْعُمْرَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي“

اے اللہ! میں آپ کی رضاء و خوشنودی کیلئے صفا مَروَہ کے درمیان عُمرہ کی سعی کے سات چکر لگانے کا اِرادہ کرتا ہوں، پس تو اسے میرے لئے آسان کردے اور میری جانب سے قبول فرمالے۔(عُمدۃ الفقہ:4/436)(رفیقِ حج:114)

پھر دُعاء کی طرح اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھائیں جیسے دُعاء مانگتے ہوئے اُٹھائے جاتے ہیں، اُس کے بعد مندرجہ ذیل پانچ کام کریں:

تکبیر: یعنی تین مرتبہ بآوازِ بلند ”اللہ اکبر“ کہیں۔

تہلیل: تین مرتبہ بآوازِ بلند لا الٰہ الّا اللہ کہیں۔

حمد و ثناء: تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کریں۔

درود شریف: تین مرتبہ ہلکی آواز میں درود شریف پڑھیں۔

دُعاء: یہ قبولیت کا مقام ہے، اپنی حاجات کیلئے اللہ تعالیٰ سے دُعاء مانگیں۔

تکبیر و تہلیل بلند آواز سے اور اس کے علاوہ حمد و ثناء اور درود و دُعاء سب ہلکی آواز میں کرنے چاہیئے۔(شامیہ:2/500)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:69)

اگر موقع ہو تو مندرجہ بالا پانچوں کام ایک دفعہ کے بجائے تین تین مرتبہ کرنے چاہیئے یہاں تک کہ تکبیر کی تعداد نو مرتبہ ہو جائے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:69)

مذکورہ بالا پانچوں کاموں کیلئے مندرجہ ذیل طریقہ کو اختیار کریں:

تکبیر و تہلیل اور حمد و ثناء کیلئے تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہہ کر مندرجہ ذیل کلمات تین مرتبہ پڑھ لیں، یہ کلمات نبی کریم ﷺ سے اِس موقع پر تین مرتبہ پڑھنا ثابت ہیں:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي ويُمِيتُ بِيَدِهِ الخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ"۔(مسلم:1218)(نسائی:2961)(ابوداؤد:1905)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کیلئے بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے ہے، اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور دشمنوں کو اکیلے ہی شکست دیدی۔

پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر یہ دُعاء پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ: اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَ إِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلإِسْلَامِ أنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ"۔(الأذکار للنووی:196)(احکامِ حج:50)

ترجمہ: اے اللہ! بیشک آپ نے خود ہی (قرآن مجید میں) اِرشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے دعاء مانگو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا، اور بیشک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے، بیشک میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے مجھے دینِ اِسلام کی ہدایت دی ہے، پس یہ نعمت مجھ سے کبھی چھین نہ لیجئے گا (پس اِسے باقی رکھئے) یہاں تک کہ اِسلام ہی کی حالت میں میری وفات ہو۔

اور اُس کے بعد اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے جو چاہیں دعاء مانگیں، یہ قبولیت کا موقع ہے، اِس جگہ کچھ دیر تک ٹھہر کر دعاء کا خوب اہتمام کریں۔(شامیہ:2/500)

حضرت عبد اللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے صفا پر یہ دُعاء پڑھنا ثابت ہے:

”اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنَا بِدِينِكَ وَطَوَاعِيَتِكَ وَطَوَاعِيَةِ رَسُولِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَنِّبْنَا حُدُودَكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنا نُحِبُّكَ وَنُحِبُّ مَلائِكَتَكَ وأَنْبِيَاءَكَ وَرُسُلَكَ، وَنُحِبُّ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنا إِلَيْكَ وَإِلٰى مَلائِكَتِكَ وَإِلَى أَنْبِيائِكَ وَرُسُلِكَ، وَإِلٰى عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ، اَللّٰهُمَّ يَسِّرْنَا لِلْيُسْرَىٰ، وَجَنِّبْنا الْعُسْرَىٰ، وَاغْفِرْ لَنا فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى، وَاجْعَلْنَا مِنْ أَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ“۔(الأذکار للنووی:196)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنے دین اور اپنی اور اپنے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اِطاعت اور فرماں برداری کے ذریعہ محفوظ فرمالیجئے، اے اللہ! ہمیں اپنی حدود (میں کی جانے والی زیادتیوں) سے بچالیجئے، اے اللہ ہمیں ایسا بنادیجئے کہ ہم تجھ سے، تیرے فرشتوں، تیرے انبیاء اور رسولوں سے اور تیرے نیک اور صالح بندوں سے محبّت کریں، اے اللہ! ہمارے لئے نیک کام آسان اور گناہ کے کام مشکل بنادیجئے اور دنیا و آخرت میں ہماری مغفرت فرمادیجئے اور ہمیں متقی لوگوں کا پیشوا بنادیجئے۔

اُس کے بعد ذکر کرتے ہوئے صفا سے مَروہ کی جانب اپنی عام رفتار کے مطابق چلنا شروع کردیں۔(شامیہ:2/501)

فائدہ: سعی کا ہر چکر تقریباً 395 میٹر لمبا ہے، اِس طرح سات چکر کی مسافت تقریباً پونے تین کلومیٹر بنتی ہے۔(حج مبرور:136) سعی کیلئے اوپر نیچے کئی منزلیں ہیں، نیچے کی

منزل کے مقابلہ میں اوپر والی منزل پر ازدحام کچھ کم رہتا ہے، جہاں بھی آسانی ہو وہاں سے سعی کی جاسکتی ہے۔

⓱ میلین اَخضرین کے درمیان دوڑنا:

مَروہ کی جانب جاتے ہوئے جب سبز ستونوں کے قریب پہنچیں (جس کو گرین لائٹس کے ذریعہ بہت واضح طور پر نمایاں کیا گیا ہے) تو مَرد حضرات اُن سبز ستونوں کے درمیان قدرے تیزی کے ساتھ دوڑنا شروع کردیں، یہ سنّت ہے، بغیر عُذر کے اِسے ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ دوڑنا رَمل کرنے سے کچھ زیادہ تیز اور دوڑنے سے کچھ کم کم ہوتا ہے اور یہ بھی رَمل کی طرح صرف مَردوں کیلئے ہے، عورتوں کیلئے نہیں، لہٰذا وہ عام حالت کے مطابق چلیں۔(شامیہ:2/501)(عالمگیری:1/226)

میلَینِ اَخضَرین کے درمیان یہ دُعاء پڑھنا مسنون ہے:

”رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ“

اے میرے پروردگار! معاف کردے، رحم فرمادے، بیشک تو ہی معزز اور کرم کرنے والا ہے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:15565)

سبز ستونوں کے بعد پھر عام رفتار کے مطابق چلنا شروع کردیں۔(عالمگیری:1/226)

سَعی کے دوران کیا پڑھا جائے:

سعی کے درمیان ذکر اور دعاء میں مصروف رہیں۔ اس درمیان کوئی بھی ذکر کیا جاسکتا ہے، دعائیں مانگی جاسکتی ہیں، قرآن کریم کی تلاوت بھی کرسکتے ہیں، اور اگر یہ سارے ہی کام کریں تو زیادہ بہتر ہے۔(الأذکار:197)

چند جامع اور انتہائی مفید دعائیں اِمام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دعائیں اگرچہ سعی کیلئے مخصوص تو نہیں ہیں لیکن اپنی جامعیت کی وجہ سے سعی میں بھی اور ہر جگہ مانگی جانے کے قابل ہیں:

☆—"اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّت قَلْبِي عَلٰى دِيْنِكَ"

☆—"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِباتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، وَالفَوْزَ بالجَنَّةِ ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ"

☆—"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَىٰ والتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالغِنَى"

☆—"اَللّٰهُمَّ أعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِك"

☆—"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الخَيْرِ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَ مَا لَمْ أَعْلَمْ، وأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرّ كُلِّهِ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وأَسأَلُكَ الجَنَّةَ وَما قَرّبَ إِلَيْها مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْها مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ"۔(الأذکار للنووی:197)

مَروہ پر پہنچ کر وہی تمام کام کیے جائیں گے جو صفا پر کیے تھے، یعنی:

قبلہ رُخ ہو کر دُعاء کی طرح ہاتھ اُٹھائیں، تین دفعہ تکبیر کہیں، تین دفعہ تہلیل یعنی لا اِلٰہ الا اللہ کہیں، تین دفعہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کریں، تین دفعہ درود شریف پڑھیں اور پھر اپنی حاجت کیلئے کچھ دیر کھڑے ہو کر دُعائیں مانگیں اور وہ مخصوص دُعاء پڑھیں جو صفا کے بیان میں ذکر کی گئی ہے۔اِس طرح صفا سے مَروہ تک ایک چکر پورا ہو جائے گا۔

اُس کے بعد اِسی طرح مَروَہ سے صفا کی جانب جاتے ہوئے بھی ذکر اور دُعاء کرتے

ہوئے چلیں اور سبز ستونوں کے درمیان اُسی طرح دوڑیں اور صفا پر پہنچ کر حسبِ سابق وہی تمام اعمال کریں۔ اِسی طرح صفا سے مَروہ اور مَروَہ سے صفا تک سات چکر مکمل کریں جو مَروہ پر جا کر ختم ہوں گے۔(عالمگیری:1/226)(الدر المختار:2/501)

سَعی کے اہم مسائل:

سعی خواہ حج کی ہو یا عُمرہ کی اس کا کرنا واجب ہے۔(غنیۃ الناسک:68)(احکام حج:48)

طواف سے فارغ ہو کر فوراً سعی کرنا مسنون ہے، واجب نہیں، لہٰذا اگر کوئی عُذر نہ ہو تو تاخیر نہیں کرنی چاہیئے، اور بہت زیادہ تھکاوٹ ہو گئی ہو یا بول و براز وغیرہ کی حاجت کیلئے جانا ہو تو بلا کراہت تاخیر کی جاسکتی ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:68)

سعی کے سات چکر ہوتے ہیں، اِس طرح کہ صفا سے مَروَہ تک ایک چکر اور پھر مَروَہ سے صفا تک دوسرا چکر، اِسی طرح کرتے کرتے یہ سات چکر صفا سے شروع ہو کر مَروَہ پر ختم ہوتے ہیں۔(عالمگیری:1/226،227)

صفا سے شروع کرنا واجب ہے، اگر کوئی مَروَہ سے اِبتداء کرے تو پہلا چکر معتبر نہیں ہو گا اور صفا سے شروع ہونے والا دوسرا چکر پہلا شمار کیا جائے گا۔(الدر المختار:2/501)

صفا اور مَروَہ کے مقام پر تکبیر و تہلیل، حمد و ثناء اور دُعاء کرنے کیلئے اِتنی دیر ٹھہرنا بہتر ہے کہ اس میں مفصّلات (یعنی قرآن کریم کی آخری منزل) کی سورتوں میں سے کوئی سورت تلاوت کی جاسکے۔(شامیہ:2/500) لیکن ہجوم اور رش ہونے کی صورت میں اتنا نہیں ٹھہرنا چاہیئے کہ لوگوں کو تکلیف ہونے لگے۔(عُمدۃ الفقہ:4/436)

بعض لوگ صفا و مَروہ پر تکبیر کہتے ہوئے تکبیرِ تحریمہ کی طرح ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے ہیں اُن کا یہ عمل غلط ہے، ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔(شامیہ:2/500)(عُمدۃ الفقہ:4/436)

سعی کیلئے وضو اور کپڑے یا بدن کا پاک ہونا شرط تو نہیں ہے البتہ مستحب ہے، لہٰذا وضو اور طہارت کا لحاظ رکھتے ہوئے سعی کرنا چاہیئے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:69)

حالتِ حیض میں سعی کرنا ممنوع نہیں، پس اگر کسی عورت کو طواف کرنے کے بعد حیض آجائے تو وہ سعی کر سکتی ہے، کیونکہ سعی کیلئے طہارت شرط نہیں اور سعی کی جگہ مسجد سے باہر ہے۔(عالمگیری:1/227)(فتاویٰ دار العلوم زکریا:3/365)

سعی پیدل کرنا واجب ہے، بلا عُذر وہیل چیئر وغیرہ پر سعی کرنا درست نہیں، اِس سے دم لازم ہو جاتا ہے، ہاں معذور شخص کر سکتا ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:71)

اور وہیل چیئر پر وغیرہ پر سعی کی جارہی ہو تب بھی سبز ستونوں کے درمیان رفتار بڑھا دیں، بشرطیکہ کسی کو تکلیف و اذیّت نہ ہو۔(رفیقِ حج:116)

نفلی طواف کے بعد سعی نہیں ہوتی، اگر کوئی اجر و ثواب کی نیت سے بھی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا، اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا، کیونکہ نفلی طواف تو ہوتا ہے لیکن نفلی سعی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔(شامیہ:2/502)

⓲ سعی سے فارغ ہو کر دو رکعت پڑھنا:

سعی سے فارغ ہو کر دو رکعت نفل (شکرانہ کے طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے عُمرہ کی توفیق عطاء فرمائی) پڑھنا مستحب ہے، تاکہ طواف کی طرح سعی کا اختتام بھی دو رکعتوں پر ہو۔ اور افضل یہ ہے کہ یہ دو رکعت نفل مَطاف میں آکر اداء کریں، لیکن رش کی وجہ سے مَطاف میں آکر یہ پڑھنا مشکل ہوتا ہے، اِس لئے مسجد حرام میں یا کہیں بھی یہ دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں، البتہ مَروَہ کے پاس یہ دو رکعتیں نہیں پڑھنی چاہیئے، وہاں پڑھنا مکروہ ہے۔(شامیہ:2/501)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:70)(عالمگیری:1/227)

⑲ حَلَق یا قصر:

سعی سے فارغ ہونے کے بعد حلق یا قصر کریں، یعنی مَرد حضرات اپنے پورے سر کے بال مُنڈوادیں یا اُنگلی کے ایک پورے کے برابر پورے سر کے بال کتروادیں، لیکن سر کا مُنڈوانا افضل ہے جبکہ عورتوں کیلئے قصر ہی لازم ہے۔(شامیہ:2/515،516)

حلق یا قصر کے اہم مسائل:

سعی سے فارغ ہونے کے بعد احرام کی پابندیوں سے نکلنے کیلئے حلق یا قصر لازم ہے، اِس کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتیں، اگر حلق یا قصر سے پہلے سلے ہوئے کپڑے پہن لیے یا سر کے علاوہ کسی اور جگہ کے بال مونڈ لیے، یا ناخن کاٹ لیے یا مونچھیں کاٹ لیں یا خوشبو لگالی تو جزاء لازم ہو جائے گی۔(تسہیل بہشتی زیور:1/488)(شامیہ:2/512)

سر کے بال مونڈنے کو حلق اور ایک پورے کے برابر سر کے بال کاٹنے کو قصر کہا جاتا ہے۔ مَردوں کیلئے سر کو مُنڈوانا یا قصر کروانا دونوں درست ہے البتہ حلق افضل ہے، جبکہ عورتوں کیلئے صرف قصر کا حکم ہے، حلق جائز نہیں۔(شامیہ:2/515،516)

حلق یا قصر میں سے کوئی ایک صورت اگر ممکن نہ ہو تو دوسری صورت خود ہی متعیّن ہو جاتی ہے، جیسے عورتوں کیلئے حلق درست نہیں، لہٰذا اُن کیلئے قصر ہی متعیّن ہے، اور اگر مَرد کے بال اتنے چھوٹے ہوں کہ ایک پورے کے برابر نہیں کاٹے جاسکتے یا پہلے ہی اُس کے بال مُنڈے ہوئے ہوں تو اُس کیلئے حلق ہی متعیّن ہو جائے گا، یعنی سر پر اُسترا پھیرنا لازم ہو جائے گا۔(شامیہ:2/516)(عالمگیری:1/231)

کم از کم چوتھائی سر کے بالوں کے حلق یا قصر سے احرام ختم تو ہو جاتا ہے لیکن پورے سر کا حلق یا قصر نہ کرنا اور صرف چوتھائی سر کو مونڈوالینا یا قصر کروالینا مکروہ ہے اور خلافِ

سنّت ہے، اِس سے احتراز کرنا چاہیئے۔(شامیہ:2/516)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:93)

بالوں کے قصر میں ایک پورے سے کچھ زیادہ ہی کاٹنا چاہیئے تا کہ بال کم از کم ایک پورے کے برابر یقینی طور پر کٹ جائیں، کیونکہ عموماً تمام بالوں کے کنارے ایک جیسے برابر نہیں ہوتے۔(عالمگیری:1/231)(بدائع الصنائع:2/141)

بعض لوگ سعی سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی میں سر کے تھوڑے سے بال کاٹ لینا ہی احرام سے حلال ہونے کیلئے کافی سمجھتے ہیں، یادرکھیں! اِس طرح احرام کی حالت ختم نہیں ہوتی، لہٰذا اُس کے بعد احرام کی پابندیوں کی خلاف وَرزی کرنے کی صورت میں دَم لازم ہو جائے گا۔(رفیقِ حج:118)(مناسک حج و عُمرہ، شمس الحق)

حج یا عُمرہ میں حلق یا قصر کے وقت میں مُحرِم ایک دوسرے کے بال بھی آپس میں کاٹ سکتے ہیں اِسی طرح خواتین بھی ایک دوسرے کے بال کاٹ سکتی ہیں، بشرطیکہ دونوں کے حلق یا قصر سے پہلے کے تمام اَرکان پورے ہو چکے ہوں اور صرف بال کٹانا ہی باقی رہ گیا ہو۔(لباب المناسک للقاری، بحوالہ کتاب الفتاویٰ:4/94)(مناسک حج و عُمرہ، شمس الحق)

خواتین اپنے بال خود کاٹیں یا کسی مَحرَم سے کٹوائیں، نامَحرَم سے نہ کٹوائیں، اُنہیں چاہیئے کہ سر کے بال کھول کر لٹکائیں اور تمام بالوں میں سے ایک ایک پورے کے برابر بال کاٹیں تا کہ مکمل سنّت اداء ہو، اور اگر چوٹی ہی میں کاٹ رہی ہیں تو اِس بات کا خیال رکھیں کہ کم از کم چوتھائی سر کے بال چٹیا کے اندر آجائیں۔(مناسک حج و عُمرہ، شمس الحق)

حلق یا قصر خواہ حج کا ہو یا عُمرہ کا اُس کا حدودِ حرم میں ہونا ضروری ہے، اگر حدودِ حرَم سے باہر کیا تو دم لازم ہو جائے گا۔(عالمگیری:1/247)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:94)

حج کے اِحرام کا قصر یا حلق ایّامِ نحر یعنی قربانی کے دنوں میں بارہ 12 ذی الحجہ کے غروبِ

آفتاب سے پہلے پہلے تک کروالینا چاہیئے، اگر کسی نے اِس کے بعد حلق یا قصر کروایا تو دَم لازم ہو جائے گا۔(عالمگیری:1 / 244)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:94)

⓴ صدقہ کرنا:

احرام سے فارغ ہونے کے بعد بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی جنایت نہ بھی کی ہو تو اِس نیت سے کچھ نہ کچھ صدقہ دیدے کہ اگر کوئی غلطی ہو بھی گئی ہو تو اُس کا تدارک ہو جائے۔ واضح رہے کہ احرام کی حالت میں کوئی جنایت ہو گئی ہو تو اُس کی جزاء لازم ہو گی، اُس کا اداء کرنا تو لازم ہے، خواہ دَم لازم ہوا ہو یا صدقہ وغیرہ، لیکن یہ صدقہ لازم نہیں، یہ محض احتیاط کی وجہ سے دیدینا بہتر ہے، اور نہ بھی دیں کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”**كَانُوا إِذَا قَضَوْا حَجَّهُمْ تَصَدَّقُوا بِشَيْءٍ، وَيَقُولُونَ: اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَمَّا لَا نَعْلَمُ**“ سلَفِ صالحین کا معمول تھا کہ وہ جب اپنے حج سے فارغ ہو جاتے تو صدقہ کیا کرتے اور یہ کہتے کہ اے اللہ یہ صدقہ ہماری اُن کوتاہیوں کی تلافی کیلئے ہے جن کا ہمیں علم نہیں۔(اخبار مکہ للفاکہی:948)

فائدہ: حلق یا قصر کے بعد آپ کا عُمرہ مکمل ہو گیا، اب اگر آپ نے صرف عُمرہ کا احرام باندھا تھا یا حج تمتع کے اِرادے سے آکر عُمرہ کیا تھا تو احرام اُتار دیں، آپ کے اوپر سے احرام کی پابندیاں ختم ہو گئی ہیں۔ اور اگر حجِ قِران کا احرام تھا تو ابھی آپ کا احرام ختم نہیں ہوا کیونکہ آپ نے اِسی احرام سے حج بھی کرنا ہے اور اُس کے بعد آپ کا احرام ختم ہو گا، اِس سے پہلے احرام کی پابندیوں کا خیال رکھیں۔(رفیقِ حج:119)

☆——☆——☆

چوتھی فصل:

﴿قیامِ مکہ کے دَوران کیے جانے والے افعال﴾

مکہ مکرّمہ میں قیام کا عرصہ خواہ حج سے پہلے کا ہو یا بعد کا اِسی طرح خواہ حج کے سفر میں قیام کیا جائے یا عُمرہ کیلئے، بہر حال جب تک مکہ مکرّمہ میں قیام ہو، مندرجہ ذیل کاموں کا خوب اہتمام کرنا چاہیئے:

❶ قیامِ مکہ کو غنیمت سمجھنا:

پہلا کام تو یہ ہے کہ اِس موقع کو غنیمت جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے بلدِ اَمین میں قیام عطاء فرمایا جہاں ایک ایک نیکی ایک ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے، پتہ نہیں دوبارہ یہ موقع ملے یا نہیں، اور یہ مبارک سفر اور پاکیزہ جگہ کا قیام نصیب ہو یا نہیں، اِس لئے اِس کی قدر کرتے ہوئے ایک ایک منٹ اور ایک ایک سیکنڈ کو قیمتی بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے، منکرات اور معاصی تو درکنار، فضولیات اور لایعنی مشاغل کو بھی بالکلیہ ترک کردینا چاہیئے تاکہ کوئی وقت ضائع نہ ہو۔(عُمدۃ الفقہ:4/437)(غنیۃ الناسک:101)

مکہ مکرّمہ کے قیام کو غنیمت جاننے اور اُسے زیادہ سے زیادہ قیمتی بنانے کیلئے مندرجہ ذیل کاموں کا اہتمام کیجئے:

(1) نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔(2) ہر قسم کے گناہوں سے کلی طور پر بچیں، اِس لئے کہ حرم کی نیکی جس طرح ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے اِسی طرح وہاں کا گناہ بھی ایک لاکھ گناہوں کے برابر ہے۔(3) آنکھ، کان اور زبان کی بطورِ خاص حفاظت کا خیال رکھیں اِس لئے کہ عموماً سب سے زیادہ اِن ہی تین اعضاء سے گناہ کیے جاتے ہیں۔(4) فضولیات، لغویات اور تمام ایسے لایعنی اور بے کار کام جن کا دنیا اور آخرت میں

کوئی نفع اور فائدہ نہ ہو، اُن سے حتی الوسع ضرور بچیں اِس لئے کہ ایسے کاموں میں لگنا اِنسان کو اُس کے اِس مبارک سفر کے مقصد سے ہٹادیتا ہے۔(5)لڑائی جھگڑوں اور باہمی نزاعات سے کلی طور پر بچیں، اِس لئے کہ سفرِ حج میں ربِّ کعبہ نے بطورِ خاص اِس گناہ سے منع کیا ہے، نیز یہ حجِ مبرور سے محروم ہونے کا باعث بن سکتا ہے جو بڑے ہی خسارے اور نقصان کی بات ہے۔(6) مکّہ مکرّمہ کی بے ادبی و بے احترامی سے بچیں، اِس لئے کہ یہ روئے زمین کی مقدّس اور پاکیزہ ترین جگہ ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اِس کی بے ادبی و بے احترامی کی وجہ سے اللہ کی پکڑ ہو جائے۔

❷زیادہ سے زیادہ نفلی طواف کرنا:

مکہ مکرّمہ میں جتنا عرصہ بھی قیام کا موقع ملے اُس میں زیادہ سے زیادہ نفلی طواف کرتے رہنا چاہیئے، اِس لئے کہ آفاقی (باہر سے آنے والوں) کیلئے بیت اللہ شریف کے طواف میں مصروف رہنا نفل نمازوں اور دیگر عبادات میں مصروف رہنے بھی زیادہ افضل ہے، اِس لئے کہ دوسری عبادات کے کام تو کہیں بھی کیے جاسکتے ہیں، لیکن طواف تو بیت اللہ کے علاوہ کہیں بھی نہیں ہوسکتا، اِس لئے دن رات جس قدر بھی مُمکن ہو طواف میں لگے رہنا چاہیئے۔(شامیہ:2/502)(عُمدۃ الفقہ:4/437)

حضرت مِسوَر بن مَخرَمہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے:

”كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ لَمْ يَخْرُجْ حَتَّى يَطُوفَ لِكُلِّ يَوْمٍ غَابَهُ سَبْعًا“

جب وہ مکہ مکرّمہ آتے تو اُس وقت تک وہاں سے واپس نہ جاتے تھے جب تک اپنے طواف کے بغیر گزرے ہوئے تمام دنوں میں سے ہر ہر دن کا ایک ایک طواف نہ کرلیتے۔(اَخبارِ مکہ للفاکہی:563)

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے:

”كَانَ إِذَا قَدِمَ إِلَى مَكَّةَ طَافَ بِالنَّهَارِ خَمْسَةً، وَبِاللَّيْلِ سَبْعَةً، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَنْصَرِفَ عَلَى وِتْرٍ مِنْ طَوَافِهِ“ جب وہ مکہ مکرّمہ تشریف لاتے تو دن کو پانچ اور رات کو سات طواف کیا کرتے تھے اور وہ یہ پسند کیا کرتے تھے کہ طواف کی طاق تعداد کی حالت میں واپس لوٹیں۔(أخبارِ مکہ للفاکہی:563)

یاد رکھیں....!

☆—ہر طواف ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔(شعب الایمان:3451)

☆—طواف کرتے ہوئے ہر ہر قدم پر ایک نیکی، ایک گناہ کی معافی اور ایک درجہ کی بلندی نصیب ہوتی ہے۔(شعب الایمان:3450)

☆—روزانہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُترنے والی ایک سو بیس رحمتوں میں سے ساٹھ رحمتیں تو صرف طواف کرنے والے ہی لوٹ لیتے ہیں۔(طبرانی کبیر:11248)

پس مکہ مکرّمہ میں رہتے ہوئے اپنے اوقات کو قیمتی بناتے ہوئے زیادہ سے زیادہ طواف کرکے خوب غلام آزاد کیجئے، خوب نیکیاں جمع کیجئے، گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندیاں حاصل کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں حاصل کیجئے۔

اس کے علاوہ پچاس طَواف کے بارے میں حدیث کے اندر یہ فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ وہ گناہوں سے اُس دن کی طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔(ترمذی:866) پس مکہ مکرّمہ میں اپنے قیام کے دوران کم از کم پچاس طَواف کا ٹارگٹ مقرر کرکے روزانہ کے اعتبار سے اُس کی تعداد متعیّن کرلیں اور پھر اپنے اوقات کو بھرپور طریقے سے اِستعمال کرتے ہوئے اِس ہدف کو پانے کیلئے سر توڑ

کوشش کیجئے، اِن شاء اللہ نہایت آسانی کے ساتھ یہ ہَدف پورا ہو جائے گا۔

نفلی طواف کا طریقہ وہی ہے جو طواف میں گزرا، البتہ اِس میں رَمل اور اِضطباع نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے بعد سعی کی جاتی ہے، البتہ طَواف کے بعد دو رکعتیں پڑھی جائیں گی، آبِ زَم زَم پیا جائے گا اور ملتزَم پر دُعاء مانگی جائے گی۔(شامیہ:2/502)

واضح رہے کہ نفلی طواف شروع کرنے سے پہلے کرنے نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے، لیکن شروع کرنے کے بعد اُس کی تکمیل لازم ہو جاتی ہے، اِس لئے نفلی طواف کو شروع کرکے درمیان میں چھوڑنا نہیں چاہیئے۔(عُمدۃ الفقہ:4/165)

نفلی طواف کیلئے بھی جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا اور باوضو ہونا شرط ہے، اس کے بغیر طواف کرنے سے جزاء لازم ہوتی ہے، یعنی جنابت کی حالت میں کیا جائے تو دَم اور بے وضو ہونے کی حالت میں کیا جائے تو صدقہ لازم ہوتا ہے، لیکن دونوں صورتوں میں اگر اِعادہ کرلیا جائے تو کچھ لازم نہ ہوگا۔(شامیہ:550،551)

نفلی طَواف کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں، رات اور دن میں کسی بھی وقت نفلی طَواف کیا جاسکتا ہے، حتیٰ کہ مکروہ اوقات جس میں نماز پڑھنا درست نہیں، اُس وقت میں بھی بلا کراہت طَواف کیا جاسکتا ہے، البتہ طَواف کے بعد کی دو رکعت مکروہ اوقات کے گزرنے کے بعد پڑھی جائیں گی۔(عُمدۃ الفقہ:4/165)

③ مسجدِ حرام کی نمازیں:

مسجدِ حرام میں جس قدر بھی مُمکن ہو جماعت کے ساتھ نمازوں کا اہتمام کیجئے اور بغیر کسی عُذر کے وہاں کی جماعت کو ترک نہ ہونے دیں، اِس لئے کہ وہاں تو خوش قسمت لوگوں کو نماز پڑھنا نصیب ہوتا ہے، کیا یہ کم خوش قسمتی ہے کہ ایک ایک نماز کا ثواب

بڑھ کر ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہو جاتا ہے اِس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی چالیس خصوصی رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ ذیل میں اِس سے متعلّق روایات ملاحظہ کیجئے اور پھر اُن فضائل کے حصول کیلئے کوشاں ہو جایئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا المَسْجِدَ الحَرَامَ“ میری اس مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ہزار نمازوں سے زیادہ افضل ہے۔ (بخاری:1190)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

”صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ“ میری اس مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ باقی مساجد کی ہزار نمازوں سے زیادہ افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا دیگر مساجد کی ایک لاکھ نمازوں سے زیادہ افضل ہے۔ (ابن ماجہ:1406)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ "کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ہے اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔(ابن ماجہ:1413)

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی چالیس خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:"**إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُنْزِلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عِشْرِينَ وَمِائَةَ رَحْمَةٍ يَنْزِلُ عَلَى هٰذَا الْبَيْتِ سِتُّونَ لِلطَّائِفِينَ، وَأَرْبَعُونَ لِلْمُصَلِّينَ، وَعِشْرُونَ لِلنَّاظِرِينَ**" اللہ تعالیٰ روزانہ اُس گھر (بیت اللہ شریف) پر 120 رحمتیں نازل کرتے ہیں جن میں سے 60 رحمتیں طواف کرنے والوں پر، 40 رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور 20 رحمتیں بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔(طبرانی کبیر:11248)

④ مسجدِ حرام میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا:

مکہ مکرّمہ میں قیام کے دوران کوشش کیجئے کہ زیادہ سے زیادہ وقت مسجدِ حرام میں گزرے یہ اپنے اوقات کو قیمتی بنانے کا سب سے بہتر طریقہ ہے، کیونکہ اِس کی برکت سے خوب طَواف کرنے کا موقع ملتا ہے، وہاں کی باجماعت نمازیں نصیب ہوتی ہیں، بیت اللہ شریف کی زیارت کا موقع ملتا رہتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت، ذکر و اَذکار اور

بہت کچھ کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اِنسان گناہوں اور فضول کاموں سے بچا رہتا ہے۔

ہوٹلوں میں بغیر کسی وجہ کے لمبے لمبے قیام کرنا یا ضرورت سے زیادہ سوئے پڑے رہنا، وہاں ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ مجلسیں لگانا، حالاتِ حاضرہ اور سیاست پر تبصرے کرنا، وائے فائے اور انٹرنیٹ میں لگا رہنا، بازاروں اور شاپنگ مالز میں گھومتے اور چکر لگاتے رہنا یہ سب باتیں اپنے وقت کو ضائع اور برباد کر دینے کے مترادف ہیں ، اِن سے حتی الامکان احتراز کیجئے اور کوشش کیجئے کہ کھانے ، سونے ، آرام کرنے اور دیگر ضروری کاموں کے علاوہ آپ کا زیادہ سے زیادہ وقت مسجدِ حرام میں صَرف ہو، اِس لئے کہ ہم نے اِتنا وقت اور زرِ کثیر خرچ کرکے اِتنی دور سے سفر اِس لئے تو نہیں کیا کہ ہم یہاں آکر بازاروں اور مارکیٹوں کے چکر لگاتے پھریں، کیونکہ یہ کام تو ہم اپنے ملک میں بھی کر سکتے ہیں۔

مسجدِ حرام میں نفلی اعتکاف کی نیت سے داخل ہو کر طویل سے طویل وقت گزاریں، زیادہ سے زیادہ طواف کریں، اور جب طواف کرتے کرتے تھک جائیں تو مسجد ہی کے اِحاطہ میں کسی جگہ بیٹھ کر کعبہ شریف کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں، حدیث کے مطابق کعبہ شریف کو صرف دیکھنے والے پر بھی روزانہ اللہ تعالیٰ کی بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔(طبرانی کبیر:11248)

حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ایمان اور تصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔ حضرت ابو السائب

مدنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو ایمان و تصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے اُس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے۔(فضائل صدقات:96،97)

❺مسجدِ حرام میں ایک قرآن کریم ختم کرنا:

کوشش کیجئے کہ مکہ مکرّمہ کے قیام کے دوران مسجدِ حرام میں کم از کم ایک قرآن کریم ختم کیجئے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ دنیا کی سب سے افضل مساجد یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجدِ اَقصیٰ اِن تینوں مساجد میں کم از کم ایک ایک قرآن کریم ختم کرنا مستحب ہے اور بالخصوص مکہ مکرّمہ جو کہ نزولِ وَحی کی ابتداء کا مبارک مقام ہے وہاں تو اِس کی تاکید اور فضیلت اور بھی زیادہ ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:101)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”كَانُوا يُحِبُّونَ إِذَا دَخَلُوا مَكَّةَ أَنْ لَا يَخْرُجُوا حَتَّى يَخْتِمُوا بِهَا الْقُرْآنَ“

سلفِ صالحین اِس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ جب لوگ مکہ میں داخل ہوں تو نکلنے سے پہلے قرآن کریم ختم کرلیں۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:8770)

حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”كَانَ يُحِبُّ، أَوْ يَسْتَحِبُّ إِذَا قَدِمَ شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ، أَنْ لَا يَخْرُجَ حَتَّى يَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، أَوْ مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، أَوْ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ“ یہ بات (سلفِ صالحین میں) مستحب اور پسندیدہ سمجھی جاتی تھی کہ جب کوئی شخص اِن تین مساجد میں یعنی مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اَقصیٰ میں آئے تو قرآن کریم ختم کرکے نکلے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:8773)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے مکہ مکرّمہ میں ایک ہی رات میں پورا قرآن کریم ختم کیا، اِس طرح کہ طواف کے سات چکر لگا کر مقامِ اِبراہیم کے پاس نماز پڑھی اور "مِئِین"(یونس تا شعراء) سورتوں کی تلاوت کی، پھر طواف کے سات چکر لگا کر مقامِ اِبراہیم کے پاس نماز پڑھی اور "مَثانی"(شعراء تا حجرات) سورتوں کی تلاوت کی، پھر طواف کے سات چکر لگا کر مقامِ اِبراہیم کے پاس نماز پڑھی اور قرآن کریم کا بقیہ تمام حصہ ختم کر دیا۔(مصنّف ابن ابی شیبہ: 8771)

پس اِس فضیلت کو حاصل کیجئے جس کا طریقہ یہ ہے کہ مکّہ مکرّمہ میں اپنے قیام کی کُل مدّت کو دیکھتے ہوئے روزانہ کے اعتبار سے قرآن کریم کی کوئی مقدار مقرر کیجئے اور پھر زیادہ سے زیادہ وقت مسجدِ حرام میں گزارتے ہوئے طواف اور دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ روزانہ پابندی سے اُس تلاوت کی مقدار کو بھی پورا کیجئے، بہت آسانی کے ساتھ قرآن کریم ختم ہو جائے گا۔

❻ عُمرے کرنا:

مکہ مکرّمہ کے قیام کے دوران اپنی طرف سے، والدین اور اَساتذہ کی جانب سے اور دیگر اعزّاء و اَقارب اور دوست احباب کی طرف سے خوب عُمرے کیجئے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ احرام پہن کر نیت کیے بغیر تنعیم چلے جائیے، جہاں مسجدِ عائشہ بنی ہوئی ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیم و تلقین کے مطابق عُمرہ کرنے کیلئے وہیں سے احرام باندھا تھا۔(بخاری:1518) اِسی طرح جعرانہ سے بھی احرام باندھا جاسکتا ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غزوہ حنین سے فارغ ہو کر وہاں سے عُمرہ کا احرام باندھا تھا۔(بخاری:3066) بہر حال تنعیم یا جِعرانہ پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رکعت نماز اداء

کر کے نیت کیجئے اور تلبیہ پڑھ کر لبیک کی صدائیں لگاتے ہوئے مسجدِ حرام آیئے اور اُسی طرح عُمرہ اداء کیجئے جیسے ماقبل "عُمرہ کے افعال" میں بیان ہوا اور پھر حلق یا قصر کرواکر احرام اتار دیجئے۔پہلے سے حلق ہو جانے کی وجہ سے اگر سر پر بال نہ بھی ہوں تب بھی ہر دفعہ عُمرہ کرنے کے بعد اُسترہ پھیرنا ضروری ہو گا۔(عُمدۃ الفقہ:4/455)

قیامِ مکہ کے دوران عُمرہ کرنے کا طریقہ:

حدودِ حرَم کے اندر موجود افراد خواہ وہ وہیں کے مقیم اور باشندے ہوں اور عُمرہ کرنا چاہتے ہوں، یا باہر سے آئے ہوں جیسے عُمرہ یا حج تمتع کرنے کیلئے آنے والے افراد جو عُمرہ کر کے اِحرام اُتار چکے ہوں اور اب دوبارہ عُمرہ کرنا چاہتے ہوں، یا حرَم سے باہر میقات کے اندر رہنے والے لوگ جو کسی کام سے حرَم کے اندر آئے ہوئے ہوں اور اب عُمرہ کرنا چاہتے ہوں، اِن سب کیلئے عُمرہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حدودِ حرَم سے باہر نکل کر احرام باندھیں، اُن کیلئے حدودِ حرَم کے اندر رہتے ہوئے عُمرہ کا احرام باندھنا درست نہیں، اِس سے دَم لازم ہو جاتا ہے، ہاں یہ لوگ حج کا احرام مکہ مکرّمہ سے باندھیں گے اس کیلئے حرَم سے نکلنے کی ضرورت نہیں۔(شامیہ:2/478،479)

حرَم سے باہر نکل کر تنعیم (مسجدِ عائشہ) یا جِعرانہ میں سے کہیں بھی جا کر احرام باندھ سکتے ہیں، احادیثِ طیّبہ میں دونوں جگہ سے احرام باندھنا ثابت ہے، جِعرانہ سے آپ ﷺ نے خود احرام باندھا ہے جبکہ تنعیم سے آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو احرام باندھنے کی تلقین فرمائی تھی۔(بخاری:1518۔3066)

البتہ دونوں میں افضل کون سی جگہ ہے اِس میں دونوں طرح کے اقوال ہیں، فقہِ حنفی کے مطابق تنعیم سے احرام باندھنا زیادہ بہتر ہے اِس لئے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قولی

دلیل سے ثابت ہے جو فعلی دلیل کے مقابلے میں مقدّم ہوتی ہے، جبکہ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جِعرانہ سے احرام باندھنے کو افضل قرار دیا ہے۔(شامیہ:2/479)

واضح رہے کہ تنعیم مسجدِ حرَام سے ساڑھے سات کلومیٹر کی مسافت پر ہے جبکہ جِعرانہ کا فاصلہ بیس کلومیٹر بنتا ہے۔(حج مبرور:57)اِس لئے تنعیم سے عُمرہ کرنا نسبتاً زیادہ آسان اور سہل ہے، تاہم کبھی جِعرانہ سے بھی اِتباعِ سنّت کی نیت سے عُمرہ کرنے کی فضیلت کو حاصل کرلینا چاہیئے۔

تمتع کرنے والوں کا حج سے پہلے مزید عُمرے کرنا:

حج تمتع کرنے والوں کیلئے عُمرہ سے فارغ ہونے کے بعد بعض حضرات نے حج سے پہلے مزید عُمرے کرنے کو منع کیا ہے لیکن راجح یہی ہے کہ وہ حج سے پہلے جتنے چاہیں عُمرے کرسکتے ہیں۔(غنیۃ الناسک:115)(منحۃ الخالق علی البحر:2/395)(فتاویٰ زکریا:3/410)(رحیمیہ)

البتہ حجِ قِران اور حجِ اِفراد کرنے والے حج شروع ہونے تک چونکہ مکہ مکرّمہ میں احرام ہی کی حالت میں ہوتے ہیں اِس لئے وہ حج سے پہلے عُمرہ نہیں کرسکتے، کیونکہ دو دو احرام کو جمع کرنا خواہ وہ دونوں اِحرام عُمرے کے ہوں یا حج کے یا الگ الگ، یہ ساری صورتیں جائز نہیں۔(البنایۃ مع الہدایہ:4/429،430)(عالمگیری:1/254)

حرَم سے باہر جاکے مسجدِ عائشہ سے عُمرہ کرنا بالکل درست ہے:

بعض لوگ حجاج کرام کو منع کرتے ہیں کہ اِس طرح مکہ مکرّمہ سے باہر جاکر تنعیم وغیرہ سے عُمرہ کا احرام باندھ کر عُمرہ نہ کریں، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عُمرہ کرلینے کے بعد دوبارہ حرم سے نکل کر احرام باندھ کر عُمرہ کرنے کی شرعی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اِس طرح کا عُمرہ نہیں کیا، لیکن اُن کی یہ بات محض غلط

ہے، اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا اِس طرح عُمرہ نہ کرنا اِس کے ناجائز اور غلط ہونے کی دلیل کیسے بن سکتا ہے، بالخصوص جبکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اِس طرح اُن کے بھائی کے ذریعہ تنعیم سے عُمرہ کروایا ہے تو اِس کو ناجائز کہنے کی کیا وجہ رہ جاتی ہے، کیا کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث بھی اِس طریقے سے کیے جانے والے عُمرہ کے ناجائز ہونے پر پیش کی جاسکتی ہے؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں تو ایک دینی و شرعی بات بغیر دلیل کے کیسے کی جاتی ہے۔ پھر اس طرح عُمرہ کے جواز پر خود صحابہ کرام کا عمل دلالت کرتا ہے، حضرت عبد اللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ کعبہ شریف کی جدید تعمیر سے فارغ ہوئے تو اونٹ ذبح کرکے کھلایا اور مکہ مکرّمہ کے رہنے والوں کو حکم دیا کہ وہ بطور شکر عُمرہ کریں۔(غنیۃ الناسک:107)(شامیہ:2/473)

علاوہ اَزیں خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ذی الحجہ کے مہینے میں حج کے بعد مکہ مکرّمہ سے عُمرہ کیا کرتی تھیں۔(مؤطا مالک:1094)

اِسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیلئے تشریف لائے تھے اُن میں سے بعض صحابہ کرام سے بھی حج کے بعد عُمرہ کرنا ثابت ہے، چنانچہ مندرجہ ذیل روایت ملاحظہ فرمائیے:

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے سر کا حلق کرایا، پس لوگوں نے بھی حج میں (اِتباعِ سنّت میں) حلق کرایا، پھر لوگ حج سے واپسی کے موقع پر عُمرہ کرنے لگے تو (چونکہ حج کا حلق کرانے کی وجہ سے سر پر بال نہیں تھے اِس لئے) پوچھنے لگے کہ اب یہ کیا کریں گے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

”أَمْرِرِ الْمُوسَى عَلَى رَأْسِكَ“ اُسترا اپنے سر پر پھیر لو۔(مستدرکِ حاکم:1765)

قیامِ مکہ کے دوران بکثرت طواف کرنا افضل ہے یا عُمرہ کرنا:

مکہ مکرّمہ کے قیام کے دوران کثرت سے عُمرہ کرنے کے مقابلے میں کثرت سے نفلی طواف کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے، اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرّمہ کے سفر میں ایک ہی عُمرہ اداء فرمایا تھا، اِسی لئے فقہاء کرام نے نفلی طواف کی کثرت کو عُمروں کی کثرت سے زیادہ افضل قرار دیا ہے۔(غنیۃ الناسک:107)(کتاب الفتاویٰ:4/74)

❼ مکہ مکرّمہ کے مآثر (تاریخی و مقدّس مقامات) کی زیارات کرنا:

اگر موقع مل جائے تو مکہ مکرّمہ کے قیام کے دوران وہاں کے مختلف مقدّس مقامات اور مآثِر کی زیارت بھی کرنی چاہیئے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:77)

بعض لوگ جو دین میں بہت غلو اور تشدد سے کام لیتے ہیں وہ مقدّس مقامات کی زیارات سے منع کرتے اور اِسے شرک کا درجہ دے رہے ہوتے ہیں، اُن کی یہ بات درست نہیں، اور کیسے درست ہوسکتی ہے جبکہ صحابہ و تابعین سے مقدّس مقامات کی زیارت کرنا اور اُن سے برکت حاصل کرنا ثابت ہے، چنانچہ مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ آثار کی جستجو میں لگے رہتے اور (کوئی جگہ معلوم ہوجاتی تو) وہاں نماز پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ ایک دفعہ اُنہیں ایک درخت کے بارے میں پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ نے کسی سفر میں اس کے نیچے اُتر کر آرام فرمایا تھا تو حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما اُس درخت کی دیکھ بھال کرنے اور اُسے پانی دینے لگے کہ کہیں یہ درخت سوکھ کر ختم نہ جائے۔(سنن کبریٰ بیہقی:10269)

اِس لئے مبارک اور مقدّس مقامات کی زیارات کوئی شرک یا کفر کی بات نہیں، یہ تو ایک برکتوں کے حاصل کرنے کا طریقہ ہے، البتہ اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اُن

مقدّس اور بابرکت مقامات کی پرستش کرنے اور اُنہیں سجدہ کرنے لگ جانا جیسا کہ بعض جاہل اور نادان قسم کے لوگ کرنے لگ جاتے ہیں، یہ بھی بالکل غلط اور یقیناً کفر و شرک کی بات ہے، اِسی طرح عمل سے غافل، بے فکر اور لاپرواہ رہتے ہوئے اِن مقدّس مقامات کی زیارات اور اُن سے برکت حاصل کرنے ہی کو اپنے لئے سب کچھ سمجھ لینا بھی یقیناً غلط اور قابلِ اِصلاح ہے۔

مکہ مکرّمہ کی زیارات:

مکّہ مکرّمہ میں قیام کے دوران کسی مناسب وقت میں وہاں کے مقدّس مقامات کی زیارت کرنی چاہیئے، اِس کیلئے بہتر یہ ہے کہ جو خود مسجدِ حرام کے اندر کی یا قریب قریب کی مبارک جگہیں ہیں اُن کی تو کسی بھی وقت زیارت کی جاسکتی ہے، اور جو دور کے مقامات ہیں اُن کی زیارت کیلئے فجر کی نماز کے بعد اگر نکلا جائے تو بآسانی زیارتیں کر کے مسجدِ حرام میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھی جاسکتی ہے۔ ذیل میں آسانی کیلئے وہ پاکیزہ اور مقدّس مقامات کچھ کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیے جارہے ہیں، اِس کو سامنے رکھتے ہوئے اُن جگہوں کی زیارت بھی کی جاسکتی ہے اور اُن کے قدرے تاریخی حالات پیشِ نظر رکھے جاسکتے ہیں۔

بیت اللہ شریف:

یہ دنیا کا وہ پہلا گھر ہے جسے سب سے پہلے لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا، جس میں تمام جہاں بھر کیلئے برکت اور ہدایت کا سامان رکھا گیا، جسے قیامت تک کیلئے مسلمانوں کا قبلہ مقرر کر دیا، جس کی طرف رُخ کر کے لوگ اللہ کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں، جس میں محبت کی ایسی جاذبیت اور کشش رکھی گئی کہ دنیا کے کونے کونے سے اِس کے

مَتوالے دیوانہ وار آکر اِس کے گرد پروانوں کی طرح دن رات چکر لگاتے ہیں اور اِس کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں، گرمی سردی، دھوپ چھاؤں خزاں بہار، بارش اور غیر بارش، سوائے نمازوں کے اوقات کے وہ کون سا وقت ہے جب اِس کا طَواف نہیں ہوتا، وارَفتگی اور شوق کی اِس سے بڑی کوئی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔

حَجرِ اَسوَد:

یہ وہ جنّت کا عظیم، بابرکت اور منوّر پتھر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اِس کی روشنی کو اپنی قدرت سے ختم نہ کیا ہوتا تو تنہا اِسی کی روشنی مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دینے کیلئے کافی تھی، جو دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن لوگوں کی خطاؤں اور گناہوں نے اِسے سیاہ کرڈالا، حدیث کے مطابق یہ روئے زمین پر اللہ کا ہاتھ ہے جس کے ذریعہ بندوں کو اِس کے اِستلام کے وقت اللہ تعالیٰ سے مُصافحہ جیسی سعادت نصیب ہوتی ہے، جس کی عظمت کا کیا کہنا کہ جو قیامت کے دن اِس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اِس کی دو آنکھیں اور ایک زبان ہو گی جس کے ذریعہ وہ دیکھتا اور بولتا ہو گا اور قیامت کے دن اللہ کے حضور اپنے اِستلام کرنے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔

مُلتزم:

یہ حجرِ اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان ڈھائی گز کے قریب کعبہ کی دیوار کا وہ حصہ ہے جو ملتزم کہلاتا ہے۔ ملتزم کے معنی چمٹنے کی جگہ کے آتے ہیں، اِس مبارک جگہ کو یہ کتنا بڑا شَرف حاصل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ شریف کی اِس مبارک جگہ پر چمٹ کر اپنا سینہ اَطہَر اور رخسار لگا کر دُعائیں مانگی تھیں، کتنے خوش نصیب ہوتے

ہیں وہ سینے جنہیں اِس جگہ بیت اللہ سے لگنے کا موقع ملتا ہے، دُعاؤں کی قبولیت کا یہ وہ اہم مقام ہے جہاں کوئی دُعاء رَد نہیں کی جاتی۔

حَطیم:

حدیث کے مطابق یہ بیت اللہ ہی کا حصہ ہے، قریشِ مکہ کے پاس حلال مال نہ ہونے کی وجہ سے اُنہوں نے اِس کی تعمیر کرتے ہوئے یہ حصہ باہر ہی چھوڑ دیا تھا، یہی وجہ ہے کہ اِس کے اندر نماز پڑھنا بیت اللہ کے اَندر نماز پڑھنے کی طرح ہے، اِسی حطیم میں بیت اللہ کی چھت سے گرنے والا ایک پَرنالہ ہے جسے "میزابِ رَحمت" کہتے ہیں، اُس کے نیچے یا پورے حطیم میں کہیں بھی نماز پڑھنے کا موقع مل جانا بڑی خوش قسمتی اور خوش نصیبی کی بات ہے۔

رکنِ یمانی:

یہ بیت اللہ شریف کے چار کونوں میں سے ایک انتہائی بابرکت کونا ہے جو طواف میں حجرِ اَسود کے بعد دو کناروں کو چھوڑ کر تیسرے نمبر پر حجرِ اَسوَد سے پہلے آتا ہے۔ جس پر صرف دایاں ہاتھ یا دونوں ہاتھوں کا لگادینا اُس کا اِستلام کہلاتا ہے، جس کی فضیلت حدیث میں یہ ذکر کی گئی ہے کہ اِس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اِس مقام کی عظمت کا کیا کہنا کہ جسے جنّت کا دروازہ کہا گیا ہے، حدیث کے مطابق یہاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ستر فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کی گئی ہے جو یہاں دُعاء کرنے والوں کی دُعاء پر آمین کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اِس مقام پر سب سے قیمتی دُعاء یعنی اللہ تعالیٰ سے عافیت اور دنیا و آخرت کی خوبی و بھلائی کا سوال کیا جاتا ہے۔

مقام ابراہیم:

یہ وہ مبارک پتھر ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں کرتے ہوئے اِسے ”آیاتِ بیّنات“ میں شمار کیا گیا، جس کے پاس طواف کے بعد نماز پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، جس پر کھڑے ہوکر خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا، آج بھی اُن کے مُبارک قدموں کے نشانات اُس کا واضح ثبوت ہیں، حجرِ اَسوَد کی طرح یہ مبارَک اور منوّر پتھر بھی جنّت سے لایا گیا ہے، جس کی روشنی کو اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ختم نہ کیا ہوتا تو تنہا اِس کی روشنی مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کردینے کیلئے کافی تھی، لوگوں کی اِس پتھر کے ساتھ وارَفتگی اور شوق کا کیا عجیب عالَم ہوتا ہے جب لوگ طواف سے فارغ ہو ہو کر اِس کے قریب تر ہو کر نماز پڑھنے کیلئے جگہ تلاش کرنے میں لگے ہوتے ہیں۔

مسجدِ حرام:

یہ دنیا کی سب سے افضل، عظیم اور بابرکت وہ مسجد ہے جس میں بیت اللہ شریف جیسا مقدّس اور پاکیزہ ترین گھر واقع ہے، جس میں حجرِ اَسوَد اور مَقامِ اِبراہیم جیسے دو عظیم جنّت کے پتھر موجود ہیں، جس میں آبِ زَم زَم جیسے دنیا کے افضل ترین پانی کا کنواں ہے، جس میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز پڑھنے کے برابر ہے، جس میں طواف و سعی جیسی عظیم عبادت کے ذریعہ حج اور عُمرہ جیسی بے مثال عاشقانہ عبادت سراَنجام دی جاتی ہے، جسے اَنبیاء اور رسولوں کی اور خاص طور پر سیّد الانبیاء حضرت محمّد ﷺ کی عبادت گاہ ہونے کا شَرَف ملا، جہاں سے اِمام الانبیاء سرورِ کائنات ﷺ کو معراج پر لے جاکر آسمانوں اور جنّت و دوزخ کی سیر اور خالقِ کائنات سے ملاقات کرائی گئی، جہاں

سے قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا، جہاں سے اِسلام کا سورج نکل کر پوری دنیا میں چمکا اور آج پوری دنیا اِس کے نور سے جگمگا رہی ہے۔

صفا و مروہ:

یہ وہ دو پہاڑیاں ہیں جو حضرت بی بی ہاجرہ علیہا السلام کے عظیم واقعہ کی یادگار ہیں جب وہ لَق و دَق صحرا میں حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تنہا چھوڑ جانے کے بعد اپنے لختِ جگر حضرت اِسماعیل علیہ السلام کیلئے پانی کی تلاش میں صفا سے مَروَہ اور پھر مَروَہ سے صَفا چکر لگا رہی تھیں، اللہ تعالیٰ کو اُن کی یہ اداء اِتنی پسند آئی کہ قیامت تک کیلئے اِس اداء کو مناسک کا حصہ بنا کر محفوظ کر دیا، اِنہی دونوں پہاڑیوں کے درمیان وادی میں میلین اَخضرین کی جگہ حضرت بی بی ہاجرہ علیہا السلام کی رفتار چونکہ بڑھ جایا کرتی تھی، اِس لئے مَرد حضرات اُس جگہ قدرے تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتے ہیں۔ اب تو اِن پہاڑیوں کے بہت تھوڑے سے صرف آثار ہی رہ گئے ہیں، حجاج کرام کی سہولت کیلئے اسے ایک ہموار اور آرام دہ راستے کی شکل دیدی گئی ہے جس میں ٹھنڈی ہواؤں کی راحتوں کے ساتھ سعی کی جاتی ہے۔

مِنیٰ:

مکہ مکرمہ سے 4 یا 5 کلومیٹر کے فاصلہ پر دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے جسے منیٰ کہا جاتا ہے۔ حجاج کرام یہاں 8 ذی الحجہ کو اور اسی طرح عرفات اور مزدلفہ سے واپس آکر 10، 11، 12 اور 13 ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام فرماتے ہیں۔ اور یہیں رہتے ہوئے جمرات کی رَمی کی جاتی ہے۔ منیٰ میں ایک مبارک جگہ ”مسجد

خیف“ بھی ہے۔اسی مسجد کے قریب”جمرات“ ہیں جہاں حجاجِ کرام شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں۔

عرفات:

منیٰ سے تقریباً آٹھ دس کلومیٹر کے فاصلے پر ”عرفات“ واقع ہے، جہاں 9 ذی الحجہ عرفہ کے دن حج کا رکنِ اعظم یعنی وقوفِ عرفہ کیا جاتا ہے، جس میں تمام حجاج کرام بیک زبان ہو کر لبیک لبیک کی صدائیں لگاتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور تضرّع اور آہ و زاری کے ساتھ زارو قطار روتے ہوئے اپنے ربّ کے حضور دعاء گو ہوتے ہیں، حدیث کے مطابق یہ دن شیطان کیلئے سب سے زیادہ بھاری اور ناگواری کا باعث بنتا ہے کیونکہ اِس دن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اپنے بندوں کی مغفرت اور اُن کی گردنیں جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔

مزدلفہ:

منیٰ سے تین یا چار کلو میٹر کے فاصلہ پر مزدلفہ کا مقام ہے۔9 ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب کے بعد حجاجِ کرام عرفات سے مزدلفہ آکر عشا کے وقت میں مغرب اور عشا کی نمازیں اداء کرکے یہاں رات کو عبادت اور قیام کرتے ہیں اور نمازِ فجر کے بعد قبلہ رُخ کھڑے ہو کر دعائیں کرتے ہیں، جس کو وقوفِ مزدلفہ کہا جاتا ہے، یہ حج کے واجبات میں سے ہے۔اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے جس کو مسجد مشعر حرام کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِس جگہ اللہ کے ذکر کی تلقین فرمائی ہے۔(سورۃ البقرۃ:198)

جمرات:

یہ منیٰ میں تین مشہور مقام ہیں جہاں اب دیوار کی شکل میں بڑے بڑے ستون بنے

ہوئے ہیں۔ ان تین جگہوں پر کنکریاں مارنا مناسکِ حج کا حصہ ہے۔ ان میں سے جو مسجدِ خیف کے قریب ہے، اسے جمرۂ اولیٰ، اس کے بعد بیچ والے جمرہ کو جمرۂ وسطیٰ اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف آخری جمرہ کو جمرۂ عقبہ یا جمرہ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیطان نے ان تین مقامات پر بہکانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان تین مقامات پر شیطان کو کنکریاں ماری تھیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عمل کو قیامت تک آنے والے حاجیوں کیلئے لازم قرار دے دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش:

مَروَہ کی طرف سے باہر نکل کر بیرونی صحن کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ ہے، جہاں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی، اب یہاں ایک مکتبہ بنا ہوا ہے جس پر "مکتبہ مکۃ المکرمۃ" کا بورڈ نمایاں ہے۔

یہ جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ ہاشم بن عبد مناف کی ملکیت تھی، وراثت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے حصہ میں آئی، صحیح روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اسی مکان میں ہوئی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہونے سے پہلے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اسی مکان میں رہا، نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں سکونت پذیر ہو گئے اور ہجرت تک وہیں مقیم رہے۔ (عُمدۃ الفقہ: 4/673)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مکان:

یہ وہ مکان ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد یعنی حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہو جانے کے بعد سے ہجرت سے پہلے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کا قیام اسی مکان میں رہا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اپنی وفات تک اسی مکان میں رہیں اور اسی میں وفات پائی، یہی وہ مکان ہے جس میں مکہ مکرّمہ کے تمام مقامات میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا ہے اور یہ مقام بالاتفاق مسجدِ حرام کے بعد مکہ مکرّمہ کے تمام مقامات سے زیادہ افضل ہے۔اب اس جگہ ایک دینی مدرسہ تحفیظ القرآن قائم ہے اور جس جگہ یہ واقع ہے اس کو" زقاق الصاغہ "کہتے ہیں، جو مستشفی للغربا(ہسپتال) کے پیچھے واقع ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/673)

مَروَہ کے قریب سونے چاندی کی دوکانوں کے پاس یہ مکان ہوا کرتا تھا۔(حج مبرور:59)

دار الارقم:

یہ صفا کے قریب ایک مکان تھا جہاں اِسلام کے شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک طویل عرصے تک کفار و مشرکین کے شر سے بچنے کیلئے پوشیدہ رہے اور جو لوگ اُس وقت تک ایمان لاتے رہے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی مکان میں پوشیدہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اِسی مکان میں ایمان لائے تھے اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد حرام میں آکر کھلم کھلا نماز ادا کرنے لگے اور پھر اسلام کو تقویت حاصل ہوئی۔ یہ مقام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مکان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش کے بعد مکہ مکرّمہ میں سب سے افضل جگہ ہے، اب یہ جگہ صفا میں شامل کرلی گئی ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/673)

غارِ ثور:

یہ غار جو محلہ مسفلہ کے جنوب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر جبلِ ثور کی چوٹی کے پاس واقع ہے،اس کی بلندی تقریباً ایک میل ہے، قرآن کریم میں"ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ

هُمَا فِي الْغَارِ" کے اندر اِس کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کی اِس کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور یہ کیا کم فضیلت ہے کہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین راتوں تک اس غار میں روپوش رہے تھے۔

غارِ حراء:

یہ مکہ مکرّمہ کے مشرقی جانب یعنی منیٰ وعرفات کی طرف جاتے ہوئے بائیں جانب تین میل کے فاصلہ پر "جبلِ نور" نامی پہاڑ پر واقع ہے، ظہور نبوت سے پہلے نبی کریم ﷺ کئی کئی دن کیلئے اس غار میں جا کر خلوت میں عبادت کرتے تھے، اس کی چڑھائی جبلِ ثور سے کم ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں نبی کریم ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا اور سورۂ اِقراء کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں، غارِ حرا میں چونکہ نبی کریم ﷺ نے ایک ماہ تک خلوَت اختیار فرمائی تھی جبکہ غارِ ثور میں آپ کا قیام تین دن تک رہا ہے اِس لئے اہلِ علم کے نزدیک یہ غار غارِ ثَور سے زیادہ اَفضل ہے۔

جبلِ ثبیر:

یہ پہاڑ عرفات کی طرف جانے والے راستے کے بائیں جانب واقع ہے، یہ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ کیلئے مینڈھا اُترا تھا۔

غارِ مرسلات:

منی میں جبلِ ثُبیر کے مقابل پہاڑ پر مسجدِ خیف کے قریب یہ غار واقع ہے، اس غار میں نبی کریم ﷺ پر قرآن کریم کی سورت "سورۃ المرسلات" نازل ہوئی تھی اس لئے اِسے "غارِ مُرسَلات" کہا جاتا ہے۔

جبلِ ابو قبیس:

یہ پہاڑ بیت اللہ شریف کے سامنے صفا سے متصل واقع ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ اسی جگہ ہوا تھا مگر بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ میں ہوا تھا، زمانہ جاہلیت میں اس پہاڑ کا نام امین تھا کیونکہ حجرِ اسود طوفانِ نوح کے وقت سے اس جگہ محفوظ رکھا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ پہاڑ زمین کے تمام پہاڑوں کی اصل ہے اللہ تعالیٰ نے سب پہاڑوں سے پہلے زمین پر اس پہاڑ کو پیدا فرمایا۔

مسجد الرایہ:

یہ مسجد جنّت المَعْلیٰ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے، اِس کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس میں نماز پڑھی اور فتح مکہ کے روز اس جگہ اپنا جھنڈا نصب فرمایا، اب اِس کو "مسجدِ جو دریہ" بھی کہتے ہیں۔ (عُمدۃ الفقہ:4/675)

مسجدِ جنّ:

جنات کی طرف منسوب یہ وہ مبارک مسجد ہے جہاں جنّات نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن شریف سُنا تھا یا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو چھوڑا تھا اور ان کے گرد ایک خط (دائرہ) کھینچ کر اِرشاد فرمایا تھا کہ میرے واپس آنے تک اس دائرہ سے باہر نہ نکلنا۔ یہ مسجد بیت اللہ شریف سے مشرق کی جانب جنت المعلی کی طرف جاتے ہوئے بائیں جانب جنّت المَعْلیٰ کے قریب واقع ہے، سورۂ جن یہیں نازل ہوئی تھی۔ (عُمدۃ الفقہ:4/675)

مسجدِ شجرہ:

مسجدِ شجرہ مسجدِ جن کے بالمقابل واقع ہے مسجد حرام سے جَنّت المَعْلیٰ کی طرف جاتے ہوئے داہنے ہاتھ پر پڑتی ہے جبکہ مسجد جن اس سے مزید آگے جاکر بائیں ہاتھ پر قبرستان کے قریب واقع ہے۔

عربی میں شجر درخت کو کہتے ہیں، اِس مسجد کو مسجدِ شجرہ اِس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اِس کے بارے میں منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کفارِ مکہ کے کہنے پر یہاں ایک درخت کو جو کچھ فاصلے پر موجود تھا اپنے پاس بلایا تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ کی خدمتِ اقدس میں (کسی فرماں بردار غلام کی مانند) حاضر ہو کر کھڑا ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے اُسے واپس جانے کا کہا تو وہ چلا گیا۔(اوضح المسالک لمعرفۃ احکام المناسک:90،91)

مسجدِ غنم:

غنم عربی میں بکریوں کو کہا جاتا ہے شاید اس کو "مسجد غنم" اِس لئے کہا جاتا ہے کہ اس جگہ کے آس پاس بکریاں فروخت کی جاتی تھیں، آج کل اس مسجد کو "مسجد الاجابۃ" کہتے ہیں۔ یہ وادئ محصب کے پاس محلہ معابدہ میں واقع ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/675)

مسجدِ جبل ابی قبیس:

یہ مسجد مشہور پہاڑ "جبلِ ابو قبیس" پر واقع ہے، اس کو مسجدِ بلال اور مسجد انشقاق القمر بھی کہتے ہیں۔(عُمدۃ الفقہ:4/675)

مسجدِ عائشہؓ:

یہ مسجد تنعیم میں واقع ہے، اس کو مسجدِ تنعیم بھی کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے کہنے پر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہیں سے عُمرہ کا احرام باندھا تھا اِس لئے اِس کو مسجدِ عائشہ کہا جاتا ہے۔یہ مسجد حدودِ حرَم سے باہر حِل میں ہے،مکہ مکرّمہ سے تقریباً تین میل(ساڑھے سات کلو میٹر)کے فاصلہ پر واقع ہے،یہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں جو احرام باندھنے کی قریب ترین جگہ ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/675)

مسجدِ جعرانہ:

یہ مسجد طائف کے راستہ میں مکہ مکرّمہ سے اٹھارہ میل(بیس کلو میٹر)کے فاصلہ پر واقع ہے۔غزوَہ حنین اور اُس کے مالِ غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو کر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہاں سے عُمرہ کا اِحرام باندھا تھا۔(بخاری:3066)اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس جگہ سے عُمرہ کا احرام باندھنا افضل قرار دیا ہے،حضرات احناف کے یہاں تنعیم یعنی مسجد عائشہ سے احرام باندھنا افضل ہے۔(شامیہ:2/479)

مسجدِ عقبہ / مسجد بیعہ:

یہ مسجد منیٰ کے قریب ہی لیکن منیٰ کی حدود سے باہر واقع ہے۔مکہ مکرّمہ سے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتی ہے اور جمرۂ عقبہ سے مکہ مکرّمہ کی جانب بہت قریب ہی تقریباً ایک تیر پھینکنے کی مسافت پر واقع ہے،اس کو"مسجد البیعۃ"بھی کہتے ہیں،بلکہ اِسی نام سے اہلِ مکہ کے یہاں یہ مسجد زیادہ مشہور ہے،کیونکہ اس جگہ ہجرت سے پہلے مدینہ منوّرہ کے اَنصار نے آکر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت کی تھی جو"بیعتِ عقبہ"کے نام سے مشہور ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/675)

مسجد الکبش:

یہ مسجد منیٰ میں جبل ثنیہ کے قریب واقع ہے،یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت

اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کیلئے لٹایا تھا اور ان کے فدیہ میں دنبہ نازل ہوا تھا جس کو اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہاں ذبح کیا تھا، اِس مناسبت سے اِس کو مسجدِ کبش کہتے ہیں کیونکہ کبش کے معنی مینڈھے کے آتے ہیں۔(عُمدۃ الفقہ:4/676)

مسجد دارالنحر:

منیٰ میں جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے درمیان عرفات کی طرف جاتے ہوئے دائیں جانب یہ مسجد ہوا کرتی تھی، لیکن اب یہ مسجد نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نمازِ ضحیٰ (چاشت کی نماز) اداء فرمائی تھی، اِسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہَدی کے سو(100) اونٹ نحر (قربان) کیے تھے، ان میں سے تریسٹھ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس اپنے دستِ مبارک سے کیے تھے(جو آپ کی عمر کے عدد کے مطابق ہے)اور باقی سینتیس اونٹ نحر کرنے کیلئے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو حکم دیا تھا جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہَدی میں شریک تھے۔(عُمدۃ الفقہ:4/676)

مسجدِ خیف:

یہ منیٰ میں بہت بڑی مربع شکل کی مشہور وماثور مسجد ہے، جو جبل ثبیر کے بالمقابل پہاڑ کے قریب واقع ہے اس کے فضائل احادیث اور کتب مناسک وتواریخ میں مذکور ہیں اِسکے صحن کے درمیان میں ایک قُبہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے، روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی ہے اور فرمایا کہ اس میں ستر نبی مدفون ہیں، ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام بھی یہیں مدفون ہیں، جبکہ دوسری روایت میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کا جبل ابی قبیس پر ہونا نقل کیا گیا ہے۔ حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد خیف میں نماز پڑھی ہے۔ اِسی قبہ میں موجود محراب کی جگہ وہ مبارک

جگہ ہے جہاں نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے نماز پڑھی ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/676)

مسجدِ نمرہ:

میدان عرفات کے بالکل شروع میں واقع یہ ایک تاریخی مسجد ہے، جس میں عرفہ یعنی 9 ذی الحجہ کے دن زوال کے فوراً بعد نماز سے پہلے حج کے دو خطبے ہوتے ہیں جن میں حجاج کرام کو مناسکِ حج بتائے جاتے ہیں، پھر ظہر وعصر کی نماز کو ایک ساتھ اداء کرکے غروبِ آفتاب تک وقوف کیا جاتا ہے۔اِس مسجد کو مسجدِ عرفہ اور جامع اِبراہیم بھی کہا جاتا ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/676)

مسجد مشعرالحرام:

یہ مسجد مزدلفہ میں واقع ہے، جہاں حجاج کرام عرفات سے وقوفِ عرفہ کرکے واپس آتے ہوئے مزدلفہ کی شب گزارتے ہیں، یہاں پہنچ کر مغرب وعشاء کی نماز اکٹھے پڑھتے ہیں، اور رات گزارنے کے بعد صبح فجر کی نماز اول وقت میں اداء کرکے وقوفِ مزدلفہ کرتے ہیں۔(عُمدۃ الفقہ:4/676)

جنّت المعلیٰ:

یہ مکہ مکرّمہ کا قبرستان ہے اور مدینہ کے قبرستان جنت البقیع کے بعد مسلمانوں کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے اس کی زیارت بھی مستحب ہے ان دونوں قبرستانوں کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں ۔نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اِس قبرستان کی تعریف فرمائی ہے، چنانچہ اِرشاد فرمایا:"نِعْمَ الْمَقْبُرَةُ هٰذِهِ"مقبرۃ المعلاۃ (مکہ مکرّمہ کا قبرستان) بہت اچھا قبرستان ہے۔(مسند احمد:3472)

یہ قبرستان مکہ مکرّمہ کے شمال مشرق میں واقع ایک وسیع قبرستان ہے جو عہدِ جاہلیت سے قائم ہے اس میں حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت اَسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا، حضرت امّ ابن زبیر رضی اللہ عنہا، بنی ہاشم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اَجداد اور بہت سے صحابہ و تابعین کی قبریں ہیں۔ اس قبرستان کی زیارت کے وقت صحاب و تابعین واَولیاء وصالحین کی زیارت کی مجملاً نیت کرنی چاہیئے، کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ کسی صحابی یا صحابیہ کی قبر متعین طور پر معلوم نہیں ہے حتیٰ کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر کی جگہ جو متعین کی ہوئی ہے وہ بھی یقینی نہیں، بلکہ ظنی ہے، اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت اُمّ ابن زبیرؓ وغیرہ کی قبور کی تعیین بھی ظنی ہے، یقینی نہیں ہے اس لئے تعیین کو یقینی جانے بغیر ان کی زیارات کرے۔ تابعین میں سے حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ جلیل القدر تابعین یہاں مدفون ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ یہ سب حضرات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قبہ کے نزدیک ایک ہی جگہ مدفون ہیں اور امام یافعی یَمنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بہت سے اکابر بھی ان کے نزدیک ہی مدفون ہیں۔

پس زیارتِ قبور کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے اِن سب کی زیارت کریں، ان کے ذریعہ برکت حاصل کریں، اِن پر سلام کہیں، اِن کے نزدیک قرآن مجید کی تلاوت کریں، ذکر و دُعاء کریں، ان کیلئے اور تمام مسلمانوں کیلئے مغفرت کی دُعاء کریں۔ مکہ مکرّمہ اور مدینہ طیبہ میں فوت ہونے والے بڑے ہی خوش نصیب ہوتے ہیں، جنہیں دفن ہونے کیلئے یہ مبارک اور پاکیزہ قبرستان ملتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شامل

کر دے۔(عُمدۃ الفقہ:4/676)

❽ آبِ زمزم کثرت سے پینا:

سفر چاہے عُمرہ کا ہو یا حج کا، جتنے دن بھی مکہ مکرّمہ یا مدینہ منوّرہ میں قیام ہو اس کو غنیمت جانتے ہوئے خوب کثرت سے زَم زَم پینا بلکہ پی پی کر سیر اب ہونا چاہیئے۔

آپ ﷺ نے پیٹ بھر زمزم کا پانی پینا ایمان کی نشانی اور نفاق سے براءت کی علامت قرار دیا ہے۔(دار قطنی: 2736) نیز حدیث کے مطابق روئے زمین پر زمزم کے پانی سے زیادہ بہتر کوئی پانی نہیں۔(طبرانی اوسط: 3912)

اِس کیلئے بہتر یہ ہے کہ اپنے ساتھ کوئی بوتل یا تھرماس آبِ زَم زَم سے بھر کر رکھیں اور ہوٹل وغیرہ میں بھی یا جہاں کہیں بھی جائیں پینے کیلئے صرف آبِ زَم زَم ہی کو اِستعمال کریں۔

اِس کے پینے کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کی طرف رُخ کرکے بسم اللہ پڑھیں اور تین سانس میں خوب اچھی طرح پیٹ بھر کر زمزم پیئیں اور آخر میں الحمد للہ کہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی کو زمزم کا پانی پینے کا طریقہ بتاتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ”إِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا، فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَتَنَفَّسْ ثَلَاثًا، وَتَضَلَّعْ مِنْهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ، فَاحْمَدِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا، وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ، إِنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ، مِنْ زَمْزَمَ“ جب تم زمزم کا پانی پیو تو قبلہ کی جانب رُخ کرکے بسم اللہ پڑھو اور تین سانس میں خوب اچھی طرح پیٹ بھر کر پیو، اور جب فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے: بیشک

ہمارے اور منافقوں کے درمیان یہ نشانی ہے کہ (ہم زمزم پیٹ بھر کر پیتے ہیں جبکہ) وہ زمزم کو پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔(ابن ماجہ:3061)

آبِ زمزم پینے کے بعد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ دعاء پڑھنا ثابت ہے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ"

اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والا علم، وسیع اور کشادہ رزق اور ہر طرح کی (ظاہری وباطنی) بیماریوں سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔(دار قطنی:2738)(مَراقی الفلاح:279)

❾ گناہوں سے بچنا:

گناہ دنیا میں کسی بھی جگہ ہو اللہ کی نافرمانی ہونے کی وجہ سے واجب الترک ہے، لیکن اگر یہی گناہ بلدِ اَمین اور پاکیزہ شہر، شہرِ مکہ میں ہو تو اس کی قباحت وشناعت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے، اُس کے نتیجہ میں پڑنے والا وَبال اور اللہ کا عذاب بھی سخت ہوتا ہے، اِس لئے مکہ مکرّمہ میں رہتے ہوئے دوسرے بہت سے کاموں کے کرنے سے بھی کئی گنا زیادہ اِس بات کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہے کہ اُس مبارک اور پاکیزہ شہر میں رہتے ہوئے کوئی گناہ سرزد نہ ہو، اللہ کی کوئی نافرمانی اور بے ادبی کا اِرتکاب نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت دیگر کئی محتاط علماء کرام نے مکہ مکرّمہ میں مستقل رہائش اختیار کرنے کو پسند نہیں کیا اِس لئے کہ اُس پاکیزہ شہر کی برکتوں کے حصول کیلئے وہاں رہتے ہوئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس مبارک شہر کی عظمت دل میں باقی نہ رہے اور رفتہ رفتہ اللہ کی نافرمانی، فسق وفجور اور معاصی و مُنکرات کا سلسلہ شروع ہوجائے جو اللہ کی پکڑ اور عذاب کا باعث بن جائے، جس کی وجہ سے لینے کے دینے پڑ جائیں گے اور برکتوں کے حصول کے بجائے عذاب کا نزول شروع ہوجائے گا اور کچھ

نہ بھی ہو تو اِس بات کا اِمکان تو ہوتا ہی ہے کہ وہاں رہتے ہوئے دل میں اکتاہٹ پیدا ہو جائے اور دل میں اُس درجہ کا ادب و احترام اور وہ توقیر و عظمت باقی نہ رہے جو دور رہنے والوں کے دل میں ہوتی ہے۔(شامیہ:2/524)

حرمِ مکہ میں گناہ کرنے کی قباحت:

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾اور جو کوئی شخص اس میں ظلم کر کے ٹیڑھی راہ نکالے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔(الحج:25)

ٹیڑھی راہ نکالنے سے مراد یہ کہ حرمِ مکہ میں کفر و شرک کا ارتکاب کیا جائے، حرم کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے، بلکہ ہر قسم کا گناہ کرنا اِس میں داخل ہے، کیونکہ حرم میں جس طرح ہر نیکی کا ثواب بڑھ جاتا ہے، اسی طرح یہاں گناہوں کا وبال بھی دوسری جگہوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔(آسان ترجمہ قرآن)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ تَعَالَى يَهُمُّ بِسَيِّئَةٍ فِيهَا، فَيُؤْخَذُ بِهَا وَلَا تُكْتَبُ عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلْهَا، غَيْرَ شَيْءٍ وَاحِدٍ" اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی بھی شخص جب کسی بُرائی کے کرنے کا اِرادہ کرتا ہے تو فوراً اُس کی پکڑ نہیں ہوتی اور اُس کا گناہ سوائے ایک موقع کے اُس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک کہ وہ اُس کام کو کرتا نہیں ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم یہ سن کر ڈر گئے کہ وہ ایک موقع کون سا ہے، پس ہم نے دریافت کیا: اے ابو عبد الرحمن ! وہ کون سا موقع ہے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے

فرمایا: ”مَنْ هَمَّ أَوْ حَدَّثَ نَفْسِهِ بِأَنْ يُلْحِدَ بِالْبَيْتِ، أَذَاقَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ“ جس نے اپنے دل میں یہ اِرادہ کیا کہ وہ بیت اللہ (یعنی مکہ مکرّمہ) میں زیادتی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے، پھر اُنہوں نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ اور جو کوئی شخص اس میں ظلم کر کے ٹیڑھی راہ نکالے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:2/136)

حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے مکہ مکرّمہ میں رہنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

اے اہلِ مکہ ! اپنے اِس حرَم کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، کیا تم اپنے سے پہلے یہاں کے رہنے والوں کو جانتے ہو ؟ پھر حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کئی ایسے سابقہ قبائل کا تذکرہ کیا جنہوں نے شہرِ مکہ کی حرمت کو پامال کیا جس کے نتیجہ میں اللہ کی پکڑ ہوئی اور وہ ہلاک ہوگئے، پھر آخر میں فرمایا:

”وَاللهِ لَأَنْ أَعْمَلَ عَشْرَ خَطَايَا بِغَيْرِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْمَلَ وَاحِدَةً بِمَكَّةَ“ اللہ کی قسم! شہرِ مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ دس گناہ کرنا مجھے اِس شہر میں ایک گناہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔(شعب الایمان:3723)

ایک روایت میں حضرت عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے قول میں ستر کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں، چنانچہ فرمایا: ”لَأَنْ أُخْطِئَ سَبْعِينَ خَطِيئَةً بِرُكْبَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُخْطِئَ خَطِيئَةً وَاحِدَةً بِمَكَّةَ“ (مکہ مکرمہ کی حدود سے باہر) ”رُکبہ“ میں ستر خطائیں کرنا مجھے مکہ مکرّمہ میں ایک گناہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔(مصنف عبد الرزاق:8871)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بَلَغَنِي أَنَّ الْخَطِيئَةَ بِمَكَّةَ مِائَةُ خَطِيئَةٍ، وَالْحَسَنَةُ عَلَى نَحْوِ ذَالِكَ“ مکہ مکرّمہ میں ایک خطاء کرنا سو خطاؤں کے برابر ہے اور نیکی کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔(أخبارِ مکہ للأزرقی:2/137)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ مَنْ أَذَلَّهُ اللهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّهُ اللهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي“ چھ آدمی ایسے ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں اور اللہ نے بھی ان کو ملعون قرار دیا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔(پہلا) کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا(دوسرا) تقدیر الٰہی کو جھٹلانے والا۔(تیسرا) وہ آدمی جو زبردستی قبضہ کرکے ایسے آدمی کو عزّت دے جس کو اللہ نے ذلیل کر رکھا ہو اور اس آدمی کو ذلیل کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہو۔(چوتھا) وہ آدمی جو اللہ کے حرَم(یعنی مکہ مکرّمہ) میں زیادتی کو حلال سمجھے۔(پانچواں) وہ جو میری اولاد کے بارے میں وہ چیز (ایذاء، بے ادبی اور قتل) حلال سمجھے جو اللہ نے حرام کی ہے۔(چھٹا) وہ آدمی جو میری سنت کو چھوڑ دے۔(مشکوۃ المصابیح:109، باب الایمان بالقدر)

فائدہ: حرمِ مکہ میں زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے اندر وہ کام کرے جو کرنا حلال نہیں جیسے شکار کرنا، درخت کاٹنا، بغیر اِحرام کے داخل ہونا وغیرہ۔(مرقاۃ:1/184)

☆——☆——☆

پانچویں فصل:

﴿حج میں کیے جانے والے اَفعال﴾

❶ آٹھ ذی الحجہ یااس سے پہلے حج کااِحرام باندھنا:

حجِ اِفراد یا حجِ قِران کرنے والا تو پہلے ہی احرام کی حالت میں ہے، اُنہیں حج کا احرام باندھنے کی ضرورت نہیں، البتہ حج تمتع کی نیت سے جانے والے جو عُمرہ سے فارغ ہو کر احرام اتار چکے تھے، اِسی طرح وہ لوگ جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں انہیں یوم الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کو احرام باندھنا ہے اور اگر اس سے کچھ پہلے ہی باندھ لیں تو اورزیادہ افضل ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:115)(عالمگیری:1/239)

اور اگر کوئی عرفہ کے دن یعنی نو ذی الحجہ کو احرام باندھے تب بھی درست ہے تاہم آٹھ ذی الحجہ یا اُس سے پہلے ہی باندھ لینا زیادہ بہتر ہے۔(عالمگیری:1/239)

حج کے احرام کے طریقے کی تفصیل وہی ہے جو ما قبل "رَوانگی کے وقت کے افعال" میں ذکر کیا جاچکا ہے، یہاں اختصار کے ساتھ احرام کے طریقے کے افعال ملاحظہ فرمائیں:

جسمانی صفائی: ناخن، بال، مونچھیں وغیرہ کاٹنا، سر وغیرہ کا میل کچیل دور کرنا۔

غسل: صرف وضو بھی کیا جاسکتا ہے، البتہ غسل کرلینا بہتر ہے۔

خوشبو لگانا: احرام سے پہلے جسم پر خوشبو لگانا مسنون ہے۔

اِحرام کی چادر: مَرد حضرات احرام کی دو چادریں پہن لیں۔

احرام کی دو رکعت: یہ دو رکعت مسنون ہے، البتہ حیض و نفاس والی عورت نہ پڑھے۔

احرام کی نیت: دل اور زبان سے حج کی نیت کریں۔

تلبیہ پڑھیں: باآوازِ بلند 3 مرتبہ تلبیہ پڑھیں، ایک مرتبہ پڑھنا بھی کافی ہے۔

دُعاءمانگنا: تلبیہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے دُعاءمانگیں۔

صدقہ: اپنی حیثیت کے مطابق کچھ صدقہ نکال دینا بہتر ہے۔

فائدہ: ذی الحجہ کا چاند نظر آ جانے کے بعد قربانی کرنے والے کیلئے چونکہ مستحب ہے کہ ناخن اور بال وغیرہ نہ کاٹے، جیسا کہ حدیث میں آپ ﷺ نے اِس کی تعلیم دی ہے۔(مسلم:1977)اِس لئے آٹھ ذی الحجہ کو احرام باندھتے ہوئے بہتر ہے کہ ناخن اور بال وغیرہ نہ کاٹے جائیں۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:34)(فتاوی دار العلوم زکریا:3/361)
اس کیلئے یوں کیا جاسکتا ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے ناخن اور بال وغیرہ کاٹ کر نظافت اور ستھرائی حاصل کرلی جائے تاکہ سات یا آٹھ ذی الحجہ کو اِس کی ضرورت ہی نہ ہو۔

حج کے احرام کی نیت یوں کی جائے گی:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي“اے اللہ! میں حج کا اِرادہ کرتا ہوں، میرے لئے اِسے آسان کردے اور قبول فرمالے۔(الدر المختار:2/482)

اِحرامِ حج کا مستحب مقام:

حج کا احرام باندھنے کیلئے مستحب یہ ہے کہ غسل کرکے احرام کی چادر پہن کر مسجدِ حرام آئیں، طواف کریں، دو رکعت واجب الطواف پڑھیں اور پھر احرام کی دو رکعت نفل پڑھ کر حج کی نیت کرکے تلبیہ پڑھیں۔

مسجدِ حرام میں اگر حطیم کے اندر نماز پڑھ کر احرام باندھا جائے تو سب سے افضل ہے، اُس کے بعد مسجدِ حرام اور پھر پورے حرَم میں کہیں بھی باندھنا افضل ہے، اور اگر حرَم سے باہر بھی کسی کام کیلئے نکلے ہوئے ہوں تو حرَم سے باہر بھی باندھا جاسکتا ہے،

لیکن حج کا اِحرام باندھنے کیلئے حرَم سے قصداً باہر نکلنا نہیں چاہیئے، کیونکہ اِس سے دَم لازم ہو جاتا ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:115)(شامیہ:2/537۔479)

آج کل حج کے دنوں میں گاڑیوں اور بسوں کا اِنتظام مشکل ہوتا ہے اور پورے پورے گروپ کو بسوں کے ذریعہ منیٰ منتقل کیا جارہا ہوتا ہے اِس لئے اپنے ہوٹل ہی سے نماز پڑھ کر احرام باندھ لینا زیادہ بہتر ہے۔(رفیق حج:115)

❷ آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ کی جانب رَوانگی:

یوم الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ کی جانب روانہ ہو جایئے۔اس سے پہلے یا بعد میں بھی جاسکتے ہیں لیکن طلوعِ آفتاب کے بعد جانا زیادہ بہتر ہے۔(شامیہ:2/503)(عالمگیری:1/227)

سورج نکلنے کے بعد جلدی روانہ ہو جانا چاہیئے تاکہ دھوپ میں تیزی آنے سے پہلے وہاں پہنچا جاسکے اور مستحب یہ ہے کہ سکون و وقار کے ساتھ تلبیہ و تہلیل و تکبیر و تحمید و تسبیح وغیرہ کہتا ہوا اور دعا و درود شریف پڑھتا ہوا جائے۔(عُمدۃ الفقہ:4/438)

فائدہ:

آج کل معلّمین سات ذی الحجہ کی رات ہی سے حجاج کرام کو بسوں کے ذریعہ منیٰ منتقل کرنے لگتے ہیں، کثرتِ اِزدحام اور اِنتظامی مصالح کے پیشِ نظر اِس میں کوئی حرج نہیں ،اِس لئے کہ مِنیٰ کی جانب آٹھ ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد جانا ضروری نہیں، سنّت ہے،اِس لئے اگر آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ جانا مشکل ہو تو ایک دن پہلے بھی رات کو بلا کراہت جاسکتے ہیں۔(ہدایہ:1/265)(فتاویٰ رحیمیہ:8/76)

منیٰ جاتے ہوئے راستے میں یہ دُعاء پڑھیں۔

”اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا خَيْرَ غُدْوَةٍ غَدَوْتُهَا وَاَقْرَبَهَا اِلٰى رِضْوَانِكَ وَ اَبْعَدَهَا مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ وَجْهَكَ الْكَرِيْمَ اَرَدْتُّ، فَاجْعَلْ حَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَّ سَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَّذَنْبِي مَغْفُوْرًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“۔(عُمدۃ الفقہ:4/438)

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ کیلئے ساری تعریفیں ہیں، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا بلند و برتر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کیلئے بادشاہت ہے، اور اُسی کیلئے ساری تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا اور وہی موت دیتا ہے، وہ ہمیشہ سے ہے، اُسے کبھی موت نہیں آئے گی، اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے، اے اللہ! اِس صبح کو میری سب سے بہترین صبح بنادے اور سب سے زیادہ تیری رضاء و خوشنودی کے قریب ہونے اور تیری ناراضگی سے دور ہونے کا ذریعہ بنادے، اے اللہ میں نے تیری ہی جانب رُخ کیا اور تجھ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری ہی ذاتِ عالی (کی خوشنودی) کا میں نے اِرادہ کیا، پس اے اللہ تو میرے حج کو مبرور (مقبول) بنادے، میری کوشش کو قدر کی ہوئی کوشش بنادے، اور میرے گناہ کو بخشا ہوا بنادے اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

منیٰ پہنچ کر یہ دُعاء مانگے:

"اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنيٰ فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰي اَوْلِيَائِكَ وَ اَهْلِ طَاعَتِكَ" اے اللہ! یہ منیٰ ہے، پس مجھ پر اپنی اُن نعمتوں کے ذریعہ احسان کر دے جن کے ذریعہ تو اپنے دوستوں اور فرماں بردار بندوں پر کرتا ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/438)

منیٰ کی جانب جاتے ہوئے راستے میں بھی اور وہاں پہنچ کر بھی وقتاً فوقتاً تلبیہ کی خوب کثرت کرنی چاہیئے، حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کو حج کے اعمال میں تلبیہ اور جانور کی قربانی بہت زیادہ محبوب ہے۔(ابن ماجہ:2896)(عالمگیری:1/227)

③ منیٰ میں پانچ نمازوں کی ادائیگی:

آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ میں پہنچ کر ایک دن وہاں خیموں میں قیام کریں، پانچ نمازیں یعنی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے دن یعنی عرفہ کے دن فجر کی نماز منیٰ ہی میں پڑھیں، یہ سنّت ہے۔(مسلم:1218)(مسند احمد:2700)

فائدہ: یہاں بھی معلّمین کی جانب سے اب یہ کیا جانے لگا ہے کہ وہ حاجیوں کو آٹھ ذی الحجہ کی شب ہی سے عرفات کی جانب بھیجنا شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے منیٰ میں یہ رات گزارنے کا اور اگلے (عرفہ کے) دن کی فجر پڑھنے کا موقع نہیں ملتا، اِس میں بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ سنّت عمل ہے، مجبوری کی وجہ سے اگر اِس پر عمل ممکن نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔(ہدایہ:1/265)

④ نو ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد عرفات کی جانب رَوانگی:

9 ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن فجر کی نماز پڑھئے، اُس کے بعد سنّت کے مطابق کچھ دیر ٹھہر کر جبکہ سورج طلوع ہو جائے، عرفات کی جانب رَوانہ ہو جایئے۔(مسلم:1218)

عرفات کی جانب جاتے ہوئے بھی سکون اور وقار کے ساتھ چلئے، راستہ میں تلبیہ کی کثرت، تکبیر و تہلیل اور چوتھے کلمہ کا وِرد کرتے رہیئے۔ حدیث کے مطابق عرفہ کے دن کا بہترین وِرد چوتھا کلمہ ہے۔(ترمذی:3585)

عرفات کیلئے رَوانہ ہوتے ہوئے یہ دعاء پڑھیں:

”اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ تَوَجَّھْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَیْكَ تَوَکَّلْتُ وَوَجْھَكَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ حَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّ ارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا خَیْرَ غُدْوَةٍ غَدَوْتُھَا وَاَقْرَبَھَا اِلٰی رِضْوَانِكَ وَ اَبْعَدَھَا مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ غَدَوْتُ وَعَلَیْكَ اعْتَمَدْتُّ وَ وَجْھَكَ الْكَرِیْمَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْنِي مِمَّنْ تُبَاهِي بِهٖ الْیَوْمَ مَلَائِكَتَكَ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

وَصَلِّي اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیری ہی جانب رُخ کیا، تجھ ہی کو میں نے تھاما، تجھ ہی پر میں نے بھروسہ کیا، تیری ہی ذاتِ عالی کا میں نے اِرادہ کیا، پس تو میرے گناہ معاف کردے، میرا حج قبول کرلے، مجھ پر رحم فرما، مجھے رُسوا نہ فرما، اور میرے اِس سفر میں برکت عطاء فرما اور عرفات میں میری حاجت پوری فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ! اِس صبح کو میری سب سے بہترین صبح بنادے اور سب سے زیادہ تیری رضاء و خوشنودی کے قریب ہونے اور تیری ناراضگی سے دور ہونے کا ذریعہ بنادے۔ اے

اللہ! میں اِس صبح کو تیری ہی جانب جارہوں، اور تجھ ہی میں نے اعتماد کیا ہے، اور تیری ہی ذات کا میں نے اِرادہ کیا ہے، پس اے اللہ مجھے اُن لوگوں میں سے بنادے جن کے ذریعہ تو آج کے دن اپنے فرشتوں پر فخر فرمائے گا، بیشک تو ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ! میں آپ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت کا اور دائمی طور پر درگزر کرنے کا سوال کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سب سے افضل ہمارے سردار حضرت محمّد ﷺ پر، اُن کی آل اور اُن کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

❺ وقوفِ عرفہ:

عرفات کے میدان میں پہنچ کر زوال تک ذکر و تسبیحات، درود اور دُعاؤں اور تلبیہ وغیرہ میں لگے رہیں، کچھ آرام اور کھانا پینا بھی کرلیں تاکہ زَوال کے بعد سے غروبِ آفتاب تک پورے نشاط کے ساتھ بھرپور طریقے سے وقوف کے وقت کو ذکر اور دُعاؤں میں گزارا جاسکے۔(غنیۃ النّاسک فی بغیۃ المناسک:79)(عُمدۃ الفقہ:4/440)

اگرچہ عرفہ کا روزہ مسنون ہے لیکن حاجیوں کیلئے یہ روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے تاکہ وقوف میں کسی قسم کی کمزوری اور ضعف نہ ہو، نبی کریم ﷺ اور خلفاءِ راشدین نے بھی حج میں عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا تھا۔(ترمذی:750)

البتہ زیادہ کھانے پینے میں بھی نہیں لگنا چاہیئے کیونکہ اِس سے سستی اور نیند کے آثار پیدا ہونے لگتے ہیں اور یہ بھی عبادت میں مُخِل ہو سکتا ہے(عُمدۃ الفقہ:4/442)

وقوفِ عرفہ کا طریقہ:

عرفہ کے دن غسل کرنا مسنون ہے، اِس لئے زوال سے پہلے جب بھی موقع ملے غسل

کرلیں، اور رَش وغیرہ کی وجہ سے اگر غسل کرنا ممکن نہ ہو تو صرف وضو بھی کیا جاسکتا ہے۔(غنیۃ النّاسک فی بغیۃ المناسک:79)(طبرانی کبیر:18/320)(عالمگیری:1/229)

زوال کے بعد اوّل وقت میں نمازِ ظہر باجماعت اداء کیجئے اُس کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے کھلے آسمان تلے عاجزی و مَسکنت کے ساتھ محتاج بن کر قبلہ رُخ کھڑے ہو جائیں اور اپنے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلادیں، اللہ تعالیٰ کی وَحدانیت و تکبیر اور اُس کی بڑائی و کبریائی کو بیان کریں، خوب کثرت کے ساتھ اُس کی حمد و ثناء اور پاکی بیان کریں، محسنِ اِنسانیت سرورِ دو عالَم ﷺ پر درود پڑھیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے آہ و زاری اور دُعاء واِستغفار میں مشغول ہو جایئے۔ دُعاء میں اپنے دل کو مکمل حاضر اور متوجہ رکھیں، اپنے لئے، والدین کیلئے، رشتہ داروں کیلئے، دوست احباب اور دیگر تعلّق والوں کیلئے، اور تمام مسلمان مَردوں اور عورتوں، زندوں اور مُردوں کیلئے خوب دل کھول کر اور خوب کثرت سے دُعاء کیجئے اور دُعاء میں خوب آہ وزاری اور تضرّع کا اِظہار کیجئے، ایک ایک دُعاء کو تین تین مرتبہ دہرایئے، اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی اُمید رکھئے۔ اور وقتاً فوقتاً تلبیہ بھی پڑھتے رہیں۔(غنیۃ النّاسک فی بغیۃ المناسک:82)(عالمگیری:1/229)

کوشش یہ کریں کہ وقوف کے دوران وضو کی حالت میں رہیں۔(عالمگیری:1/229)

جتنی دیر تک ہوسکے کھڑے ہو کر دعاء مانگیں، تھک جائیں تو بیٹھ جائیں، پھر ہمت ہو تو دوبارہ کھڑے ہو جائیں۔ یاد رکھیں! دعاؤں کے قبول ہونے کا یہ انتہائی خاص موقع ہے، ہمیشہ نصیب نہیں ہوتا، اِس مبارک وقت کو آپس کی جائز باتوں میں بھی ضائع نہ کریں، اور پورے وقت کو ذکر اور دُعاؤں میں صَرف کریں۔(رفیقِ حج:124)

قرآن پاک کی تلاوت بھی کی جاسکتی ہے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:15138)

عرفات کی حدود جس کو چاروں جانب سے بورڈ آویزاں کرکے اچھی طرح واضح کیا گیا ہے، اُس میں کہیں بھی وقوف کیا جاسکتا ہے، البتہ جبلِ رحمت کے قریب وقوف کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے وہاں وقوف کیا تھا۔(مرقاۃ المفاتیح:5/1773)

لیکن اگر جبل رحمت کے پاس جانے میں دشواری ہو، یا وہاں جاکر واپس آنے میں اپنا خیمہ تلاش کرنا مشکل ہو جیسا کہ آج کل عموماً ہوتا ہے تو خیمہ ہی میں وقوف کرلیں، کیونکہ اصل چیز دلجمعی اور خشوع و خضوع ہے اور وہ تب ہی حاصل ہوتا ہے جب کہ دل اپنے سامان اور متعلّقین کی طرف نہ لگا ہو۔(رفیقِ حج:124)

عرفات میں ظہر و عصر کو جمع کرنے کا مسئلہ:

عرفات کے دن ظہر اور عصر کی نمازوں کو ایک ساتھ ظہر کے وقت ہی میں جمع کرنا سنّت ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے کیا تھا کہ ایک اذان اور دو اِقامت کے ساتھ آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں اداء فرمائی تھیں اوران دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے سنّت بھی نہیں پڑھی تھی۔(ابوداؤد:1905)

لیکن اس کیلئے مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

(1)۔ حج کا احرام باندھا ہو۔

(2)۔ ظہر کی نماز پہلے اور عصر کی نماز بعد میں پڑھی جائے۔

(3)۔ عرفہ کے دن زوال کے بعد کا وقت ہو۔

(4)۔ عرفات کی حدود میں ہو۔

(5) ۔ دونوں نمازیں جماعت کے ساتھ اِمام اعظم یعنی حج کے اِمام کے پیچھے پڑھی جارہی ہوں۔(درسِ ترمذی:3/154)

تنبیہ: مسجد نمرہ کے اندر زوال کے فوراً بعد اِمام حج یہ دونوں نمازیں خطبہ حج دینے کے بعد ایک ساتھ پڑھاتے ہیں، لیکن اُس میں شرکت کرنے کیلئے تمام حاجیوں کا اپنے خیموں کو چھوڑ کر جانا ممکن ہی نہیں ہے،اِس لئے حجاج کرام کی اکثریت اپنے خیموں میں ہی جماعت کے ساتھ نماز اداء کرتی ہے، پس اُنہیں ظہر اور عصر کی نماز کو اپنے اپنے وقت میں ہی جماعت کے ساتھ اداء کرلینا چاہیئے، ایک ساتھ جمع کر کے پڑھنا درست نہیں کیونکہ اُس کیلئے اِمام حج کی اِقتداء ضروری ہے، جیسا کہ اوپر گزرا۔

حجاج کرام اپنے خیموں ہی میں ظہر اور عصر اداء کریں:

آج کل حجاج کرام بالخصوص حنفی مسلک کی پیروی کرنے والے حاجیوں کو یہی مَشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ مسجد نمرہ جاکر ظہر اور عصر کو اکٹھے پڑھنے کی فکر میں نہ رہیں بلکہ اپنے اپنے خیموں میں ہی رہتے ہوئے ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کو عصر کے وقت میں جماعت کے ساتھ اداء فرمائیں:

اِس لئے کہ وہاں جانا اور پھر اپنے خیموں میں آنا ایک بہت ہی مشکل کام ہے، بالخصوص جبکہ مسجدِ نمرہ خیموں سے بہت دور ہو، کیونکہ وہاں آنے جانے میں وقت بھی بہت لگتا ہے اور ایک جیسے خیمے ہونے کی وجہ سے راستہ بھول جانے کے اِمکانات بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں، پس وقوفِ عرفہ کا انتہائی قیمتی اور بابرکت وقت جو دُعاؤں اور رجوع الی اللہ میں لگانا تھا وہ مسجدِ نمرہ جانے آنے میں یا اپنے خیموں اور متعلّقین کو تلاش کرنے میں ہی صَرف ہو جائے گا۔

نیز اس کے علاوہ اس کی ایک شرعی وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ مسجدِ نمرہ میں اِمام مقیم ہونے کے باوجود بھی ظہر اور عصر کو قصر کے ساتھ دو دو پڑھتے ہیں، کیونکہ اُن کے

مسلک میں یہ قصر کرنا مناسکِ حج کا حصہ ہے، لہٰذا ہر صورت میں ظہر اور عصر کو قصر ہی کیا جائے گا، جبکہ فقہِ حنفی میں ایسا نہیں، احناف کے نزدیک حاجی اگر مسافر ہو تو قصر کرے گا، اور مقیم ہونے کی صورت میں اُس کیلئے ظہر و عصر کی پوری نماز یعنی چار چار رکعت پڑھنا ضروری ہے۔ لہٰذا امام مقیم ہونے کے باوجود بھی اگر ظہر اور عصر کی دو دو رکعت پڑھاتا ہے تو حنفی فقہ کے مطابق اُس کی نماز ہی نہیں ہوتی، پس ایسی صورت میں اِس کی اِقتداء کیسے کی جاسکتی ہے۔ (رفیقِ حج، بزیادات: 123)(احسن الفتاویٰ: 4/577)

عرفہ کے دن کے چھ اَعمال:

احادیثِ طیّبہ سے حاجیوں کیلئے عرفات میں مندرجہ ذیل چھ اَعمال ثابت ہوتے ہیں:

(1) غسل کا اہتمام (اگر آسانی سے ممکن ہو)۔ (طبرانی کبیر: 18/320)

(2) وقوف کے پورے وقت کا بھرپور اِستعمال۔ (مسلم: 1218)

(3) چوتھے کلمہ کی کثرت۔ (مسند احمد: 6961)

(4) کثرتِ دُعاء کا اہتمام۔ (ترمذی: 3585)

(5) گناہوں سے قطعاً احتراز۔ (سورۃ البقرۃ: 197)(شعب الایمان: 3490)

(6) نمازوں کے بعد تکبیرِ تشریق کا اہتمام۔ (مستدرک حاکم: 1111)(شامیہ: 2/180)

اب ذیل میں اِن پانچوں اعمال کی کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

(1) — غسل کا اہتمام:

حدیث میں آتا ہے:

”كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمَ عَرَفَةَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ“

نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن، عرفہ کے دن اور یوم النحر (یعنی عید الاضحیٰ کے دن) غسل

فرمایا کرتے تھے۔(طبرانی کبیر:18/320)

وقوفِ عرفہ کیلئے غسل کرنا سنّتِ مؤکّدہ ہے، اِس لئے اتباعِ سنّت میں زوال سے پہلے غسل کرلینا چاہیئے، لیکن بعض اوقات رَش کی وجہ سے موقع نہیں ملتا تو کوئی حرج نہیں صرف وضو پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے، نیز چونکہ احرام کی حالت ہے، اِس لئے اِس غسل میں جسم کا میل کچیل نہ اُتاریں۔(عُمدۃ الفقہ:4/440)

(2)۔۔۔وقوف کے پورے وقت کا بھرپور اِستعمال:

عرفہ کا دن میدانِ عرفات میں بحالتِ احرام نصیب ہو جانا بہت بڑے نصیب کی بات ہے، اِس لئے کہ محترم مہینہ، محترم شہر اور محترم دن یہ تینوں وہ عظیم فضائل ہیں جو حاجی کو میدانِ عرفات میں نصیب ہوتے ہیں۔(بخاری:1739)

اِس لئے اِس عظیم سعادت کی قدر کرنی چاہیئے اور ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر غروبِ آفتاب تک وقوف کا سو فیصد پورا کا پورا وقت ذکر و دُعاء اور عبادت میں اِستعمال کرنے کا اہتمام کریں، پتہ نہیں یہ دن دوبارہ دیکھنا نصیب بھی ہو یا نہیں۔(عُمدۃ الفقہ:4/442)

اور بہت ہی بہتر ہو گا کہ اگر کوئی حرج نہ ہو تو اپنے موبائل فون بھی بند کرلیں تاکہ تمام دنیا سے لاتعلّق ہو کر صرف اور صرف اللہ سے تعلّق کو جوڑا جاسکے۔

(3)۔۔۔چوتھے کلمہ کی کثرت:

عرفہ کے دن چوتھے کلمہ کی خوب کثرت کرنی چاہیئے، حدیث میں آتا ہے: عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کی دُعاء کے اکثر کلمات یہ ہوتے تھے: ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کیلئے

ساری بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں ،اُسی کے قبضہ میں ساری بھلائی ہے،اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے۔(مسند احمد:6961)

(4)— کثرتِ دُعاء کا اہتمام:

عرفہ کے دن دُعاؤں کی کثرت کرنی چاہیئے ، چلتے پھرتے ،اُٹھتے بیٹھتے زیادہ سے زیادہ دُعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیئے، کیونکہ اِس دن کی دُعاء کو حدیث میں سب سے بہترین دُعاء کہا گیا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:"**خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ**"بہترین دعاء عرفہ کے دن کی دُعاء ہے۔(ترمذی:3585)

(5)— گناہوں سے قطعاً احتراز:

کسی بھی محترم اور مبارک دن،رات، جگہ یا مہینے میں اِس بات کا خوب اہتمام کرنا چاہیئے کہ اُس میں کوئی گناہ اور اللہ کی نافرمانی کا فعل سرزد نہ ہو، کیونکہ جس طرح اُس مبارک دن،رات، جگہ یا مہینے میں نیکیوں کا اجر و ثواب بڑھادیا جاتا ہے اِسی طرح اُن میں گناہ اور نافرمانی کرنے کا وبال بھی بڑھ جاتا ہے،یہی وجہ ہے کہ عام دنوں کے گناہ کے مقابلے میں رمضان کا گناہ زیادہ شدید ہے،عام راتوں کے مقابلے میں شبِ قدر کا گناہ زیادہ بُرا اور قبیح ہے،عام جگہ کے مقابلے میں مسجد کے اندر گناہ کرنا زیادہ بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے ، پس اِسی اُصول کے مطابق عرفہ کا دن اور عرفات کا مقام بھی چونکہ ایک مبارک اور محترم دن اور نہایت قابلِ قدر عظمت والا مقام ہے، لہٰذا اِس دن اور اِس جگہ پہنچ کر بھی اگر گناہ سے نہ بچا جائے اور اللہ کی نافرمانی کو ترک نہ کیا جائے تو یہ بہت بڑی محرومی اور بڑے خسارے کا سودا ہے، جس میں اللہ کی پکڑ بھی ہو سکتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "مَنْ حَفِظَ لِسَانَهُ وَسَمْعَهُ وَبَصَرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى عَرَفَةَ" جس نے عرفہ کے دن اپنی زبان، کان اور آنکھوں کی حفاظت کی اُس کی عرفہ سے لیکر عرفہ تک کے گناہوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔(شعب الایمان:3490)

پس اپنی نگاہوں کو پاک رکھیں، کسی نامحرم کو نہ دیکھیں، کسی بھی حاجی پر اگرچہ وہ کچھ بھی کررہا ہو، ہرگز حقارت کی نگاہ نہ ڈالیں، کیونکہ شیطان بعض اوقات دوسروں کی حقارت کے جذبات دل میں پیدا کرکے نیکیوں کو ضائع کروادیتا ہے، ہاں اگر کوئی حاجی کسی اخلاقی و شرعی بُرائی میں مبتلاء نظر آئے تو اُسے پیار و محبّت سے سمجھادیں اور اُسے اِس دن اور اِس جگہ کی اہمیت کا احساس دلائیں، لیکن ہرگز اُسے حقیر نہ سمجھیں۔ زبان کی حفاظت کریں، جھوٹ، غیبت، گالی اور لڑائی جھگڑوں سے قطعاً اجتناب کریں۔ کسی کو تکلیف نہ دیں، عرفات میں قیام کے دوران جگہ وغیرہ کے مسئلہ میں حاجیوں کے درمیان بحث اور تکرار ہوجاتی ہے، اس سے قطعاً اجتناب کریں، کیونکہ یہ محرومی کا باعث ہوسکتا ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:82)

(6)—نمازوں کے بعد تکبیرِ تشریق کا اہتمام:

عرفہ کے دن کی فجر کی نماز سے ایک عمل "تکبیرِ تشریق" کا شروع ہوتا ہے، یعنی عرفہ کے دن 9 ذی الحجہ کی فجر سے لے کر 13 ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھی جائے گی۔(شامیہ :2/180)

تکبیرِ تشریق کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد مَرد حضرات بلند آواز اور عورتیں پست آواز سے ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھیں گے:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ ہی کیلئے ساری تعریفیں ہیں۔(الدر المختار:2/178)

حضرت علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے:

"وَكَانَ يُكَبِّرُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، وَيَقْطَعُهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ آخِرَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن فجر کی نماز سے تکبیر کہنا شروع فرماتے تھے اور ایام تشریق(یعنی تیرہ ذی الحجہ) کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر کہہ کر بند کر دیا کرتے تھے۔(مستدرک حاکم:1111)

عرفات کی دُعائیں:

عرفات کے میدان کیلئے کوئی مخصوص اور متعیّن دعاء ضروری نہیں، قرآن و حدیث کی جو دُعائیں بھی آپ کو یاد ہوں وہ مانگیں، لیکن اُن دُعاؤں کو صرف پڑھیں ہی نہیں بلکہ دل کی پوری توجہ اور حاضری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگیں، عربی میں دُعائیں ضروری نہیں، اپنی زبان میں مانگیں اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کا پورا یقین رکھیں۔

البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام سے منقول کچھ دُعائیں بھی اِس موقع پر مانگنا ثابت ہے، ذیل میں ایسی دُعاؤں کی تفصیل ذکر کی جارہی ہے:

(1)—حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف کرتے ہوئے یہ دُعاء پڑھی:

"لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ" حاضر ہوں یا اللہ! میں آپ

کے دربار میں حاضر ہوں، خیر و بھلائی تو اصل میں آخرت کی ہے۔(طبرانی اوسط:5419)

(2)__حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ عرفہ کے دن وقوف میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اکثر دُعاء یہ ہوتی تھی:

”اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي تَقُولُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُولُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي، وَإِلَيْكَ مَآبِي، وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَجِيءُ بِهِ الرِّيحُ“

اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں جیسا کہ تو نے خود (اپنی تعریف میں) کہا ہے اور ہماری ذکر کردہ تعریف سے زیادہ بہتر تعریف۔ اے اللہ! میری نماز، میری عبادت، میرا جینا، مرنا تیرے لئے ہی ہے اور تیری ہی جانب میرا رجوع ہونا ہے۔ اے میرے ربّ! جو کچھ میں چھوڑ جاؤں گا وہ سب تیرا ہی ہے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب، دل کے وسوسوں اور بکھرے ہوئے کاموں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اُس چیز کے شر سے جو ہوا لے کر آتی ہے۔(ترمذی:3520)

(3)__حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں کہ عرفہ کے دن میری اور مجھ سے پہلے انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کی کثرت سے مانگی جانے والی دُعاء یہ ہے:

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَفِي قَلْبِي نُورًا، اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَسَوَاسِ الصُّدُورِ، وَشَتَاتِ الْأُمُورِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي

اللَّيْلِ، وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ، وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ، وَمِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدُّهُورِ "۔(الدعوات الکبیر:537)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کیلئے بادشاہت ہے، اُس کیلئے ساری تعریفیں ہیں، وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ! میری آنکھوں میں نور پیدا کردے، میرے کانوں میں نور پیدا کردے، میرے دل میں نور پیدا کردے۔ اے اللہ میرے سینے کو کھول دے، میرے (ہر) معاملے کو آسان کردے، اے اللہ! میں دلوں کے وسوسوں سے، کاموں کے بکھرے ہوئے ہونے سے، قبر کے فتنہ وآزمائش سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور ہر اُس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو رات میں آتی ہے اور دن میں آتی ہے اور ہر اُس چیز کے شر سے جس کو ہوالے کر آتی ہے اور زمانوں کے سخت حوادثات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(4)— حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (عرفہ کی شام) حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دُعائیں مانگی تھیں اُن میں یہ دُعاء بھی تھی:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي، وَتَرَىٰ مَكَانِي، وَتَعْلَمُ سِرِّي وَ عَلَانِيَتِي، لَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ أَمْرِيْ، أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهِ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيلِ، وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ، مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَ ذَلَّ جَسَدُهُ وَرَغِمَ أَنْفُهُ لَكَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا، وَ كُنْ بِي رَؤُوفًا رَحِيْمًا، يَاخَيْرَ الْمَسْئُولِينَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ "۔(طبرانی کبیر:11405)

ترجمہ: اے اللہ! تو میری بات سن رہا ہے، میری جگہ کو دیکھ رہا ہے، تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے کوئی معاملہ تجھ سے چھپا ہوا نہیں، میں سختی میں گھرا ہوا ایک محتاج، فریاد کرنے والا، پناہ چاہنے والا، لَرزاں و تَرساں، اپنے گناہوں کا اِقرار و اعتراف کرنے والا ہوں، میں تجھ سے ایسے سوال کرتا ہوں جیسے کوئی مسکین مانگتا ہے اور تیرے سامنے ایسے گڑگڑاتا ہوں جیسے کوئی ذلیل ورُسوا مجرم (اپنی معافی کیلئے) گڑگڑاتا ہے، اور تجھے ایسے پکارتا ہوں جیسے کوئی مصیبت میں پڑا ہوا خوفزدہ ہو کر پکارتا ہے، (میں اُس شخص کی طرح تجھے پکارتا ہوں) جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو، جس کی آنکھیں بہہ رہی ہوں، جس کا جسم تیرے سامنے ذلیل اور جس کی ناک خاک آلودہ ہو، اے اللہ! مجھے اپنی دُعاء (کی قبولیت) سے محروم اور نامراد نہ فرما اور مجھ پر ہمیشہ رحم کرنے والا بن جا، اے اُن سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے اور اے سب سے بہتر دینے والے!

(5)— حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے عرفہ کے دن شام کو پہلے اونچی آواز سے یہ دُعاء مانگی:

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدَىٰ، وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوَىٰ، وَاغْفِرْ لَنَا فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ“ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کیلئے بادشاہت ہے، اُسی کیلئے ساری تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ ہمیں ہدایت کے راستے پر گامزن فرما، اور ہمیں تقویٰ و پرہیز گاری کے ذریعہ خوبصورتی عطاء فرما اور دنیا و آخرت میں ہمیں معاف کر دے۔

اُس کے بعد اُنہوں نے پست آواز میں یہ دُعاء مانگی:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَعَطَائِكَ رِزْقًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا، اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَمَرْتَ بِالدُّعَاءِ، وَقَضَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ بِالِاسْتِجَابَةِ، وَأَنْتَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَكَ، وَلَا تَكْذِبُ عَهْدَكَ، اَللّٰهُمَّ مَا أَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ فَحَبِّبْهُ إِلَيْنَا وَيَسِّرْهُ لَنَا، وَمَا كَرِهْتَ مِنْ شَيْءٍ فَكَرِّهْهُ إِلَيْنَا وَجَنِّبْنَاهُ، وَلَا تَنْزِعْ عَنَّا الْإِسْلَامَ بَعْدَ إِذْ أَعْطَيْتَنَا"

اے اللہ میں تیرے فضل اور عنایت کے ذریعہ تجھ سے حلال و پاکیزہ اور بابرکت رزق کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! بیشک تونے دُعاء مانگنے کا حکم دیا ہے اور دُعاء کی قبولیت کو اپنے ذمّہ لیا ہے اور تو وَعدہ خلافی نہیں کرتا اور اپنے عہد کو جھوٹا نہیں کرتا (پس میری دُعاء کو قبول فرما) اے اللہ! تجھے جو خیر و بھلائی کے اعمال پسند ہیں وہ میرے نزدیک بھی محبوب بنادے اور اُن کا کرنا میرے لئے آسان کردے اور جو چیز بھی تجھے ناپسند ہے وہ ہمارے نزدیک بھی ناپسند بنادے اور ہمیں اُن سے بچالے اور ہمیں دینِ اِسلام عطاء کرنے کے بعد ہم سے یہ نعمت نہ چھیننا۔(الدعاء للطبرانی:878)

عرفات میں دُعاء قبول ہونے کے دو وظیفے:

(1)—حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

جو مسلمان بھی عرفہ کے دن زوال کے بعد وقوفِ عرفہ میں قبلہ رُخ ہو کر

(۱) "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" سو مرتبہ

(۲) سورۃ الاِخلاص سو مرتبہ

(۳)"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ" سو مرتبہ۔

پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اے میرے فرشتو! میرے اِس بندے کی جزاء کیا ہے جس نے میری تسبیح، تہلیل، تکبیر اور تعظیم بیان کی، مجھے پہچانا، میری ثناء بیان کی اور میرے نبی پر دُرود بھیجا، تم لوگ گواہ رہو، بیشک میں نے اِس کی مغفرت کردی اور اس کی ذات کے حق میں اس کی سفارش قبول کرلی، اگر میرا یہ بندہ مجھ سے تمام وقوف کرنے والوں کے حق میں سفارش کرے تب بھی میں اس کی سفارش قبول کرلوں گا۔(شعب الایمان:3780)

(2)—حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

جو کوئی بندہ یا بندی عرفہ کی شب میں یہ دس کلمات ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے جو دُعا بھی مانگے بشرطیکہ وہ قطع رحمی اور گناہ کی دُعاء نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی دُعاء ضرور قبول فرمادیتے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

"سُبْحَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ مَوْطِئُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي النَّارِ سُلْطَانُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْقُبُورِ قَضَاؤُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْهَوَاءِ رَوْحُهُ، سُبْحَانَ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ، سُبْحَانَ الَّذِي وَضَعَ الْأَرْضَ، سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْهُ إِلَّا إِلَيْهِ"۔(الدعوات الکبیر:538)

پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا تخت زمین میں

ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا سمندر میں راستہ ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی سلطنت آگ میں (بھی) ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی رحمت جنّت میں ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا فیصلہ قبروں میں نافذ ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا حکم ہوا پر ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے آسمان کو بلندی دی، پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو پست کیا، پاک ہے وہ ذات جس کے علاوہ کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں۔

فائدہ: حج یا عُمرے کیلئے جانے والوں کو چاہیئے کہ وہ مسنون دُعاؤں پر مشتمل دو کتابیں "الحزب الاعظم" اور "مناجاتِ مقبول" اپنے ساتھ رکھیں، اس میں بہت ہی قیمتی اور بابرکت دُعائیں جمع کی گئی ہیں، حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں اور اِس کے علاوہ طواف اور سعی کے موقع پر اور دیگر قبولیت کے مواقع پر اِن دُعاؤں کو سمجھ کر خشوع وخضوع کے ساتھ مانگیں۔ (رفیقِ حج:127)

وقوفِ عرفہ کے اہم مسائل:

وقوفِ عرفہ حج کا رکنِ اعظم یعنی سب سے اہم فرض ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔

اِس وقوف کا وقت عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کے دن زوال کے بعد سے لیکر اگلے دن یعنی یوم النحر (دس ذی الحجہ) کی صبح صادق تک رہتا ہے، چنانچہ اِس درمیان جو شخص بھی حج کے احرام کے ساتھ عرفات کی حدود میں آجائے، اگرچہ بہت تھوڑی سی دیر کیلئے ہی ہو، تو اُس کا حج ہو جائے گا۔ (عالمگیری:1/229)(الدر المختار:2/525)(غنیۃ الناسک:85)

عرفہ کے دن غروبِ آفتاب تک عرفات کی حدود میں ٹھہرنا واجب ہے، اس سے پہلے حدودِ عرفات سے نکلنا اگرچہ مغرب سے کچھ پہلے ہی کیوں نہ ہو، جائز نہیں، اِس سے دَم لازم ہو جائے گا، ہاں اگر کوئی نکلنے کے بعد غروب سے پہلے پہلے عرفات کی حدود

میں واپس آجائے تو دَم ساقط ہو جائے گا، اور اگر غروب کے بعد واپس آیا تو دم لازم رہے گا، ساقط نہیں ہو گا۔(ہدایۃ:1/296)(شامیہ:2/552)

اگر کوئی شخص عرفہ کے دن زوال کے بعد عرفات میں موجود ہو یا زوال کے بعد غروبِ آفتاب سے پہلے عرفات کی حدود میں آجائے تو اُس کیلئے غروب تک ٹھہرنا لازم ہو جاتا ہے، لیکن اگر کوئی دن بھر وقوف نہ کرے اور رات کو غروب کے بعد عرفات کی حدود میں آیا ہو تو اُس کیلئے وہاں ٹھہرنے کی کوئی مدّت لازم نہیں، البتہ ایسا شخص دن کے وقوف کا ترک کرنے والا ہو گا، لیکن کچھ لازم نہیں ہو گا۔(شامیہ:2/468)

اگر کوئی شخص وقوفِ عرفہ کے وقت میں اتنا بیمار ہو جائے کہ عرفات نہ آسکتا ہو اور کوئی شخص اُسے کسی ایمبولینس وغیرہ میں ڈال کر وقوفِ عرفہ کے وقت یعنی زوال سے لیکر صبح صادق تک حدودِ عرفات میں لاکر واپس لے جائے تب بھی اُس کا حج ہو جائے گا اگرچہ وہ بے ہوش ہو اور اُسے پتہ بھی نہ چلے۔(عالمگیری:1/229)

وقوفِ عرفہ کے صحیح ہونے کیلئے تین چیزیں ضروری ہیں:

حج کا احرام ہونا: پس احرام کے بغیر یا عُمرہ کے احرام کے ساتھ درست نہ ہو گا۔

عرفات کی جگہ: پس عرفات کی حدود سے باہر وقوف صحیح نہ ہو گا۔

وقوف کا وقت: یعنی عرفہ کے دن زوال سے لیکر اگلے دن صبح صادق تک وقوف ہو سکتا ہے، اِس کے علاوہ وقوف صحیح نہ ہو گا۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:84)

❻ مزدلفہ کی جانب رَوانگی:

وقوفِ عرفہ سے فارغ ہو کر جبکہ غروبِ آفتاب ہو چکا ہو، مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کی جانب رَوانہ ہو جایئے، عرفات سے نکلنے کے بعد یہ تقریباً تین میل کا سفر ہے

ہمت اور حوصلہ ہو تو یہ سفر پیدل بھی قدرے مشقت کے ساتھ طے کیا جاسکتا ہے، اور بہتر بھی یہی ہے۔(شامیہ:2/508)

اور کمزوری یا بہت زیادہ تھکاوٹ ہو تو معلّمین کی جانب سے مقرر کی گئی بسوں کو بھی بغیر کسی حرج کے اِستعمال کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ بہت زیادہ تھکاوٹ یا کمزوری یا کسی بیماری وغیرہ لاحق ہو جانے کے اندیشہ ہو تو بہتر بھی یہی ہوتا ہے کہ بسوں کے ذریعہ جائیں تاکہ مزدلفہ پہنچ کر نشاط باقی رہے اور مزدلفہ کی شب میں وہاں خوب اچھے طریقے سے ذکر وعبادت میں مصروف رہا جاسکے۔(عُمدۃ الفقہ:4/443)

راستے میں تلبیہ پڑھتے رہیں، تکبیر و تہلیل، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، درود شریف، اِستغفار اور ذکر و دُعاء کرتے رہیں۔(عالمگیری:1/230)(الدر المختار:2/508)

سکون اور وَقار کے ساتھ چلیں، پہلے یا جلدی پہنچنے کے چکر میں کسی کو ہرگز تکلیف نہ دیں، البتہ راستہ میں کہیں کشادہ جگہ ملے تو بغیر کسی کو تکلیف دیے کچھ تیز چلنا شروع کردیں، ورنہ آہستہ چلیں۔(شامیہ:2/508)(مسند احمد:21761)

تنبیہ: واضح رہے کہ عرفات سے مزدلفہ کی جانب رَوانہ ہوتے ہوئے مغرب کی نماز نہ پڑھی جائے، کیونکہ یہ نماز مزدلفہ میں پہنچ کر عشاء کے ساتھ ملاکر اداء کرنا واجب ہے، اگر کوئی عرفات میں یا مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ ہی میں مغرب پڑھ لے تو مزدلفہ پہنچ کر اُس کا اِعادہ لازم ہوگا۔(الدر المختار:2/509)(بخاری:1672)

مزدلفہ جانے کی جلدی میں غروبِ آفتاب سے پہلے ہی عرفات کی حدود سے ہرگز باہر نہ نکلیں، اِس سے دَم لازم ہو جاتا ہے۔(شامیہ:2/508، 552)

بہت سے لوگ مزدلفہ جانے کی جلدی میں غروبِ آفتاب سے پہلے ہی اپنے خیموں سے

نکل کر واپسی کیلئے چلنا شروع کر دیتے ہیں، اور عرفات کی حدود کے کنارے پہنچ کر غروبِ آفتاب کا اِنتظار کرتے رہتے ہیں اور جیسے ہی سورج غروب ہوتا ہے، عرفات سے نکل جاتے ہیں، یاد رکھیں! اِس طرح کرنے سے دَم تو لازم نہیں ہوتا، لیکن یہ عمل خلافِ سنّت ہے، اِس لئے افضل اور بہتر طریقے پر عمل کرتے ہوئے غروب کے بعد روانہ ہونا چاہیئے۔(عالمگیری:1/230)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:86)

مزدلفہ کیلئے رَوانہ ہونے کی دُعاء:

اِس موقع کیلئے کوئی خاص دُعاء تو ثابت نہیں، البتہ چونکہ حج کا رکنِ اَعظم یعنی "وقوفِ عرفہ" اداء کیا گیا ہے، اِس لئے کثرت سے قبولیت کی دُعاء کرنی چاہیئے جیسا کہ ہر عمل کے اختتام پر اِسی چیز کی تلقین کی گئی ہے، حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے بھی بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہو کر یہی دُعاء مانگی تھی کہ اے اللہ! ہماری جانب سے اِسے قبول فرما۔

لٰہذا اِس موقع پر اپنی کوتاہیوں اور تقصیرات کا اِستحضار کرتے ہوئے توبہ واِستغفار بھی کرنا چاہیئے، حج کی توفیق ملنے پر دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کا شکر بھی اداء کرنا چاہیئے اور اِس عظیم عبادت کی قبولیت کیلئے دُعاء گو بھی ہونا چاہیئے۔ اِس کیلئے عُلماء نے یہ دُعاء لکھی ہے، اِسے سمجھ کر مانگیئے:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ، اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَإِلَيْكَ رَغِبْتُ وَمِنْكَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُكِيْ وَامْحُ حَوْبَتِيْ وَأَعْظِمْ أَجْرِيْ وَ زَوِّدْنِيْ عِلْماً وَّ حِلْماً"۔(فتاویٰ قاضی خان:1/157)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ بہت بڑا ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس

نے نہ کوئی بیٹا بنایا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی شریک ہے۔ اے اللہ! میں تیری ہی جانب لوٹا، تیرے عذاب سے ڈرا، تیری ہی جانب راغب ہوا،، تجھ ہی سے ڈرا، پس میرے حج کے مناسک کو قبول فرما، میری غلطی کو معاف فرما، مجھے بہت بڑا اجر عطاء فرما اور مجھے علم اور حلم (بردباری) کا زادِ راہ عطاء فرما۔

۷ مزدلفہ کی شب:

مزدلفہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے اچھی طرح یہ یقین کرلیں کہ آپ مزدلفہ کی حدود میں داخل ہوچکے ہیں، اس کیلئے وہاں بورڈ آویزاں کیے گئے ہیں، اُن کے ذریعہ بآسانی یہ معلوم ہوجاتا ہے، لوگوں کو دیکھ کر قیام نہ کریں کیونکہ لوگ مزدلفہ کی حدود سے پہلے ہی قیام کرنا اور مغرب و عشاء پڑھنا شروع کردیتے ہیں، جو غلط ہے اُن کیلئے لازم ہے کہ مزدلفہ کی حدود میں داخل ہوکر دوبارہ مغرب اور عشاء پڑھیں۔ (شامیہ:2/509)

مزدلفہ کی حدود میں داخل ہوکر قیام کرنے کیلئے کسی مُناسب جگہ کو تلاش کریں، راستوں میں ہرگز نہ ٹھہریں، کیونکہ اِس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ عموماً حجاج کرام جلد بازی میں مزدلفہ میں داخل ہوتے ہی سڑکوں پر قیام کرنا شروع کردیتے ہیں جس کی وجہ سے راستے مسدود اور تنگ ہوجاتے ہیں، اور بعد میں آنے والے حاجیوں کو چلنے تک کی جگہ مشکل سے ملتی ہے، ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ (عالمگیری:1/230)

بہتر یہ ہے کہ مزدلفہ کی حدود میں داخل ہوکر شروع ہی میں ٹھہرنے کے بجائے آگے بڑھتے چلے جائیں، جتنا آگے بڑھتے چلے جائیں گے قیام کیلئے مناسب اور بہتر جگہ ملتی چلی جائے گی، وہاں کہیں رات کے قیام کیلئے جگہ کا بندوبست کریں، یاد رکھیں! مزدلفہ میں منیٰ اور عرفات کی طرح خیمے نہیں ہوتے ، یہ رات کھلے آسمان تلے گزاری جاتی

ہے، اِس لئے اِس جگہ رات گزارنے کیلئے نیچے بچھانے اور اوپر سے اوڑھنے کی کوئی چادر وغیرہ رکھ لینی چاہیئے۔

مزدلفہ کی شب کے افعال:

مزدلفہ آنے کے بعد مزدلفہ کی شب میں مندرجہ ذیل چار کام کرنے ہوتے ہیں:

(1)مغرب و عشاء کو ایک اَذان، ایک اِقامت کے ساتھ اکٹھے پڑھنا۔(ابوداؤد:1906)

(2)مزدلفہ میں رات گزارنا۔(مسلم:1218)

(3)دُعاء اور ذکر و عبادت کا اہتمام۔(مرقاۃ:5/1774)

(4)جمرات کی رَمی کیلئے کنکریاں چننا۔(مَراقی الفلاح:278)

(1)—مغرب اور عشاء کو اکٹھے پڑھنا:

عرفات سے نکلتے ہوئے چونکہ مغرب کی نماز نہیں پڑھی تھی، اِس لئے مزدلفہ میں پہنچ کر سب سے پہلے مغرب اور عشاء کی نماز کو ملاکر ایک ساتھ اداء کریں، یہ دونوں نمازیں خواہ جماعت کے ساتھ پڑھیں یا اِنفرادی، ایک ساتھ پڑھنا واجب ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مغرب کی نماز عرفات میں یا مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ میں ہی پڑھ لے تو اُس کیلئے اس کو لوٹانا واجب ہوتا ہے۔(الدر المختار:2/509)

مغرب و عشاء کو اکٹھے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اَذان دیں، پھر اِقامت کہہ کر مغرب کی نماز پڑھیں، مغرب کا سلام پھیرتے ہی بغیر کسی وقفہ کے عشاء کی نماز شروع کردیں، درمیان میں سنّت اور نفل بھی نہ پڑھیں اور عشاء کیلئے دوبارہ اِقامت بھی نہ کہیں، عشاء کی نماز کے بعد پہلے مغرب کی سنّتیں پڑھیں اور پھر عشاء کی سنت اور وتر اداء کریں۔(عُمدۃ الفقہ:4/444)(شامیہ:2/508)(مرقاۃ:5/1774)

مغرب و عشاء کو اکٹھے پڑھنے کے اہم مسائل:

مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھے پڑھنے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

(۱) حج کا احرام ہو، لہٰذا کسی غیر محرِم کیلئے مغرب کو عشاء کے وقت تک مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھنا جائز نہ ہو گا۔

(۲) اِس سے پہلے عرفات میں وقوف کر چکا ہو، چنانچہ جس نے وقوفِ عرفہ ہی نہیں کیا وہ بھی مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھے گا۔

(۳) دس ذی الحجہ کی شب ہو، لہٰذا سال کی کسی اور شب میں یہ کرنا جائز نہیں۔

(۴) عشاء کا وقت ہو، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مزدلفہ میں عشاء سے پہلے بھی پہنچ جائے تو عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے دونوں نمازیں پڑھنا درست نہیں ہو گا۔

(۵) مزدلفہ کا مقام ہو، لہٰذا مزدلفہ کی حدود کے علاوہ یہ جمع کرنا درست نہ ہو گا، پس اگر مزدلفہ کی حدود سے پہلے راستے میں ہی یہ دونوں نمازیں پڑھ لی جائیں تو ایسی صورت میں مزدلفہ پہنچ کر اِعادہ کرنا ضروری ہے۔(شامیہ بزیادات:2/509)

واضح رہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز کو اکٹھے پڑھنے کیلئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا شرط نہیں، البتہ سنّت ہے، اِس لئے جماعت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ دو دو تین تین ساتھی بھی مل کر جماعت کرا سکتے ہیں۔(شامیہ:2/509)

اگر کوئی عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ پہنچ جائے تب بھی عشاء کا وقت داخل ہونے تک نماز نہ پڑھے اور جب عشاء کا وقت داخل ہو جائے تو مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ اداء کرے۔(الدر المختار:2/509)

مغرب و عشاء کے درمیان کسی کام کیلئے وقفہ نہ کریں، مغرب کی سنت بھی مغرب کے

بعد نہ پڑھیں، بلکہ عشاء کی نماز کے بعد مغرب اور عشاء کی سنّت اور وتر اداء کریں، اگر مغرب کی نماز کے بعد کسی کام کی وجہ سے وقفہ ہو جائے یا مغرب کی سنّت پڑھ لی جائے تو عشاء کی نماز کیلئے دوسری اِقامت کہنی چاہیئے۔(شامیہ:2/508)

اگر کوئی مزدلفہ میں پہلے عشاء پڑھ کر پھر مغرب کی نماز اداء کرے تو اُسے عشاء کی نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی، اِس لئے کہ ان کو ترتیب سے پڑھنا لازم ہے۔(عالمگیری:1/230)

مغرب اور عشاء کی یہ دونوں نمازیں اداء کی نیت سے پڑھی جائیں گی، مغرب کی نماز میں قضاء کی نیت نہیں کی جائے گی، کیونکہ شرعاً مغرب کا وقت ہی یہ مقرر کیا گیا ہے، کہ اُسے عشاء کے وقت میں پڑھا جائے۔(شامیہ:2/510)

(2)—مزدلفہ میں رات گزارنا:

مغرب اور عشاء کو اکٹھے پڑھ کر باقی تمام رات مزدلفہ میں گزاریں، احناف کے نزدیک یہ رات مزدلفہ میں گزارنا سنّتِ مؤکدہ ہے، واجب نہیں، البتہ دوسرے فقہاء اِس کو لازم قرار دیتے ہیں اور اُن کے نزدیک بغیر عُذر کے یہ عمل ترک ہو جانے کی صورت میں دَم بھی لازم ہوتا ہے۔(بدائع الصنائع:2/136)(الموسوعۃ الفقہیۃ:37/94)

(3)—دُعاء اور ذکر و عبادت کا خوب اہتمام کرنا:

یہ رات چونکہ بہت ہی قیمتی اور بابرکت رات ہے، اِس لئے اِس شب کو عبادت اور اعمال کے ساتھ گزارنے کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیئے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِس شب میں اپنی یاد کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾

پھر جب تم عرفات سے روانہ ہو تو مَشعَرِ حرام کے پاس (جو مزدلفہ میں واقع ہے) اللہ کا

ذکر کرو۔(البقرۃ:198، آسان ترجمہ قرآن)

فقہاء نے لکھا ہے کہ اِس پوری رات کو یا اِس کے اکثر حصے کو عبادت میں، ذکر و تلاوت میں، دُعاء و اِستغفار میں اور اللہ تعالیٰ سے آہ و زاری کرنے میں جس قدر بھی ممکن ہو گزارنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔(شامیہ:2/510)(عالمگیری:1/230)

مزدلفہ کی دُعاء:

فقہاء کرام نے مزدلفہ میں اِس دُعاء کا پڑھنا ذکر کیا ہے:

”اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ أَسْأَلُكَ أَنْ تُبَلِّغَ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنِّي السَّلَامَ أَسْأَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوبِي وَتَرْحَمَنِيْ وَتَجْمَعَ عَلَى الْهُدٰى أَمْرِيْ وَتَجْعَلَ عَلَى الْهُدٰى أَمْرِيْ وَتَجْعَلَ التَّقْوٰى زَادِيْ وَذُخْرِيْ وَالْجَنَّةَ مَآبِيْ وَهَبْ لِي رِضَاكَ عَنِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ كُلُّهُ أَعْطِنِيْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ وَاصْرِفْ عَنِّي الشَّرَّ كُلَّهُ اَللّٰھُمَّ حَرِّمْ لَحْمِي وَ عَظْمِيْ وَشَحْمِي وَسَائِرَ جَوَارِحِيْ عَلَى النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ“۔(فتاویٰ قاضی خان:1/157)

اے اللہ! اے مَشعرِ حرام، حجرِ اَسود، مقامِ اِبراہیم، حرمت والے شہر (مکہ)، مسجدِ حرام اور حِل اور حَرَم کے پروردگار! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو حضرت محمدّ ﷺ کی روح کو میری جانب سے سلام پہنچادے، میں تیری معزّز ذات کے نور کے واسطے سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہوں کو معاف کردے، مجھ پر رحم فرما اور میرے تمام اُمور کو ہدایت پر جمع کردے اور میرے تمام اُمور کو ہدایت پر مقرر کردے اور

تقویٰ کو میرا زادِ راہ اور میرا ذخیرہ بنادے، جنّت کو میرا ٹھکانا بنادے، مجھے دنیا و آخرت میں اپنی رضاء و خوشنودی عطاء کردے، اے وہ ذات جو ساری کی ساری خیر ہی ہے! مجھے ساری کی ساری خیر عطاء کردے اور مجھ سے سارے کے سارے شر کو دور کردے۔ اے اللہ! میرا گوشت، میری ہڈی، میری چربی اور میرے تمام اعضاء و جَوارِح اپنی رحمت سے جہنم کی آگ پر حرام کردیجئے اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

مزدلفہ کی شب کی اہمیت:

نو اور دس ذی الحجہ کی درمیانی عید الأضحیٰ کی شب جسے "مزدلفہ کی رات" کہا جاتا ہے، قرآن کریم میں بھی اِس رات کا تذکرہ ہے۔(البقرۃ:198) تمام حجاج کرام اِس رات میں مزدلفہ کی حدود میں کھلے آسمان تلے رات گزار رہے ہوتے ہیں، دور دور تک احرام کی چادر پہنے یہ حاجی میدانِ محشر کا سماں پیدا کررہے ہوتے ہیں، یہ زندگی کی خوبصورت ترین رات ہوتی ہے، جو قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ یاد رکھیں! یہ بہت ہی عظیم، بابرکت اور دُعاؤں کی قبولیت کی رات ہے، فقہاء نے اِسے "شبِ قدر" سے بھی زیادہ افضل قرار دیا ہے۔(الدر المختار:2/510)

اِس رات میں اگرچہ حجاج کرام بہت تھکے ہوئے ہوتے ہیں، کیونکہ منیٰ سے عرفات جانے، عرفات میں وقوف کرنے اور پھر وہاں سے مزدلفہ آنے کی وجہ سے جسم تھکن سے چور ہورہا ہوتا ہے، لیکن یاد رکھیں! یہی اجر و ثواب اور فضیلتوں کے حاصل کرنے کا وقت ہوتا ہے، اِس لئے نہایت صبر واِستقامت اور تحمل کے ساتھ اِن ساری تکلیفوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیجئے اور اِس عظیم اور بابرکت رات کی قدر کیجئے۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ کی شب میں مغرب وعشاء اور اُن کی سنتوں اور وتر سے فارغ ہونے کے بعد صبح تک آرام فرمایا تھا۔(مسلم:1218) تاکہ اُمّت کیلئے آسانی کا پہلو رہے، اِس لئے اِتباعِ سنّت میں عبادت کے ساتھ ساتھ کچھ آرام بھی کرنا چاہیئے تاکہ اگلے دن کے کاموں کیلئے طبیعت میں نشاط باقی رہے۔(مرقاۃ:5/1774)

(4)۔۔۔جمرات کی رَمی کیلئے کنکریاں چننا:

جمرات کی رَمی کیلئے حجاج کرام منیٰ کی جانب جاتے ہوئے کنکریاں چنتے ہیں۔یہ کنکریاں کہیں سے بھی اُٹھائی جاسکتی ہیں تاہم پہلے دن یعنی جمرہ عقبہ کی رَمی کیلئے مزدلفہ سے سات کنکریاں چننا مستحب ہے اور اگر بعد والے دنوں (گیارہ، بارہ، تیرہ) کی رَمی کیلئے بھی ایک ساتھ یہیں سے ستر (70) کنکریاں چن لی جائیں تو یہ بھی جائز ہے، بلکہ بہتر بھی یہی ہے تاکہ بعد میں کوئی مشکل نہ ہو، خلاصہ یہ ہے کہ سات کنکریوں کا مزدلفہ سے چننا مستحب ہے اور اگر اِسی جگہ سے تمام دنوں کیلئے ستر کنکریاں چن لی جائیں تو یہ بھی جائز ہے۔(شامیہ:2/515)(ابن ابی شیبہ:13450)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:90)

اگر کوئی مزدلفہ سے کنکریاں نہ اُٹھاسکا ہو تو منیٰ آکر بھی کنکریاں اُٹھائی جاسکتی ہیں، البتہ جمرات کے قریب سے کنکریاں اُٹھانا مکروہ تنزیہی ہے۔(الدر المختار:2/515)

اِس کا طریقہ یہ ہے کہ کھجور کی گٹھلی یا چنے کے دانے کے برابر ستر (70) کنکریاں اُٹھالیں، اِس لئے کہ پہلے دن صرف جمرہ عقبہ کی رَمی کی جاتی ہے اس کیلئے سات کنکریاں اور اُس کے بعد تینوں دن تینوں جمرات کی رَمی کیلئے اکیس اکیس کنکریاں، اِس طرح مجموعی طور پر ستر کنکریاں ہو جاتی ہیں۔(عُمدۃ الفقہ:4/447)(عالمگیری:1/234)

کھجور کی گٹھلی یا چنے کے دانے سے زیادہ بڑی یا چھوٹی کنکریاں اُٹھانا یا کسی بڑے پتھر کو

توڑ توڑ کر اُسے چھوٹا کرنا یا نجس اور ناپاک کنکریاں اُٹھانا یہ سب مکروہ ہے، تاہم اگر کسی نے یہ کام کر لیے تو رَمی ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا بہتر نہیں۔(عالمگیری:1/233)

مزدلفہ میں کنکریاں رات کو بھی اُٹھائی جاسکتی ہیں، اور صبح کی نماز کے بعد بھی، لیکن اگر صبح کی نماز کے بعد اُٹھائیں تو زیادہ بہتر ہے، اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یوم النحر (یعنی دس ذی الحجہ) کی صبح اِرشاد فرمایا تھا کہ میرے لئے کنکریاں جمع کر لو۔(عُمدۃ الفقہ:4/447)(غنیۃ الناسک 90)(نسائی:3057)

کنکریوں کو دھولینا چاہیئے تاکہ اگر وہ نجس بھی ہوں تو پاک ہو جائیں، بلکہ اگر وہ یقینی طور پر پاک بھی ہوں تب بھی دھولینا مستحب ہے، اِس لئے کہ اُن کے ذریعہ رَمی کی عبادت سر اَنجام دی جارہی ہے۔(مَراقی الفلاح:278)(عالمگیری:1/233)(عُمدۃ الفقہ:4/447)

❽ وقوفِ مزدلفہ:

مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد دس ذی الحجہ کی صبح فجر کی نماز اوّل وقت میں پڑھ کر مَشعرِ الحرام جس کو "جبلِ قزح" بھی کہا جاتا ہے، اس کے پاس جائیں، یہاں نبی کریم ﷺ نے وقوفِ مزدلفہ کیا تھا، اِس لئے اگر ممکن ہو تو وہاں یا اس کے قریب وقوف کریں، لیکن اگر رش اور اِزدحام کی وجہ سے وہاں پہنچنا مشکل ہو (جیسا کہ اب ایسا ہی ہوتا ہے) تو مزدلفہ میں کہیں بھی وقوف کیا جاسکتا ہے۔(ابوداؤد:1907)

وقوفِ مزدلفہ کا طریقہ:

مزدلفہ میں کہیں بھی قبلہ رُخ کھڑے ہو کر دُعاء کی طرح دونوں ہاتھ اُٹھالیں، تلبیہ پڑھیں، تکبیر و تہلیل کہیں، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کریں، نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھیں اور پھر خوب گڑ گڑا کر آہ وزاری سے دُعاء کریں۔(عالمگیری:1/230)

سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے روشنی کے اچھی طرح پھیل جانے تک خوب اہتمام کے ساتھ ذکر و دُعاء میں مشغول رہیں۔(شامیہ:2/511)

وقوفِ مزدلفہ کی دُعاء:

وقوفِ مزدلفہ کیلئے کوئی مخصوص دُعاء نہیں ہے۔(فتاویٰ قاضی خان)

تلبیہ، تکبیر، تہلیل، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور درود شریف کے ساتھ جو دُعائیں بھی یاد ہوں وہ مانگتے رہیں۔(عالمگیری:1/230)البتہ ادب یہ ہے کہ خوب توجہ اور دھیان کے ساتھ دُعاء کی جائے اور دُعاء کی قبولیت کا یقین رکھا جائے۔ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:

”أُدْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ“

اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دُعاء مانگا کرو اور جان لو! اللہ تعالیٰ غفلت اور لاپرواہی کے ساتھ مانگی جانے والی دُعاء قبول نہیں فرماتے۔(ترمذی:3479)

وقوفِ مزدلفہ میں اپنی حاجتوں کے پورا ہونے کی دُعاء کریں جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی حاجت یہاں پوری ہوئی تھی، اور بطورِ خاص اس موقع پر یہ دعاء کرے کہ حقوق العباد میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں اور جن لوگوں کے حقوق پامال کیے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُنہیں راضی کردے۔(عُمدۃ الفقہ:4/445)(مَراقی الفلاح:278)

حضرت عباس بن مرداس سُلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرفہ کی شام اپنی امت کیلئے مغفرت کی دعاء مانگی، اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو یہ جواب ملا:

”إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، مَا خَلَا الظَّالِمَ، فَإِنِّي آخُذُ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ“ میں

نے آپ کی اُمّت کو معاف کر دیا ہے لیکن اُن میں سے جو ظالم ہے میں اس سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَيْ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ"

اے میرے پروردگار! اگر تو چاہے تو (اپنی جانب سے مظلوم کو جنت دے کر (اُسے راضی کر دے) اور ظالم کی مغفرت کر دے۔ لیکن (عرفہ کی) اِس شام کو آپ ﷺ کی یہ دُعاء قبول نہیں ہوئی، جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے پھر وہی دعا فرمائی تو آپ ﷺ کی دُعاء قبول ہو گئی، آپ ﷺ مسکرا اُٹھے، حضرت ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہ (دُعاء کا) وقت تو آپ کے ہنسنے کا نہیں ہوتا، آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ اللہ آپ کو ہنستا مسکراتا رکھے۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ، لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِي، وَغَفَرَ لِأُمَّتِي أَخَذَ التُّرَابَ، فَجَعَلَ يَحْثُوهُ عَلَى رَأْسِهِ، وَيَدْعُو بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ، فَأَضْحَكَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ"

اللہ کے دشمن ابلیس نے جب دیکھا کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کر کے میری امت کو بخش دیا ہے تو اس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سر پر ڈالنے لگا اور ہلاکت اور موت کی بد دعائیں کرنے لگا، مجھے اُس کی یہ بے قراری دیکھ کر ہنسی آگئی۔ (ابن ماجہ: 3013)

اِمام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے وقوفِ مزدلفہ میں اِس دُعاء کا مانگنا منقول ہے:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا جَمْعٌ أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْزُقَنِيْ جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهِ فَإِنَّهُ لَا يُعْطِيْ ذٰلِكَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْخَيْرَاتِ الْعِظَامِ أَسْأَلُكَ أَنْ تُبَلِّغَ رُوْحَ

مُحَمَّدٍ نَبِيِّنَا مِنَّا أَفْضَلَ السَّلَامِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ خَيْرُ مَطْلُوبٍ وَخَيْرُ مَرْغُوبٍ وَلَكَ فِي كُلِّ وَفْدٍ جَائِزَةً أَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ جَائِزَتِيْ فِي هٰذَا الْيَوْمِ أَنْ تَقْبَلَ تَوْبَتِي وَتَتَجَاوَزَ عَنْ خَطِيْئَتِيْ وَ أَنْ تَجْمَعَ عَلَى الْهُدٰى أَمْرِيْ وَاجْعَلِ التَّقْوٰى مِنَ الدُّنْيَا هَمِّي"

اے اللہ! یہ جمع (مزدلفہ کی جگہ) ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ساری کی ساری بھلائیوں کا مجموعہ عطاء کردے، بیشک یہ تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! اے مَشعرِ حرام، حُرمت والے مہینے اور حِل اور حَرَم کے پروردگار اور اے بڑی بڑی نیکیوں کے رَب! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی روح کو ہماری جانب سے اَفضل ترین سلام پہنچادے۔ اے اللہ! تو وہ بہترین ذات ہے جس کو طلب کیا جاتا ہے اور تو وہ بہترین ذات ہے جس طرف رَغبت کی جاتی ہے، اور تیری جانب سے ہر آنے والے مہمان کیلئے تحفہ اور اِکرام ہوتا ہے، میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اِس دن میں یہ تحفہ عطاء کردے کہ میری توبہ قبول کرلے اور میری خطاؤں سے درگزر کردے اور میرے اُمور کو ہدایت پر جمع کردے اور دنیا سے بچ کر رہنے کو میری فکروں کا مَرکز بنادے۔ (فتاویٰ قاضی خان:1/145)

وقوفِ مزدلفہ کے اہم مسائل:

وقوفِ مزدلفہ حج کے واجبات میں سے ہے، بغیر کسی عُذر کے اس کو ترک کردینے سے دَم لازم ہوجاتا ہے۔ (شامیۃ:2/511)

البتہ عورتیں اور مَردوں میں بہت بوڑھے ضعیف اور بیمار اَفراد اگر وقوفِ مزدلفہ کو ترک کردیں اور عرفات سے سیدھے ہی یا مزدلفہ کی شب ہی کو صبح صادق سے پہلے منیٰ

چلے جائیں تو بھی جائز ہے،اُن پر اِس کا کوئی کفارہ یا دَم لازم نہ ہو گا،البتہ اگر مَرد حضرات بیماری یا بڑھاپے کے عُذر کے بغیر یہ وقوف ترک کردیں تو اُن پر دَم لازم ہو جائے گا۔(شامیہ:2/511،512)(رفیقِ حج:131)

وقوف مزدلفہ کا وقت دس ذی الحجہ کو صبح صادق سے لیکر سورج طلوع ہونے تک ہے، پس صبح صادق سے پہلے یا سورج طلوع ہونے کے بعد اس جگہ وقوف کرنے سے یہ واجب اداء نہیں ہو گا۔(شامیہ:2/511)

اگر کوئی شخص وقوف کے وقت کے دوران ایک لمحہ بھر کیلئے بھی مزدلفہ میں موجود ہو یا اس وقت میں وہاں سے گزر جائے اگرچہ بے ہوشی یا نیند کے عالَم میں گزرے اور اُسے پتہ بھی نہ چلے تب بھی اُس کا یہ واجب اداء ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھ لینا بھی اِس وقوف کی ادائیگی کیلئے کافی ہو جاتا ہے، لیکن یہ وقوف کی واجب مقدار ہے، سنّت طریقہ یہی ہے کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پہلے اچھی طرح روشنی پھیل جانے تک وقوف کیا جائے۔(شامیہ:2/511)(رفیقِ حج:131)

❾ منیٰ کی جانب رَوانگی:

مزدلفہ میں وقوف کرتے ہوئے سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے جب روشنی اچھی طرح پھیل جائے تو اب منیٰ کی جانب رَوانہ ہو جایئے۔(الدر المختار:2/512)

منیٰ کی جانب جاتے ہوئے سکون اور وقار کے ساتھ چلیں،زبان پر تلبیہ اور دُعاء و اَذکار کو جاری رکھیں۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:90)

وادیِ محسّر جو کہ منیٰ کی جانب جاتے ہوئے مزدلفہ کی حدود سے نکلنے کے بعد ایک مخصوص جگہ ہے جو کم و بیش 545 ذراع کے برابر ہے،اور اُسے "وادی النّار" بھی کہا

جاتا ہے، وہاں سے گزرتے ہوئے اپنی رفتار بڑھادینی چاہیئے، اور تقریباً ایک پتھر پھینکنے کی مَسافت کے برابر خوف و دہشت کے ساتھ سر جھکائے تیز رفتاری کے ساتھ چلنا چاہیئے، اِس لئے کہ یہاں اَصحابِ فیل یعنی اَبرہہ اور اُس کے تمام لشکر پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تھا، اِسی لئے آپ ﷺ بھی یہاں سے گزرتے ہوئے تیزی سے گزرے تھے۔(شامیہ:2/512)(عُمدۃ الفقہ:4/448)(مسلم:1218)(رفیقِ حج:131)

وادیِ محسّر میں سے گزرتے ہوئے یہ دُعاء پڑھنا مستحب ہے:

”اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُھْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ“

اے اللہ! ہمیں اپنے غصہ سے قتل نہ فرما، اور ہمیں اپنے عذاب کے ذریعہ ہلاک نہ فرما اور ہمیں اِس سے پہلے ہی عافیت عطاء فرمادے۔(مرقاۃ المفاتیح:5/1775)

مزدلفہ سے منیٰ کی جانب رَوانہ ہونے کے اہم مسائل:

سنّت یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب سے کچھ پہلے روشنی پھیل جانے کے بعد منیٰ کی جانب رَوانہ ہوجائیں اور اِس کی مقدار فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ سورج طلوع ہونے میں تقریباً دو رکعت پڑھنے کی مقدار وقت رہ گیا ہو۔(شامیہ:2/512)(عالمگیری:1/231)

اگر کوئی صبح صادق کے بعد فجر کی نماز سے پہلے ہی منی کی جانب چل پڑے یا سورج طلوع ہوجانے کے بعد منیٰ کیلئے روانہ ہو تو کچھ لازم تو نہیں ہوگا لیکن سنّت طریقے کو ترک کردینے کی وجہ سے ایسا کرنا بُرا ہے۔(بدائع الصنائع:2/156)(عالمگیری:1/231)

اگر کوئی صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے رَوانہ ہوکر اس کی حدود سے نکل جائے تو اس پر وقوف کو ترک کردینے کی وجہ سے دَم لازم ہوجائے گا، ہاں! عُذر کی صورت میں دم نہیں ہوگا، جیسے عورت یا بہت بوڑھا مرد یا بیمار شخص۔(عالمگیری:1/231)

دس ذی الحجہ کو حاجیوں کو منیٰ پہنچ کر چونکہ حج کے بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں اِس لئے حاجیوں سے عید کی نماز معاف کر دی گئی ہے۔(شامیہ:2/519)(رفیقِ حج:130)

⓾ جمرہ عقبہ کی رَمی:

مزدلفہ سے منیٰ آنے کے بعد یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کے دن حاجیوں کو مندرجہ ذیل چار اہم کام بالترتیب کرنے ہوتے ہیں:

(1) جمرہ عقبہ کی رَمی۔ (2) قربانی۔

(3) حلق یا قصر۔ (4) طوافِ زیارت۔(عُمدۃ الفقہ:4/448)

اِن چاروں کاموں میں حج تمتع یا قِران کرنے والوں پر پہلے تین کاموں میں مذکورہ بالا ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، جبکہ طوافِ زیارت پہلے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے لہٰذا طواف بھی اِن تینوں کے بعد کرنا چاہیئے، البتہ حج اِفراد کرنے والے کیلئے چونکہ قربانی لازم نہیں ہوتی اِس لئے اُس پر صرف رَمی اور حلق میں ترتیب لازم ہوتی ہے کہ پہلے رَمی اور پھر حلق کرے۔(شامیہ:2/555-470)(البحر الرائق:3/26)

منیٰ آنے کے بعد سب سے پہلے جمرہ عقبہ کی رَمی کی جاتی ہے۔جمرہ عقبہ منیٰ کی جانب سے جمرات کی جانب جاتے ہوئے پہلے اور دوسرے شیطان کو چھوڑ کر تیسرے نمبر پر آنے والے شیطان کو کہا جاتا ہے، اور اِس کو "جمرۂ کبریٰ" اور "جمرہ اَخیرہ" بھی کہتے ہیں۔پہلے دن یعنی دس ذی الحجہ کو تینوں جمرات میں سے صرف "جمرہ عقبہ" کی رَمی کی جاتی ہے، جبکہ اس کے بعد گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخ کو تینوں جمرات کی رَمی کرتے ہیں۔(شامیہ:2/512)(عُمدۃ الفقہ:4/448)

جمرہ عقبہ کی رَمی کا طریقہ:

جمرہ عقبہ کی رَمی کا طریقہ یہ ہے کہ سات کنکریاں لے کر جائیں اور کچھ زائد بھی ساتھ میں رکھ لیں، تاکہ کوئی کنکری گر جانے کی صورت میں یہ زائد کنکری کام آجائے اور وہاں جمرات کے پاس سے اُٹھانے کی نوبت نہ آئے۔(عُمدۃ الفقہ:4/448)

پھر جمرہ کے پاس پہنچ کر کم از کم اُس سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر اِس طرح کھڑے ہوں کہ مکہ مکرمہ بائیں جانب اور منیٰ دائیں جانب آجائے۔(ابوداؤد:1974)پانچ ہاتھ سے زائد فاصلہ ہو تب بھی کوئی حرج نہیں، پھر ہر کنکری پر تکبیر یعنی "**بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَكْبَرُ**" کہتے ہوئے دائیں ہاتھ سے ایک ایک کنکری جمرہ عقبہ کو مارنا شروع کریں، پہلی کنکری مارتے ہی حج کا تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔(شامیہ:2/513)

اگر آسانی سے ممکن ہو تو ہر کنکری مارتے ہوئے یہ دُعاء پڑھیں:

"**بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيطانِ وَرِضيً لِّلرَّحْمٰنِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّامَّبْرُوْرًا وَّسَعْياً مَشْكُورًا وَّذَنْبًا مَغْفُورًا**"

ترجمہ: اللہ کے نام سے (میں رَمی کرنا) شروع کرتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمان کو راضی کرنے کیلئے (رَمی کرتا ہوں)، اے اللہ! میرے اِس حج کو مبرور (یعنی مقبول) بنادے، میری کوشش کی قدر دانی فرمادے اور گناہوں کو معاف کر دے۔(عُمدۃ الفقہ:4/449)(شامیہ:2/513)(ومثلہ فی سنن کبریٰ بیہقی:9550)

لیکن اگر یہ دُعاء یاد نہ ہو یا رَش کی وجہ سے وہاں دیر تک کھڑا ہونے کا موقع نہ ملے تو کم از کم "**بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَكْبَرُ**" ہی پڑھ لیں۔

کنکری پھینکنے کا زیادہ بہتر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے کناروں سے کنکری کو پکڑ کر پھینکیں۔(شامیہ:2/513)

اِس کے علاوہ مزید دو طریقے یہ بھی ذکر کیے گئے ہیں: ایک یہ کہ انگوٹھے کے ناخن پر کنکر رکھ کر شہادت کی انگلی کے درمیانے حصے کی مدد سے اُسے پھینکیں، اور دوسرا یہ ہے کہ شہادت کی اُنگلی کا کنارا انگوٹھے کے درمیان یعنی جوڑ کی جگہ پر رکھتے ہوئے کنکر پکڑیں اور اِس حالت میں کنکر ماریں۔ لیکن یہ تینوں طریقے بہتر ہیں، لازم نہیں، کیونکہ کسی بھی طرح کنکری ماردی جائے تو رَمی ہو جاتی ہے۔(شامیہ:2/513)

جمرہ عقبہ کی رَمی کے اہم مسائل:

جمرہ عقبہ کی رَمی واجب ہے، اور اِس کا وقت یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے اگلے دن صبح صادق تک رہتا ہے البتہ دس تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے بغیر کسی عُذر کے رَمی کرنا مکروہ ہے، اور سورج نکلنے کے بعد زَوال تک رَمی کرنا مسنون ہے، زَوال کے بعد غروب تک رَمی کرنا جائز ہے اور غروب کے بعد رات میں رَمی کرنا مکروہ ہے۔(الدر المختار:2/468)(شامیہ:2/515)(عالمگیری:1/233)

سورج نکلنے سے پہلے رَمی کرنا یا غروبِ آفتاب کے بعد رات کو رَمی کرنا اگر کسی عُذر اور ضرورت کی وجہ سے ہو تو مکروہ نہیں ہے۔(شامیہ:2/515)اوراب چونکہ حجاج کرام کی کثرت کی وجہ سے رَش بہت زیادہ ہوتا ہے اِس لئے دن بھر میں یا رات میں بھی رَمی کرنا بلا کراہت جائز ہے۔(فتاویٰ دار العلوم زکریا:3/379)

اگر کسی نے دس تاریخ کو صبح صادق سے پہلے ہی جمرہ عقبہ کی رَمی کرلی تو اُس کی رَمی معتبر نہیں، اُس کیلئے دوبارہ رَمی کرنا ضروری ہے، اِس لئے کہ اُس نے وقت داخل ہونے سے

پہلے رَمی کی ہے، اور گیارہ تاریخ کو صبح صادق کے بعد رَمی کی تو دَم لازم آجائے گا، اِس لئے کہ یہ رَمی وقت نکلنے کے بعد کی گئی ہے۔(شامیہ:2/515)

جمرہ عقبہ کی رَمی کے بعد وہاں ٹھہرنا اور دُعائیں کرنا سنّت نہیں، اِس لئے رَمی کے بعد اپنے خیموں میں آجانا چاہیئے۔(شامیہ:2/512)(عالمگیری:1/231)

رَمی میں ساتوں کنکریاں الگ الگ پھینکنا ضروری ہے، پس اگر کسی نے ایک ساتھ ساتوں کنکریاں پھینک دیں تو یہ ایک ہی کنکری مارنا کہلائے گا اُس کیلئے ضروری ہے کہ چھ کنکری اور مارے۔(عالمگیری:1/234)(شامیہ:2/513)

سات سے زیادہ کنکریاں مارنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔(شامیہ:2/513)

کنکری کا جمرہ کی دیوار پر لگنا ضروری نہیں، اگر کنکری جمرہ کے قریب پانچ ہاتھ کے فاصلہ کے اندر گر گئی تب بھی رَمی ہو جائے گی اور اس کیلئے تینوں جمرات کے گرد دیوار کا اِحاطہ کر دیا گیا ہے، لہٰذا اب جو کنکری اُس اِحاطہ میں نہ گرے اس کی جگہ دوسری کنکری مارنی چاہیئے۔(مَراقی الفلاح:278)(رفیقِ حج:136،137)(احسن الفتاویٰ:4/578)

دائیں ہاتھ سے رَمی کرنا سنّت ہے، رَمی میں اِتنا ہاتھ اُٹھانا بہتر ہے کہ بغل کھل جائے اور رَمی کرتے ہوئے اِس طرح کھڑا ہونا افضل ہے کہ رَمی کرنے والے کے دائیں جانب منیٰ ہو، بائیں جانب مکہ مکرمہ ہو اور سامنے جمرہ ہو۔(غنیۃ الناسک:91)

⓫ قُربانی:

جمرہ عقبہ کی رَمی سے فارغ ہو کر قربانی کریں، خود بھی قربان گاہ میں جا کر جانور خرید کر قربانی کر سکتے ہیں اور اس کیلئے کسی کو وکیل بھی بنایا جا سکتا ہے۔ البتہ چونکہ یہ حج کی قربانی ہے اِس لئے اِس کا حدودِ حَرم میں ہونا ضروری ہے حدودِ حرم سے باہر درست

نہیں۔(شامیہ:2/616)(عالمگیری:1/261)

حج اِفراد کرنے والے کیلئے قربانی کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر کرلے تو افضل ہے، جبکہ حج تمتع اور حج قِران کرنے والوں کیلئے قربانی کرنا لازم ہے۔(شامیہ:2/515)

پہلے دن قربانی کرنا ضروری نہیں، دوسرے یا تیسرے دن بھی قربانی کے ایّام میں قربانی کی جاسکتی ہے، تاہم یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ تیسرے دن غربِ آفتاب سے پہلے پہلے قربانی، حلق یا قصر اور طوافِ زیارت تینوں سے فارغ ہو جانا ضروری ہے، ورنہ دَم لازم ہو جائے گا۔(شامیہ:2/616۔518۔554)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:94)

قربانی کے اہم مسائل:

واضح رہے کہ تمتع اور قِران میں قربانی کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اُس سے پہلے جمرہ عقبہ کی رَمی ہو چکی ہو، اِس لئے کہ پہلے رَمی، پھر قربانی اور پھر حلق یا قصر کرنا ضروری ہے، اِس ترتیب کے خلاف کرنے کی صورت میں دَم لازم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے جمرہ عقبہ کی رَمی کیے بغیر ہی قربانی کرلی تو ترتیب کو ترک کر دینے کی وجہ سے دَم لازم ہو جائے گا۔(شامیہ:2/555)(البحر الرائق:3/26)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:149)

اِس لئے کسی اور سے قربانی کروانے کی صورت میں اِس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ وہ وکیل ہر صورت میں آپ کے جمرہ عقبہ کی رَمی سے فارغ ہو جانے کے بعد رَمی کرے، ورنہ آپ پر دَم لازم ہو جائے گا۔ اور اِس کیلئے مندرجہ ذیل دو طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں: یا تو آپ جمرہ عقبہ کی رَمی کرکے اپنے مقرر کردہ وکیل کو بتادیں کہ وہ قربانی کرلے اور اُسے پابند کریں کہ جب تک میں نہ کہوں قربانی نہ کرنا اور یا اپنے وکیل کو پہلے سے ایسا کوئی خاص وقت بتادیں کہ وہ اُس مقررہ وقت کے بعد قربانی کرے اور

آپ ہر صورت میں اُس مقررہ وقت سے پہلے پہلے رَمی سے فارغ ہو جائیں، اور کسی وجہ سے اگر آپ سے رَمی کرنے میں تاخیر ہو جائے تو اپنے وکیل کو فون کر کے قربانی سے روک دیں تاکہ رَمی سے پہلے ہر گز قربانی نہ ہو۔(البحر الرائق:3/58)

حج اِفراد کرنے والے کیلئے قربانی مستحب ہے، لازم نہیں، لہٰذا اگر وہ رَمی سے پہلے بھی قربانی کر لے تو اُس پر دم لازم نہیں ہو گا۔(شامیہ:2/555)

تنبیہ: واضح رہے کہ اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک رَمی، قربانی اور حلق کے درمیان ترتیب کا لحاظ ضروری نہیں اِس لئے سعودیہ میں موجود بینک اور دیگر اِدارے جن کے ذریعہ حجاج کرام قربانی کروا رہے ہوتے ہیں، اُن بینکوں اور اِداروں میں اِس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ جس حاجی کی جانب سے قربانی کی جارہی ہے وہ رَمی کر چکا ہے یا نہیں، اِس لئے حنفی مسلک کے حامل حجاج کرام کا اُن بینکوں سے قربانی کروانا احتیاط کے سراسر خلاف ہے، اُنہیں چاہیئے کہ منیٰ میں موجود قربان گاہ جا کر خود قربانی کریں یا کسی ایسے مستند اِدارے یا شخص سے قربانی کروائیں جو مسلکِ حنفی کے مطابق قربانی میں ترتیب کا لحاظ رکھے تاکہ آپ پر کوئی دَم لازم نہ ہو۔(رحیمیہ:8/111)(کتاب الفتاویٰ:4/159)(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:5/376)

تمتع اور قِران کی قربانی کو "دَمِ شکر" کہتے ہیں، اِس کا گوشت عید کی قربانی کی طرح ہے، یعنی خود کھانا اور غنی کو کھلانا بھی درست ہے، جبکہ وہ قربانی جو کسی جنایت کی وجہ سے کی جائے اُسے "دَمِ جنایت" کہتے ہیں، اُس کا گوشت خود کھانا یا مالداروں کو کھلانا درست نہیں۔(عالمگیری:1262)(البحر الرائق:3/76)(مسلم:1218)(رفیقِ حج:138)

اگر کوئی تمتع یا قِران کرنے والا قربانی کرنے کی وسعت نہ رکھتا ہو تو اس کے بدلے دس

روزے رکھے جاسکتے ہیں لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ ان میں سے تین روزے حج سے پہلے عرفہ تک لازمی رکھ لیں اور بقیہ سات روزے رکھنے میں اختیار ہے کہ وہ حج کے بعد ایّامِ تشریق گزر جانے کے بعد جب چاہیں مکہ مکرمہ میں ہی یا وطن واپس لوٹنے کے بعد رکھ سکتے ہیں۔اِن روزوں کا لگاتار رکھنا ضروری نہیں، البتہ حج سے پہلے کے تین روزے سات، آٹھ اور نو ذی الحجہ کو رکھنا افضل ہے۔(عالمگیری:1/239)

اگر کسی نے حج سے پہلے عرفہ تک تین روزے بھی نہیں رکھے تو اب اُس کیلئے تمتع یا قِران کا دَمِ شکر قربان کرنا ہی لازم ہے، تاہم اگر قربانی کی گنجائش نہ ہو تو حلق کرکے حلال ہو جائیں لیکن اِس صورت میں دو دَم لازم ہو جائیں گے، ایک تمتع یاقِران کا دَمِ شکر اور دوسرا قربانی کیے بغیر حلال ہو جانے کی وجہ سے دَمِ جنایت۔(عالمگیری:1/239)

⓬ حلق یا قصر کروانا:

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حلق یا قصر کریں، یعنی پورے سر کے بال مُنڈوادیں یا اُنگلی کے ایک پورے کے برابر پورے سر کے بال کتروادیں۔البتہ بالوں کا مُنڈوانا زیادہ افضل ہے۔واضح رہے کہ اِحرام سے نکلنے کیلئے کم از کم ایک چوتھائی حصے کے برابر مُنڈوانا یا کتروانا واجب ہے، اِس سے پہلے احرام ختم نہیں ہوتا۔(شامیہ:2/515،516)

عورتوں کیلئے قصر کرنا ہی لازم ہے، حلق جائز نہیں۔(شامیہ:2/516)

حج کے اِحرام کا قصر یا حلق ایّامِ نحر یعنی قربانی کے دنوں میں بارہ ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے تک لازمی کروالینا چاہیئے، اگر کسی نے اِس کے بعد حلق یا قصر کروایا تو دَم لازم ہو جائے گا۔(عالمگیری:1/244)(غنیۃ الناسک:94)(شامیہ:2/519)

افضل یہ ہے کہ پہلے دن یعنی دس ذی الحجہ کو حلق یا قصر کروالے۔(عالمگیری:1/231)

حج کے احرام کی پابندیوں سے نکلنے کیلئے حلق یا قصر ضروری ہے، پس اگر کوئی قربانی کے بعد حلق یا قصر کروائے بغیر جاکر طوافِ زیارت بھی کرلے تب بھی اُس پر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوں گی۔(عالمگیری:1/232)

حلق یا قصر کا منیٰ میں کروانا ضروری نہیں، مکہ مکرّمہ میں کہیں بھی اپنے ہوٹل وغیرہ میں حلق کروایا جاسکتا ہے، البتہ حدودِ حرَم میں ہونا ضروری ہے، اگر حدودِ حرَم سے باہر کیا تو دم لازم ہوجائے گا۔(عالمگیری:1/247)(غنیۃ الناسک:94)(شامیہ:2/519)

بہتر یہ ہے کہ حلق یا قصر منیٰ میں ہو اِس لئے کہ یہ سنّت ہے۔(زبدہ، بحوالہ رفیقِ حج:140)

اگر کوئی تمتع یا قِران کرنے والا پہلے دن ہجوم اور اِزدحام کی وجہ سے قربانی نہ کرسکے تو حلق یا قصر میں بھی قربانی ہونے تک تاخیر کی جائے گی اور جب تک حلق یا قصر نہ ہو احرام کی پابندیاں باقی رہیں گی۔(رفیقِ حج:140)

واضح رہے کہ تمتع اور قِران میں حلق یا قصر کروانے کیلئے ضروری ہے کہ اُس سے پہلے قربانی کی جاچکی ہو کیونکہ رَمی، قربانی اور حلق یا قصر اِن تینوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، پس اگر کوئی قربانی کیے بغیر ہی سر مُنڈوالے تو ترتیب ترک کردینے کی وجہ سے دَم لازم ہوجائے گا۔(شامیہ:2/555)

تنبیہ: فقہِ حنفی کے مسلک کے حامل حجاج کرام کیلئے سعودیہ میں بینکوں وغیرہ سے قربانی کروانا خلافِ احتیاط ہے اِس لئے کہ وہ قربانی میں دوسرے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے مسلک کے مطابق مناسک کی ترتیب کا خیال نہیں رکھتے، جس کی وجہ سے حلق کا قربانی سے پہلے ہوجانے کا اِمکان ہوتا ہے۔اِس مسئلہ کی وضاحت ماقبل جمرہ عقبہ کی رَمی میں تفصیل سے ذکر کی جاچکی ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

فائدہ: حلق یا قصر کے مزید اہم مسائل عمرہ کے افعال میں اُنیسواں کام "حلق یا قصر" کے تحت ذکر کیے جاچکے ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

سر مُنڈوانے کی دُعاء:

سر مُنڈواتے وقت یہ دُعاء پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَاهَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا وَقَضٰي عَنَّا نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِه نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَاغْفِرْلِيْ ،اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَامْحُ عَنِّيْ بِهَا سَيِّئَةً وَارْفَعْ لِيْ بِهَا دَرَجَةً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ آمِيْنَ"

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اِس بات پر کہ اُس نے ہمیں ہدایت دی، ہم پر اِنعام فرمایا اور ہمارے مناسک (حج کے افعال) پورے کیے، اے اللہ! میری یہ پیشانی تیرے قبضہ میں ہے پس تو میری جانب سے قبول فرما اور میری مغفرت فرمادے، اے اللہ! ہر ہر بال کے بدلے میں میرے لئے ایک نیکی لکھ دے، ایک گناہ مٹادے، اور ایک درجہ بلند فرمادے، اے اللہ! میری اور تمام حلق کروانے والوں کی اور قصر کروانے والوں کی مغفرت فرمادے اے وسیع اور کشادہ مغفرت کرنے والے اللہ! میری دُعاء قبول فرما۔

جب سر مُنڈوا کر فارغ ہو جائے تو تکبیر یعنی اللہ اَکبر کہہ کر یہ دُعاء پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ قَضٰي عَنَّا نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِيْمَاناً وَّ يَقِيناً"

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمارے مناسک پورے کردیے، اے اللہ! ہمارے ایمان اور یقین میں اِضافہ فرمادے۔ (غنیۃ الناسک:93) (عُمدۃ الفقہ:4/450)

اِحرام کی پابندیوں کا ختم ہونا:

حلق یا قصر کے بعد بیویوں سے قربت کے علاوہ احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں، چنانچہ ناخن تَراشنا، مونچھیں کاٹنا، خوشبو لگانا، سلے ہوئے کپڑے پہننا وغیرہ سب کچھ جائز ہو جاتا ہے، لیکن ابھی عورتوں سے قربت اور بوس و کنار وغیرہ حلال نہیں ہوتا، وہ طوافِ زیارت کرنے کے بعد حلال ہو گا۔(شامیہ:2/517)(ابوداؤد:1978)

اگر کسی نے حلق کروانے کے بعد طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کرلیا تو وہ گناہ گار ہو گا اور اس پر دَم (چھوٹا جانور قربان کرنا) لازم ہو جائے گا۔(شامیہ:2/560)

واضح رہے کہ حج کے احرام میں لاگو ہونے والی پابندیاں دو مرحلوں میں ختم ہوتی ہیں، پہلے مرحلہ میں حلق یا قصر کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کے علاوہ بقیہ ساری پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور دوسرے مرحلہ میں طوافِ زیارت کے بعد جماع کی پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے، پہلے مرحلہ کو حِلِّ اوّل اور دوسرے مرحلہ کو حِلِّ ثانی کہا جاسکتا ہے۔(شامیہ:2/560)(ابوداؤد:1978)

فائدہ: وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع ہو جانے کی صورت میں حج فاسد ہو جاتا ہے، دَم بھی لازم ہوتا ہے، اس صورت میں فی الحال مناسکِ حج کو عام حاجیوں کی طرح پورا کرنا ضروری ہے اور آئندہ حج کی قضاء بھی لازم ہے۔(شامیہ:2/558،559)

لیکن اگر جماع وقوفِ عرفہ کے بعد ہو تو حج فاسد تو نہیں ہوتا، البتہ لازم کیا ہوتا ہے تو اِس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

(1) اگر وقوف کے بعد حلق یا قصر سے پہلے جماع ہو جائے تو بدنہ یعنی بڑا جانور گائے یا اونٹ کی قربانی لازم ہوتی ہے۔ (2) اگر حلق یا قصر کروانے کے بعد طوافِ زیارت سے

پہلے جماع ہو جائے تو دَم لازم ہو جائے گا۔(3)اگر کسی نے طوافِ زیارت کو خلافِ ترتیب حلق سے پہلے ہی کر لیا ہو اور اُس سے طوافِ زیارت کے بعد حلق سے پہلے جماع ہو جائے تب بھی دَم لازم ہو گا۔(شامیہ:2/560)

⑬ طوافِ زیارت:

جمرہ عقبہ کی رَمی، قربانی اور حلق یا قصر کروانے کے بعد چوتھا کام "طوافِ زیارت" ہے جس کو "طوافِ اِفاضہ" بھی کہا جاتا ہے، یہ حج کا دوسرا اہم فرض ہے، اِس کے بغیر حج نہیں ہوتا، اِس لئے حلق کروانے کے بعد اچھی طرح نہا دھو کر عام سلے ہوئے کپڑے پہن لیجئے، خوشبو لگائیے اور پھر خوب اہتمام کے ساتھ طوافِ زیارت کیلئے بیت اللہ کی جانب رَوانہ ہو جائیے۔(شامیہ:2/517)

طوافِ زیارت کا طریقہ:

اس کا طریقہ وہی ہے جو ما قبل عُمرے کے افعال میں طواف کی تفصیل میں گزر چکا ہے، یعنی حجرِ اَسود کے سامنے آنے سے کچھ پہلے جبکہ حجرِ اَسود دائیں کندھے کے مقابل آ جائے، وہاں آ کر نیت کیجئے، نیت کے الفاظ اِس طرح کہے جاسکتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي"

اے اللہ میں آپ کے گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما اور میری جانب سے قبول فرما۔(معلّم الحجاج:114)

پھر تھوڑا سا دائیں جانب ہٹ کر حجرِ اَسود کی سِیدھ میں آجائیں اور اُس کے بالمقابل کھڑے ہو کر اِستقبال کریں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کانوں تک نماز کی تکبیر کی طرح اُٹھا کر یہ دُعاء پڑھیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ۔

اَللّٰهُمَّ إِيْمَاناً بِكَ وَ تَصْدِيْقاً بِكِتَابِكَ، وَ وَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعاً لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔(احکامِ حج:42)(شامیہ:2/493)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ ہی کیلئے ساری تعریفیں ہیں، اور اللہ کے رسول ﷺ پر رحمت و سلامتی نازل ہو۔

اے اللہ! تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے، تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی حضرت محمدؐ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے میں یہ طواف شروع کر رہا ہوں۔

استقبال کرنے کے بعد ہاتھ نیچے گرا دیں اور پھر حجرِ اَسود کا اِستلام کریں۔

اِستلام کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو حجرِ اَسود کی جانب کرتے ہوئے کندھوں تک اِس طرح اُٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رُخ حجرِ اَسود کی جانب اور اُن کی پشت اپنے چہرے کی طرف ہو، گویا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں کو حجرِ اَسود پر رکھ دیا ہے۔(شامیہ:2/494)

پھر یہ دُعاء پڑھیں:

"اَللّٰهُ أَكْبَرُ،لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ،وَ الصَّلَاةُ عَلَى سَيِّدِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔(معلّم الحجاج:161)

اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں، اللہ کی رحمت نازل ہو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر۔

استلام کے بعد دونوں ہتھیلیوں کو بغیر آواز کے چوم لیں۔(الدر المختار:2/493)

پھر طواف کے لئے دائیں جانب سے اِس طرح چلنا شروع کر دیں کہ کعبہ شریف بائیں جانب رہے۔(شامیہ:2/494)

طواف کے ہر چکر میں جب حجرِ اَسود پر پہنچیں تو اِستلام کریں یعنی حجرِ اَسود کے سامنے آکر بیت اللہ کی جانب رُخ کرکے دونوں ہاتھوں سے حجرِ اَسود کی جانب پہلے اِستلام کی طرح اِشارہ کریں اور مندرجہ ذیل دُعاء پڑھ کر ہاتھوں کو چوم لیں:

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"۔(احکامِ حج:43)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔

طواف کے سات چکروں میں آٹھ اِستلام ہوتے ہیں کیونکہ طواف کی ابتداء بھی اِستلام سے ہوتی ہے اور اختتام بھی اِستلام پر ہوتا ہے، اِس طرح چکروں کی تعداد تو سات جبکہ اِستلام کی تعداد آٹھ ہو جاتی ہے۔

طواف میں جب رکنِ یَمانی پر پہنچیں تو رکنِ یَمانی کو دونوں ہاتھ یا صرف دایاں ہاتھ لگائیں، صرف بایاں ہاتھ نہ لگائیں اور رکنِ یمانی کو یا اُس پر ہاتھ لگانے کے بعد ہاتھوں کو بوسہ بھی نہ دیں۔ رکنِ یَمانی پر پہنچ کر حجرِ اَسود کے اِستلام کی طرح دور ہی سے ہاتھوں سے اِشارہ نہ کریں کیونکہ یہ مکروہ اور بدعت ہے۔(مناسک حج و عُمرہ، شمس الحق:47)

طواف کے دوران اپنے سامنے دیکھتے ہوئے خشوع و خضوع کے ساتھ ذکر اور دعاء میں مصروف رہیں، طواف کے دوران کسی قسم کا کوئی فضول اور لغو کام یا بات کرنے سے اجتناب کریں، ادب یہ ہے کہ اپنی نگاہ نمازی کی طرح اپنے سامنے سجدہ کی جگہ پر رکھے اور اِدھر اُدھر لوگوں کو بھی بغیر کسی ضرورت کے نہ دیکھے، تاکہ یکسوئی رہے اور دھیان

اللہ تعالیٰ کی جانب لگا رہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:65)

فائدہ: طوافِ زیارت چونکہ ترتیب کے مطابق حلق یا قصر کے بعد ہوتا ہے اِس لئے عام کپڑوں میں یہ طواف ہونے کی وجہ سے اِس میں اِضطباع نہیں کیا جاتا، ہاں اگر کوئی حلق یا قصر سے پہلے ہی احرام کی حالت میں طوافِ زیارت کرے اور اُس کے بعد اُسے سعی بھی کرنی ہو تو اُس کیلئے اِضطباع کرنا سنّت ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:94)

البتہ چونکہ اِس طواف کے بعد سعی بھی کی جاتی ہے، اِس لئے اس کے پہلے تین چکروں میں رَمل بھی کیا جائے گا، لیکن اگر کوئی پہلے ہی طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرچکا ہے تو اب رَمل اور سعی دونوں عمل نہیں کیے جائیں گے۔(شامیہ:2/518)

طوافِ زیارت کے بعد کے اَعمال اور سعی:

طوافِ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد (اگر مکروہ وقت نہ ہو تو) مقامِ اِبراہیم کے پاس اُس کے پیچھے جہاں بھی آسانی کے ساتھ جگہ مل جائے، دو رکعت واجب الطواف اداء کیجئے، اور سنّت کے مطابق واجب الطواف کی دونوں رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اِخلاص پڑھیے۔(مسلم:1218)

پھر بیت اللہ کی جانب رُخ کرکے بسم اللہ پڑھیں اور خوب اچھی طرح سے زَم زَم پئیں اور پینے کے بعد الحمد للہ کہیں۔(ابن ماجہ:3061)

آبِ زَم زَم پینے کے بعد یہ دُعاء پڑھیں:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ“

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والا علم، وسیع اور کشادہ رزق اور ہر طرح کی (ظاہری و باطنی) بیماریوں سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔(دار قطنی:2738)

پھر مُلتَزم پر آکر دُعاء کریں، رَش کی وجہ سے اُس تک پہنچنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے اِس لئے اُس کی سیدھ میں دور ہی سے دُعاء کرلیں۔

پھر سعی کیلئے صفاو مَروَہ جانے سے پہلے ایک اور اِستلام کریں، طواف کے اِستلاموں کے ساتھ ملاکر یہ نواں اِستلام بنتا ہے۔(شامیہ:2/500)

پھر صفاکے قریب پہنچ کر اتباعِ سنّت میں یوں کہیں:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ:﴿إِنَّ الصَّفَا والْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾(البقرۃ:158)

میں اپنی سعی کی ابتداء اُس جگہ سے کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے اِبتداء کی ہے، بیشک صفااور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔(مسلم:1218)

پھر صفاپر چڑھ کر قبلہ کی جانب رخ کرے، اور سعی کی نیت کرے، نیت کیلئے یہ الفاظ کہے جاسکتے ہیں:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اَسْعيٰ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَعْيَ الْحج سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي“

اے اللہ! میں آپ کی رضاء وخوشنودی کیلئے صفامَروَہ کے درمیان حج کی سعی کے سات چکر لگانے کا اِرادہ کرتا ہوں، پس تو اسے میرے لئے آسان کردے اور میری جانب سے قبول فرمالے۔(عُمدۃ الفقہ:4/436)(رفیقِ حج:114)

پھر دُعاء کی طرح اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھائیں جیسے دُعاء مانگتے ہوئے اُٹھائے جاتے ہیں، اُس کے بعد مندرجہ ذیل پانچ کام کریں:

تکبیر: یعنی تین مرتبہ بآوازِ بلند ”اللہ اکبر“ کہیں۔

تہلیل: تین مرتبہ بآوازِ بلند لا الٰہ الّا اللہ کہیں۔

حمد و ثناء: تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کریں۔

درود شریف: تین مرتبہ ہلکی آواز میں درود شریف پڑھیں۔

دُعاء: یہ قبولیت کا مقام ہے، اپنی حاجات کیلئے اللہ تعالیٰ سے دُعاء مانگیں۔

تکبیر و تہلیل بلند آواز سے اور اس کے علاوہ حمد و ثناء اور درود و دُعاء سب ہلکی آواز میں کرنے چاہیئے۔(شامیہ:2/500)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:69)

اگر موقع ہو تو مندرجہ بالا پانچوں کام ایک دفعہ کے بجائے تین تین مرتبہ کرنے چاہیئے یہاں تک کہ تکبیر کی تعداد نو مرتبہ ہو جائے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:69)

مذکورہ بالا پانچوں کاموں کیلئے مندرجہ ذیل طریقہ کو اختیار کریں:

تکبیر و تہلیل اور حمد و ثناء کیلئے تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہہ کر مندرجہ ذیل کلمات تین مرتبہ پڑھ لیں، یہ کلمات نبی کریم ﷺ سے اِس موقع پر تین مرتبہ پڑھنا ثابت ہیں:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي ويُمِيتُ بِيَدِهِ الخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ"۔(مسلم:1218)(نسائی:2961)(ابوداؤد:1905)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کیلئے بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے ہے، اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور دشمنوں کو اکیلے ہی شکست دیدی۔

پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر یہ دُعاء پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ: اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَ إِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ"۔(الأذکار للنووی:196)(احکامِ حج:50)

اے اللہ! بیشک آپ نے خود ہی (قرآن مجید میں) اِرشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے دعاء مانگو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا، اور بیشک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے، بیشک میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے مجھے دینِ اِسلام کی ہدایت دی ہے، پس یہ نعمت مجھ سے کبھی چھین نہ لیجئے گا (پس اِسے باقی رکھئے) یہاں تک کہ اِسلام ہی کی حالت میں میری وفات ہو۔

اور اُس کے بعد اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے جو چاہیں دعاء مانگیں، یہ قبولیت کا موقع ہے، اِس جگہ کچھ دیر تک ٹھہر کر دعاء کا خوب اہتمام کریں۔(شامیہ:2/500)

اُس کے بعد ذکر کرتے ہوئے صفا سے مَروَہ کی جانب اپنی عام رفتار کے مطابق چلنا شروع کردیں۔(شامیہ:2/501)

مَروَہ کی جانب جاتے ہوئے جب سبز ستونوں (گرین لائٹس) کے قریب پہنچیں تو مَرد حضرات اُن سبز ستونوں کے درمیان قدرے تیزی کے ساتھ دوڑنا شروع کردیں، یہ سنّت ہے، بغیر عُذر کے اِسے ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ عمل عورتوں کیلئے نہیں، لہٰذا وہ عام حالت کے مطابق چلیں۔(شامیہ:2/501)(عالمگیری:1/226)

میلَینِ اَخضَرین کے درمیان یہ دُعاء پڑھنا مسنون ہے:

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ"

ترجمہ: اے میرے پروردگار! معاف کردے، رحم فرمادے، بیشک تو ہی معزز اور کرم

کرنے والا ہے۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:15565)

سبز ستونوں کے بعد پھر عام رفتار کے مطابق چلنا شروع کردیں۔(عالمگیری:1/226)

سعی کے درمیان ذکر اور دعاء میں مصروف رہیں۔اس درمیان کوئی بھی ذکر کیا جاسکتا ہے،دعائیں مانگی جاسکتی ہیں،قرآن کریم کی تلاوت بھی کرسکتے ہیں،اور اگر یہ سارے ہی کام کریں تو زیادہ بہتر ہے۔(الأذکار:197)

مَروَہ پر پہنچ کر وہی تمام کام کریں جو صفا پر کیے تھے،یعنی: قبلہ رُخ ہوکر دُعاء کی طرح ہاتھ اُٹھائیں، تین دفعہ تکبیر کہیں، تین دفعہ تہلیل یعنی لا اِلٰہ الا اللہ کہیں، تین دفعہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کریں، تین دفعہ درود شریف پڑھیں اور پھر اپنی حاجت کیلئے کچھ دیر کھڑے ہوکر دُعائیں مانگیں۔ اِس طرح صفا سے مَروہ تک ایک چکر پورا ہوجائے گا۔اُس کے بعد اِسی طرح مَروَہ سے صفا کی جانب جاتے ہوئے بھی ذکر اور دُعاء کرتے ہوئے چلیں اور سبز ستونوں کے درمیان اُسی طرح دوڑیں اور صفا پر پہنچ کر حسبِ سابق وہی تمام اعمال کریں۔ اِسی طرح صفا سے مَروہ اور مَروَہ سے صفا تک سات چکر مکمل کریں جو مَروہ پر جاکر ختم ہوں گے۔(عالمگیری:1/226)(الدر المختار:2/501)

طوافِ زیارت کے اہم مسائل:

افضل یہ ہے کہ جمرہ عقبہ کی رَمی، قربانی اور حلق کے بعد چوتھے نمبر پر طوافِ زیارت کیا جائے،سنّت طریقہ بھی یہی ہے،تاہم اگر کسی نے اِس سے پہلے بھی یہ طواف کرلیا تو فرض اداء ہوجائے گا،لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔(الدر المختار:2/555)(شامیہ:2/517)

طوافِ زیارت کا وقت دس ذی الحجہ کو صبح صادق سے شروع ہوتا ہے،اِس سے پہلے یہ طواف کرنا درست نہیں، طوافِ زیارت پہلے دن کرنا افضل ہے اور تیسرے دن

غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے کرلینا واجب ہے، اُس کے بعد کرنا مکروہِ تحریمی ہے، لیکن اُس کے بعد بھی ساری زندگی جب تک یہ طواف نہ کیا جائے، فرض باقی رہتا ہے، تاخیر کی وجہ سے یہ فرض ساقط نہیں ہوتا اور جب تک یہ طواف نہ کیا جائے بیوی سے قربت بھی جائز نہیں ہوتی۔(شامیہ:2/518)(عالمگیری:1/232)

فائدہ: اگرچہ افضل یہ ہے کہ طوافِ زیارت پہلے دن کیا جائے لیکن حجاج کرام کی روز اَفزوں کثرت کی وجہ سے اب یہ طواف پہلے دن کرنا بہت سے لوگوں بالخصوص عورتوں کیلئے نہایت مشکل کام ہوتا ہے اِس لئے شریعت کی دی ہوئی آسانی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دوسرے دن کرنا نسبۃً زیادہ آسان اور اختلاطِ مرد وزَن جیسے اُمور سے بچنے کا زیادہ باعث بنتا ہے۔

طوافِ زیارت کا تیسرے دن غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے کرلینا واجب ہے، اگر کسی نے تیسرے دن غروبِ آفتاب تک طوافِ زیارت نہیں کیا تو وہ گناہ گار ہوا، اُسے چاہیئے کہ توبہ بھی کرے اور دَم بھی اداء کرے، لیکن طواف پھر بھی بہر حال اُسے کرنا ضروری ہے، اِس لئے کہ تاخیر کی وجہ سے یہ ساقط نہیں ہوتا۔(شامیہ:2/518،519)

عورت کو اگر دس تاریخ یا اِس سے پہلے ہی حیض یا نفاس آگیا ہو اور تیسرے دن یعنی بارہ تاریخ تک بھی اُسے فراغت نہ ہو تو وہ فی الحال پاک ہونے تک طوافِ زیارت نہ کرے، کیونکہ حیض و نفاس کی حالت یا جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے اور ایسی حالت میں طواف کرنا بھی جائز نہیں، عورت پر اِس شرعی عُذر کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر کرنے کی وجہ سے دَم لازم نہ ہو گا۔(شامیہ:2/555)

اگر کوئی خاتون تیسرے دن یعنی بارہ تاریخ کو غروبِ آفتاب سے اتنا پہلے حیض و نفاس

سے پاک ہوئی کہ وہ نہانے کے بعد بیت اللہ شریف جاکر کم از کم طوافِ زیارت کے چار چکر لگا سکتی ہو تو اُس کیلئے غروبِ آفتاب سے پہلے یہ کرنا لازم ہو جائے گا، اگر وہ نہ کرے تو دَم لازم ہو جائے گا۔(شامیہ:2/519)

اگر کوئی خاتون حیض یا نفاس کی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کر سکی ہو اور حج سے واپسی کی تاریخ آجائے تب بھی طوافِ زیارت کا حکم ساقط نہیں ہو گا، ایسی صورت میں عورت کیلئے لازم ہے کہ یا تو اپنی واپسی کی تاریخ کو پاک ہونے تک بڑھائے اور طوافِ زیارت کر کے جائے ورنہ حج کا رکن باقی رہے گا اور جب تک طوافِ زیارت نہ کیا جائے شوہر سے قربت بھی جائز نہ ہو گی اور اگر واپسی کی تاریخ کو بڑھانا ممکن نہ ہو تو اُسی ناپاکی کی ہی حالت میں طوافِ زیارت کرلے، لیکن اِس صورت میں اُسے "بدنہ" یعنی بڑے جانور گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہو گی۔(شامیہ:2/519)

⑮ منیٰ میں قیام:

طوافِ زیارت اور اُس کے بعد سعی سے فارغ ہو کر منیٰ واپس چلے جائیے اور وہاں بارہ یا تیرہ تاریخ تک قیام کیجئے، اور اِن دنوں کی راتیں بھی وہیں منیٰ میں گزاریئے کیونکہ یہ سنّت ہے، اِس کے علاوہ کہیں اور جیسے ہوٹل وغیرہ میں جاکر یہ راتیں گزارنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اس سے کچھ لازم نہیں ہو گا۔(شامیہ:2/520)(عالمگیری:1/232)

واضح رہے کہ فقہِ حنفی کے مطابق اگرچہ یہ راتیں منیٰ میں گزارنا سنّت ہے لیکن دوسرے ائمہ اِس کو واجب اور ضروری قرار دیتے ہیں اور اُن کے نزدیک اِس کے ترک کر دینے کی وجہ سے دَم بھی لازم ہو جاتا ہے، اِس لئے حنفی فقہ کے مطابق چلنے والوں کو بھی اِن راتوں میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/324)

منیٰ میں دس، گیارہ اور بارہ تاریخ تک کا قیام اہم ہے کیونکہ اِن تاریخوں میں جمرات کی رَمی واجب ہے اور چونکہ تیرہ تاریخ کی رَمی کرنے نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے اِس لئے بارہ تاریخ کے بعد کی شب اور اگلے دن تیرہ تاریخ کا قیام اختیاری ہے، اگر کوئی تیرہ کی رَمی کیلئے منیٰ میں رکے تو زیادہ بہتر ہے اور اگر بارہ کی رَمی کے بعد ہی چلا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔(البقرۃ:203)(شامیہ:2/521)(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:7/324)

افضل یہ ہے کہ تمام ایّامِ تشریق منیٰ میں گزار کر تیرہ کی رَمی کرکے پھر رَوانہ ہوا جائے، نبی کریم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔(بدائع:2/138)(ابوداؤد:1973)

منیٰ میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کے ذکر، قرآن کریم کی تلاوت اور دُعاء وغیرہ میں مشغول رہیں، غفلت اور فضول کاموں میں قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔(رفیقِ حج:144)

⓰جمرات کی رَمی:

منیٰ میں قیام کے دوران گیارہ بارہ تاریخ کو اور اگر تیرہ تاریخ کو قیام ہو تو تیرہ کو بھی زوال کا وقت ہوجانے کے بعد تینوں جمرات کی بالترتیب رَمی کیجئے، یہ حج کے واجبات میں سے ہے۔(بدائع:2/136)

رَمیِ جمرات کا طریقہ:

اکیس کنکریاں اپنے ساتھ لے لیجئے اور سب سے پہلے جمرہ اُولیٰ جو مسجدِ خیف کی جانب سے جمرات کی طرف جاتے ہوئے شروع ہی میں آتا ہے، اُس کے پاس پہنچیں۔ بہتر ہے کہ جمرہ اولیٰ کے پاس تقریباً پانچ ہاتھ یا اِس سے زیادہ فاصلہ رکھ کر اِس طرح کھڑے ہوں کہ مکہ مکرمہ آپ کے بائیں جانب اور منیٰ دائیں جانب آجائے، پھر کھجور کی گٹھلی یا چنے کے دانے کے برابر سات کنکریاں ماریں، اِس طرح کہ ہر کنکری پر تکبیر

یعنی ”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرُ“ کہتے ہوئے دائیں ہاتھ سے ایک ایک کنکری جمرہ اولیٰ کو مارنا شروع کریں۔(شامیہ:2/513)(ابو داوٗد:1974)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:99)

اگر آسانی سے ممکن ہو تو ہر کنکری مارتے ہوئے یہ دُعاء پڑھیں:

”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرُ رَغْمًا لِلشَّیطانِ وَرِضيً لِّلرَّحْمٰنِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّامَّبْرُوْرًا وَّسَعْیاً مَشْکُورًا وَّذَنْبًا مَغْفُورًا“

ترجمہ: اللہ کے نام سے (میں رَمی کرنا) شروع کرتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمان کو راضی کرنے کیلئے (رَمی کرتا ہوں)، اے اللہ! میرے اِس حج کو مبرور (یعنی مقبول) بنادے، میری کوشش کی قدر دانی فرمادے اور گناہوں کو معاف کردے۔(عُمدۃ الفقہ:4/449)(شامیہ:2/513)(ومثلہ فی سنن کبریٰ بیہقی:9550)

لیکن اگر یہ دُعاء یاد نہ ہو تو کم از کم ”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرُ“ ہی پڑھ لیں۔

اس کے بعد لوگوں کے مجمع سے ہٹ کر ایک کنارے پر قبلہ کی طرف رُخ کھڑے ہو جایئے اور دُعاء کی طرح ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کیجئے، تکبیر و تہلیل پڑھئے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجئے اور پھر تقریباً بیس آیات پڑھنے کی مقدار دُعاء مانگئے یہ دُعاؤں کی قبولیت کا موقع ہے، نبی کریم ﷺ سے اِس موقع پر بڑی آہ و زاری کے ساتھ دُعا مانگنا ثابت ہے۔(شامیہ:2/520)(ابو داوٗد:1973)

اس کے بعد تھوڑا سا آگے جمرہ وُسطیٰ ہے اُس کے پاس آئیں، وہاں بھی جمرہ اولیٰ کی طرح تکبیر پڑھتے ہوئے سات کنکریاں ماریں اور اس سے فارغ ہو کر بھی مجمع سے ذرا ہٹ کر قبلہ رُخ ہو کر اُسی طرح دُعاء مانگئے جیسے جمرہ اولیٰ میں ذکر کیا گیا، یہاں بھی نبی کریم ﷺ سے دُعاء مانگنا ثابت ہے۔(ابو داوٗد:1973)

اس کے بعد تھوڑا سا اور آگے جمرہ کُبریٰ ہے جس کو جمرہ عقبہ بھی کہتے ہیں، اِس کے پاس پہنچ کر بھی پہلے دونوں جمروں کی طرح سات کنکریوں کے ذریعہ رَمی کیجئے، لیکن اِس کے بعد نبی کریم ﷺ سے ٹھہرنا ثابت نہیں اِس لئے اس سے فارغ ہو کر بغیر توقّف کیے چل پڑیئے۔(ابو داؤد:1973)

فائدہ: رَمیِ جمرات کا مذکورہ بالا طریقہ جو بیان کیا گیا ہے یہ گیارہ، بارہ اور تیرہ تمام دنوں کی رَمی کا ہے، تینوں دن اِسی طریقے کے مطابق رَمی کی جائے گی۔

رَمیِ جمرات کے اہم مسائل:

دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ یعنی جمرہ کبریٰ کی رَمی کی جاتی ہے، تینوں جمرات کی رَمی نہیں کرتے، لیکن اُس کے بعد گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کی تاریخوں میں تینوں جمرات کی رَمی کی جاتی ہے۔(عالمگیری:1/234)

تیرہ ذی الحجہ کی رَمی کرنا واجب نہیں، لیکن اگر کسی کی تیرہویں تاریخ کی صبح صادق منیٰ میں ہو جائے تو اُس پر اس دن کی رَمی بھی واجب ہو جاتی ہے۔(شامیہ:2/522)

جس شخص کا تیرہ کی رَمی کا اِرادہ نہ ہو اُسے چاہیئے کہ بارہ تاریخ کی شام غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ کی حدود سے نکل جائے، کیونکہ غروب کے بعد نکلنا مکروہ ہے، تاہم پھر بھی غروب کے بعد نکلنے کی وجہ سے کچھ لازم نہیں ہو گا، اور اگر تیرہ کی صبح بھی منیٰ میں ہو گئی تو تیرہ تاریخ کی رَمی بھی واجب ہو جائے گی ایسی صورت میں رَمی کیے بغیر واپس جانا جائز نہ ہو گا۔(شامیہ:2/522)

گیارہ، بارہ تاریخ کی رَمی کا وقت زَوال کے بعد شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے، لہٰذا زَوال سے پہلے رَمی کرنا درست نہیں، ہاں زوال کے بعد دن بھر میں یا رات میں کسی

بھی وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رَمی کی جاسکتی ہے، البتہ تیرہ کی رَمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہوکر اُسی دن غروبِ آفتاب تک رہتا ہے، لیکن اِس دن زوال سے پہلے رَمی کرنا مکروہ ہے، گیارہ بارہ کی طرح اِس دن بھی زوال کے بعد ہی رَمی کرنا چاہیئے، البتہ غروب، آفتاب سے پہلے پہلے اُس دن رَمی کرلینی چاہیئے کیونکہ اس دن غروب کے بعد رَمی کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔(عالمگیری:1/233)(شامیہ:2/521)

افضل یہی ہے کہ جمراتِ ثلاثہ یعنی جمرۂ اُولیٰ، جمرۂ وُسطیٰ اور جمرۂ کُبریٰ میں اِسی ترتیب کے ساتھ رَمی کی جائے، پس اِسی لئے اگر کسی نے ترتیب کے خلاف رَمی کی تو اُس کیلئے اُسی دن رَمی کا اِعادہ ترتیب کے مطابق کرلینا بہتر ہے، تاہم اگر کوئی اِعادہ نہ کرے تب بھی رَمی ہوجاتی ہے۔(عالمگیری:1/234)(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:99)

ہر شخص کو خواہ وہ مَرد ہو یا عورت، اپنی رَمی خود ہی کرنی چاہیئے، بغیر عُذر کے کسی اور سے رَمی کرانا جائز نہیں، اگر کوئی بغیر عُذر کے کسی اور سے رَمی کرائے تو اس سے رَمی اداء نہیں ہوتی اور رَمی ترک کرنے کی وجہ سے دَم لازم ہوجاتا ہے۔ واضح رہے کہ عورت ہونا، بوڑھا ہونا، یا ہجوم وغیرہ کا ہونا کوئی عُذر نہیں ہے، اِس لئے کہ وہاں تو رَش ہوتا ہی ہے، عذر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اِس قدر بیمار یا کمزور ہو کہ پیدل یا وہیل چیئر وغیرہ پر سوار ہوکر بھی رَمی کیلئے نہ جاسکتا ہو، یا سوار ہوکر جانے کی وجہ سے بھی سخت تکلیف میں مبتلاء ہونے یا مرض کے بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہو، یا پیدل جانے سے عاجز ہو اور سواری (یعنی وہیل چیئر وغیرہ) نہ ملتی ہو یا سواری تو ہو لیکن لے جانے والا کوئی نہ ہو تو اِن تمام صورتوں میں وہ شخص معذور سمجھا جاتا ہے اُس کیلئے کسی اور سے رَمی کرانا جائز ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:100)(رفیقِ حج:135،136)

کسی اور کی جانب سے رَمی کرنے والے کیلئے افضل ہے کہ وہ پہلے اپنی جانب سے رَمی کرے اُس کے بعد دوسرے کی طرف سے کرے، اور اِس کا آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ ہر ہر جمرہ پر پہلے اپنی سات کنکریاں پھینکے اُس کے بعد دوسرے کی طرف سے سات کنکریاں مارے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:100)(رفیقِ حج:136)

رَمی کرتے ہوئے کوئی خاص حالت، یعنی کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر رَمی کرنا یا رَمی کرتے ہوئے جمرہ کی طرف رُخ کرنا، یا پاک اور باوضو ہو کر رَمی کرنا یا جمرہ کے قریب یا دور ہونا یا مسلسل اور پےَ دَر پےَ رَمی کرنا شرط نہیں، جس طرف سے بھی اور جس حالت میں بھی رَمی کی جائے رَمی ہو جاتی ہے۔(غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک:100)

⓱ منیٰ سے رَوانگی:

جمرات کی رَمی سے فارغ ہونے کے بعد بارہ یا تیرہ تاریخ کو حجاج کرام منیٰ سے مکہ مکرّمہ کی جانب روانہ ہو جاتے ہیں۔اِس رَوانگی کا کوئی مخصوص وقت یا طریقہ مقرر نہیں، کسی بھی وقت جس میں آسانی ہو، رَوانہ ہوا جاسکتا ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ بارہ یا تیرہ کو جس دن رَوانہ ہونا ہے اُس دن زوال کے بعد جمرات جا کر تینوں جمرات کی رَمی کریں اور اس کے بعد مکہ مکرّمہ کی طرف رَوانہ ہو جائیے، راستہ میں جنّت المَعْلیٰ کے قریب ”وادیِ محصّب“ جس کو ”وادیِ اَبطح“، ”بَطحاء“ اور ”خیفِ بنی کنانہ“ بھی کہا جاتا ہے، وہاں پہنچ کر اگر ممکن ہو تو سواری سے اتر کر ورنہ سواری میں بیٹھے بیٹھے ہی اتباعِ سنّت میں کچھ دیر اگرچہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو، دُعاء وغیرہ کیجئے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی منیٰ سے واپسی پر محصّب میں قیام فرمایا تھا، بلکہ آپ ﷺ نے تو وہاں اتر کر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اداء فرمائی تھیں اور اُس کے بعد کچھ دیر آرام فرما کر مکہ مکرّمہ

تشریف لے گئے تھے۔(ابو داؤد:2013)(غنیۃ الناسک:101)(عُمدۃ الفقہ:4/454)

واضح رہے کہ منیٰ سے واپسی پر محصّب میں ٹھہرنا مناسکِ حج کا حصہ نہیں ہے ،یہی وجہ ہے کہ اِس کے چھوڑنے سے کچھ لازم نہیں ہوتا، لیکن چونکہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء راشدین کا وہاں ٹھہرنا ثابت ہے اِس لئے فقہاء کرام نے اتباعِ سنّت میں وہاں ٹھہرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔(عون المعبود:5/341)(ابو داؤد:2008)

آج کل اب وہاں محصّب میں چونکہ آبادی ہو چکی ہے، نیز حجاج کرام بسوں وغیرہ کے ذریعہ منیٰ سے مکہ مکرّمہ آرہے ہوتے ہیں اِس لئے واپسی میں وہاں ٹھہرنا بہت مشکل ہوتا ہے اِس لئے اگر وہاں ٹھہرنے کا موقع نہ ملے تو کوئی حرج نہیں۔(رفیقِ حج:146)

منیٰ سے رَوانگی کے اہم مسائل:

منیٰ سے واپس رَوانہ ہونے کے بارے میں شریعت کی طرف سے اِجازت ہے کہ بارہ ذی الحجہ کو رَمی سے فارغ ہو کر بھی رَوانہ ہوا جاسکتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ایک دن اور قیام کر کے تیرہ ذی الحجہ کو رَمی کے بعد رَوانہ ہوا جائے۔(البقرۃ:203)

افضل اور بہتر یہ ہے کہ تیرہ کی رَمی کرنے کے بعد منیٰ سے روانہ ہوا جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے حج میں ایسا ہی کیا تھا۔(بدائع:2/138)(ابو داؤد:1973)

نیز اِس میں ایک دن کی رَمی یعنی اکیس کنکری مارنے کا اور موقع مل جائے گا،اور حدیث کے مطابق رمی کرنا قیامت کے دن نور کا باعث ہے۔(مجمع الزوائد:5588)اور رَمی کی ہر کنکری کبیرہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔(مسند البزار:6177)پس اِن عظیم فضیلتوں سے محروم نہیں رہنا چاہیئے۔ تاہم اگر کوئی تیرہ کی رَمی کیلئے رکنے کا اِرادہ نہ رکھتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ بارہ تاریخ کو غروب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل جائے،

کیونکہ غروب کے بعد نکلنا مکروہ ہے، اور اگر تیرہ کی صبح صادق بھی منیٰ میں ہو جائے تو رَمی کیے بغیر نکلنا درست نہیں، اِس سے دَم لازم ہو جاتا ہے۔(شامیہ:2/522)

منیٰ میں قیام کے دوران خود منیٰ میں رہتے ہوئے پہلے سے اپنا سامان ہوٹل بھجوا دینا بہتر نہیں کیونکہ اِس سے دل سامان میں اور واپس جانے میں ہی اَٹکا رہتا ہے جو مناسب نہیں، اِس لئے اِس سے گریز کرنا چاہیئے۔(شامیہ:2/522)(ابن ابی شیبہ:15392)

بارہ یا تیرہ ذی الحجہ کو رَمی سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ آجایئے اب آپ کے ذمّہ صرف "طوافِ وَداع" رہ جاتا ہے، جو مکہ مکرمہ سے رَوانہ ہونے سے پہلے پہلے کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ حج کے واجبات میں سے ہے۔(شامیہ:2/523)

⑱ طَوافِ وَداع / طوافِ صَدَر:

منیٰ سے آکر وطن واپس لوٹنے سے پہلے طوافِ وَداع کیا جاتا ہے، جسے "طوافِ صَدَر" اور "طَوافِ آخرِ عہد" بھی کہا جاتا ہے، یہ واجب ہے، اِس کا کرنا ضروری ہے، اگر کوئی اسے ترک کر دے تو اُس پر دَم لازم ہو جاتا ہے۔(شامیہ:2/523-553)

طوافِ وَداع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے افعال سے فارغ ہو کر جب وطن واپس رخصت ہونے کا اِرادہ ہو تو جانے سے پہلے عام طواف کی طرح بیت اللہ شریف کا طواف کیجئے، اِس طواف میں رَمل اور اِضطباع بھی نہیں ہے اور اس کے بعد سعی بھی نہیں کی جائے گی۔(شامیہ:2/523)

طوافِ وَداع کے اہم مسائل:

طوافِ وَداع صرف اُس آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) پر واجب ہے جس نے کسی بھی قسم کا حج (یعنی اِفراد یا تمتع یا قِران) کیا ہو، پس مکہ مکرمہ کے رہنے والے پر، یا

حِل اور میقات کے اندر رہنے والے پر یہ طواف لازم نہیں، اِسی طرح وہ شخص جو آفاقی ہو لیکن طوافِ زیارت سے پہلے پہلے اُس کا مکہ مکرمہ میں قیام کا اِرادہ ہو چکا ہو اُس پر بھی یہ طواف لازم نہیں، نیز عُمرہ کیلئے آنے والوں پر بھی یہ طواف لازم نہیں، اِس لئے کہ اِس کا تعلّق صرف حج سے ہے۔(عُمدۃ الفقہ:4/164)(بدائع الصنائع:2/142)

حیض و نفاس کی وجہ سے طوافِ وَداع کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے، چنانچہ کسی عورت کو حج کے بعد جبکہ وہ طوافِ زیارت کر چکی ہو اگر حیض یا نفاس آجائے تو اُس کیلئے طوافِ وَداع کا حکم باقی نہیں رہتا۔(شامیہ:2/528۔468)(بخاری:1755۔1757)

بہتر یہ ہے کہ طوافِ وَداع رخصت ہونے سے پہلے کیا جائے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے:"لَایَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ" ہر گز کوئی (حج سے فارغ ہو کر) واپس نہ جائے یہاں تک کہ اُسے آخری وقت میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا چاہیئے۔(ابوداؤد:2002)اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طوافِ وَداع آخر میں جانے سے پہلے کرنا بہتر ہے، لیکن اس سے پہلے بھی بلا کراہت کیا جاسکتا ہے۔(بدائع الصنائع:2/143)

طوافِ وداع کے فوراً بعد مکہ مکرّمہ سے واپسی کیلئے نکل جانا ضروری نہیں، لہٰذا اگر کوئی طوافِ وداع کرلے اور اُس کے بعد مکہ مکرّمہ میں مزید قیام پذیر رہے تو اُس پر جانے سے پہلے دوبارہ طوافِ وداع واجب نہیں ہوتا، البتہ جاتے ہوئے دوبارہ طواف کرلینا مستحب ہے۔(بدائع الصنائع:2/143)(رفیق حج:147)

طوافِ زیارت کے بعد کوئی بھی طواف حتی کہ نفل کی نیت سے بھی طواف کرلیا جائے تو طوافِ وَداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر کسی نے حج سے فارغ ہو کر طوافِ

وداع کے علاوہ کوئی بھی طواف کر لیا ہو اور پھر جانے سے پہلے اُسے طوافِ وداع کا موقع نہ ملا ہو تب بھی اُس کا طوافِ وداع ہو جائے گا، تاہم افضل یہ ہے کہ جاتے ہوئے مستقل نیت کے ساتھ یہ طواف کر لیا جائے۔(بدائع الصنائع:2/143)(رفیق حج:147)

اگر کوئی طوافِ وداع کیے بغیر چلا جائے تو جب تک وہ میقات سے باہر نہیں نکلا اُس پر واپس لوٹنا اور طوافِ وداع کرنا واجب ہے، پس اگر وہ واپس آکر طواف کر لے تو اُس کا دَم ساقط ہو جائے گا، واپس آنے کیلئے اُسے عمرہ کا احرام بھی نہیں باندھنا ہو گا، اور اگر واپس نہیں آئے تو دَم اداء کرنا ہو گا۔ اور اگر میقات سے باہر نکل گیا ہو تو اب اُس کیلئے واپس لوٹنا واجب نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ چلا جائے اور دَم اداء کر دے، لیکن اگر وہ واپس ہی آنا چاہے تو عُمرہ کا احرام باندھ کر آئے اور پہلے عُمرہ کرے اور پھر اُس کے بعد طوافِ وداع کرے، اس صورت میں دَم ساقط ہو جائے گا۔(بدائع الصنائع:2/143)

⓳صدقہ کرنا:

حج کے اِحرام سے فارغ ہونے کے بعد بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی جنایت نہ بھی کی ہو تو اِس نیت سے کچھ نہ کچھ صدقہ دیدے کہ اگر کوئی غلطی ہو بھی گئی ہو تو اُس کی تلافی اور تدارک ہو جائے۔ لیکن یہ صدقہ دینا لازم نہیں، یہ محض احتیاط کی وجہ سے دیدینا بہتر ہے، اور نہ بھی دیں کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”**كَانُوا إِذَا قَضَوْا حَجَّهُمْ تَصَدَّقُوا بِشَيْءٍ، وَيَقُولُونَ: اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَمَّا لَا نَعْلَمُ**“سلَفِ صالحین کا معمول تھا کہ وہ جب اپنے حج سے فارغ ہو جاتے تو صدقہ کرتے اور یہ کہتے کہ اے اللہ! یہ ہماری اُن کوتاہیوں کی تلافی کیلئے ہے جن کا ہمیں علم نہیں۔(اخبار مکہ للفاکہی:948)

☆——☆——☆